غازی اعظم

نواب حیدر علی خاں بہادر والیٔ میسور

(کے حالات)

از

مولوی شاہ ابوالحسن صاحب ادیب

ملنے کا پتہ :- مسلم بک ڈپو نمبر ۳۱ . ۱۲۲ نیو مارکٹ بنگلور سٹی

Marfat.com

اس کتاب کے ماخذ

اس مختصر کتاب کے لکھنے میں مجھے جن کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہے۔ یا اس کتاب میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اُن کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہیں۔

انگریزی اور کنڑی کتابیں

(۱) لیوِن بی بورنگ چیف کمشنر میسور کی کتاب۔ حیدر علی سلطان اور ٹیپو سلطان
ہسٹری آف انڈیا۔ مصنفہ ونسٹ اے اسمتھ
(۲) میسور گزیٹیر، جلد سوم وچہارم وپنجم مرتبہ در ۱۹۲۸ء)
(۳) ہسٹری آف میسور۔ مصنفہ پی کرشنا راؤ۔ (میسور کمیشن)
(۴) کیمبرج ہسٹری آف انڈیا حصہ پنجم۔ مصنفہ ایچ ایچ ڈاڈول
(۵) برٹش ڈومینیشن ان انڈیا۔ مصنفہ لیس اور اکزا پیاس
(۶) دی انڈین امپیر۔ مصنفہ سر ولیم ہنٹر
(۷) ہسٹری آف میسور۔ مصنفہ کرنل ولکس
(۸) آن اکونٹ آف دی کیا مپائینس۔ ان میسور۔ مصنفہ سر الگزنڈر ایلن
(۹) ہسٹری آف انڈیا۔ مصنفہ پی اے رابرٹس
(۱۰) انڈین امپیر۔ مصنفہ سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر
(۱۱) حیدر علی اینڈ ٹیپو سلطان۔ مصنفہ چارلس اسٹوارٹ
(۱۲) دی لاسٹ سیج آف سرنگا پٹم۔ مصنفہ رو رینڈ ای ڈبلیو تھامسن، ایم اے
(۱۳) کامپری ہنسیو ہسٹری آف انڈیا۔ مصنفہ ایچ بو ایچ

محمد اقبال مجددی
ذخیرہ
لاہور

Marfat.com

(۱۵) دی میسور رایل فیملی ۔ مصنفۂ بی رام کرشنا راؤ
(۱۶) میسور دیشد اچرترے ۔ مصنفۂ یم شامراؤ
(۱۷) حیدرنامہ، مصنفۂ ہچ اپناچیٹی
(۱۸) میسور دیشد اچرترے ۔ مصنفۂ ہچ ایم پٹنا
(۱۹) ہندو دیشد اچرترے ۔ مصنفۂ یم کرشنا، ایم اے ڈی لٹ
(۲۰) میسور کیٔی پڑی

اردو اور فارسی کتابیں

(۱) حیدرعلی سلطان اور ٹیپو سلطان ۔ مصنفۂ امجد علی اشہری
(۲) تاریخ ریاست حیدرآباد ۔ مصنفۂ مولوی نجم الغنی
(۳) واقعات مملکت بیجاپور ۔ مصنفۂ مولوی بشیرالدین احمد
(۴) انجارج نامہ، مصنفۂ ملا فیروز
(۵) نشان حیدری، مصنفۂ سید حسین علی کرمانی
(۶) تاریخ ہندوستان (عہد انگلشیہ) مصنفۂ مولوی ذکاء اللہ
(۷) کارنامۂ حیدری ۔ مصنفہ مولوی عبدالرحیم
(۸) حالات حیدری ۔ مولفہ احمد علی گوپاموی
(۹) تاریخ حمید خان ۔ مرتبہ منشی حمید خان
(۱۰) تاریخ ہند برائے مدارس فوقانیہ ۔ و تاریخ ہند برائے انٹرمیڈیٹ ۔ مولفہ سید ہاشمی صاحب فرید آبادی ۔
(۱۱) مقدمہ تاریخ ہند ۔ قول ہند ۔ آئینہ حقیقت نما ۔ حصہ اول ۔ مصنفات اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی

Marfat.com

(۱۲) تاریخ ہند - مصنفہ مارسڈن

(۱۳) حدیقۃ العالم (۱۴) گلزار آصفیہ

(۱۵) عماد السعادت (۱۶) سیر المتاخرین

(۱۷) تاریخ مرہٹہ (۱۸) جد نامہ مراد علی

(۱۹) تنبیہ المراد (۲۰) تاریخ ہند - عبدالحمید

(۲۱) تاریخ ہند اقبال (۲۲) تاریخ ہند غلام حسین

(۲۳) تاریخ ہند، سری رام شرما -

(۲۴) تمدن ہند (۲۵) سوانح حیدر علی مصنفہ ڈپٹی لعل نگم

(۲۶) تاریخ ہند - حسن علی

(۲۷) منتخب تاریخ، فارسی

(۲۸) تاریخ ہند محمد عنایت اللہ

(۲۹) بہادر نامہ قلمی

(۳۰) نگمی صاحب کی تاریخ ہند قلمی

اس کتاب میں موقع موقع پر مذکورہ بالا کتابوں کا حوالہ دیدیا گیا ہے - روایات کے سوا، ساری کتاب مذکورۂ بالا کتابوں کے اقتباسات کا ترجمہ ہے - فارسی اور اردو کتابوں کا اقتباس ہے - تو بعینہٖ لکھدیا ہے - کہیں فارسی کا ترجمہ اور کہیں اردو اقتباس کا اختصار لکھدیا ہے

اردو زبان میں اب تک تاریخ میسور مفصل و مکمل نہیں لکھی گئی ہے - البتہ مولوی سید امجد علی اشہری (مرحوم) نے حیدر علی سلطان، اور ٹیپو سلطان کے نام سے دو کتابیں لکھی ہیں - دونوں بادشاہوں کا حال از مہد تا لحد بہت

Marfat.com

وضاحت سے لکھا ہے - مگر ان کتابوں میں بعض واقعات صحیح نہیں اور جنگی کارناموں کے سوا اور کچھ نہیں ہے - علاوہ بریں ، نشانِ حیدری ، حملات حیدری ، اور یل بی بورنگ کی کتابوں سے لے کر ایک ایک واقعہ کو تین تین بار لکھا ہے - جسے پڑھ کر طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے -

میری مختصر انگریزی دانی کی وجہ سے انگریزی کتابوں کے پڑھنے میں مجھے بہت تکلیف اٹھانی پڑی - ان کتابوں کے جن مقاموں کو میں سمجھ نہ سکا - متعدد دوست اور احباب سے پوچھ کر ان مقاموں کو سمجھنے کی کوشش کی ہے -

Marfat.com

فہرست

فصل	مضمون	صفحہ	فصل	مضمون	صفحہ
مقدمہ	تاریخ	۱	دوسری فصل	۱۷۴۸ء سے ۱۷۶۴ء تک	
	تاریخ کی متعارف تعریف	۲		کے واقعات	۲۳
	غرض تاریخ - وفوائد			حیدرعلی کی شہرت	۲۵
	تاریخ	۷		ناصر جنگ کی مدد کو میسور	
	تاریخ کا خاصہ	۸		کی فوج کا جانا	۲۶
	علل واسباب بیان کرنا	۹	تیسری فصل	بنگلور اور لچھمن راج	۲۷
	مورخ کے صفات غرض			بنگلور پر حیدرعلی کی چڑھائی	۲۸
	کتاب	۱۰		معاملات کرناٹک	۲۹
	اس کتاب کے فائدے	۱۱		ارکاٹ کی نوابی کا جھگڑا	۳۰
	جغرافیہ اور آب وہوا	۱۲		راجۂ میسور کا محمد علی کی	
	اس تاریخ کے لکھنے کی			مدد کرنا	۳۱
	اصلی غرض	۱۴	چوتھی فصل	دیوراج اور نند راج کی	
	باب اول			مخاصمت	۳۴
پہلی فصل	حیدرعلی خان کے خاندان			حیدرعلی کا میسور پر قبضہ	۴۰
	کا شجرہ	۱۸		ہسکوٹہ کی فتح	۴۴
	حیدرعلی کی ولادت	۲۰		بڑے بالاپور اور سرا کی فتح	۴۵

Marfat.com

فصل	مضمون	صفحہ
	فتح محمد - نواب کے خلاف سازش	۱۶۲
	نظام جنگی، اور وفات	۱۶۳
	کولار کا مقبرہ	۱۶۴
	ڈنڈکل کی فوجداری کا اخراج	
	گزار ریاستیں	۱۶۵
	فتوحات کرناٹک	۱۶۶
	بدنور کے متعلق ایک روایت	۱۶۷
	جہاز سازی	۱۶۸
	قلعہ جات	۱۶۹
	نقشہ میسور	۱۷۰
چوتھی فصل	بعض روایات	۱۷۱
	عہد حیدری کی برکات	۱۷۳
پانچویں فصل	ماخوذات	۱۷۷
	ولادت حیدر علی	۱۸۳
	محمد اسمٰعیل کی وفات	۱۸۵
	نواب بیلعہ کے مراسلات	۱۸۸
چھٹی فصل	ملک کی پامالی	۱۹۳
	نشان حیدری کا اہتمام	۱۹۴
	خطاب نوابی - انگریزوں کی عہد شکنی	۱۹۵
	عہد نامہ مدراس	۱۹۶
	جعلی خطوط	۱۹۷
	افواج حیدری، بحری قوت	۱۹۸
	شراب نوشی کا الزام	۱۹۹
	خاصیت	۲۰۰
	کھنڈے راؤ کو سزا	
	سخت سزائیں	۲۰۱
	بہادر بنڈا	۲۰۳
	چند خاندانی شجرے	۲۰۴
	فتح محمد کی کتخدائیاں	۲۰۶
	منگلور کی جاگیر	[illegible]
	ضمیمہ	
	خاتمہ	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مقدمہ

تاریخ

علم تاریخ کا ذوق فطرتاً انسان میں پایا جاتا ہے۔ اسی لئے وہ مختلف زمانہ کے واقعات ذوق و شوق سے سنتا ہے۔ اور عام طور پر دنیا میں اپنے ملک کے مشہور لوگوں اور اپنے خاندان کے ناموروں کے حالات کم عمر بچوں کو سنائے جاتے ہیں۔ اگر کسی نے علم تاریخ کی طرف توجہ نہیں کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اس فطری قوت کی جو اسکی ذات میں ودیعت ہے کچھ عزت نہیں کی

ایک دانا آدمی کا قول ہے۔ کوئی شخص تعلیم یافتہ کہلانے کا

استحقاق نہیں رکھتا جو کم از کم اپنے ملک اور اپنی قوم و ملت کی تاریخ سے واقف نہ ہو ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے مذہب۔ رسم و رواج۔ اپنی قوم کی اخلاقی معاشری و سیاسی تاریخ سے واقف ہو اور اس پر یہ سمجھنا لازم ہے کہ موجودہ حالتیں کن اسباب کا نتیجہ ہیں۔ اور وہ اسباب بذات خود پہلے کس طرح پیدا ہوئے تھے۔ کیونکہ ان معلومات سے ہی وہ آگے ترقی کرنے کے قابل ہوتا ہے اپنے ملک اور اپنی قوم کی تاریخ سے ہی اس کو ان خصوصیتوں کا پتہ ملسکتا ہے۔ جن کے سبب وہ دیگر ملکوں اور قوموں کے انسانوں سے تمیز کیا جاتا ہے۔

تاریخ ہی کا مطالعہ ایسا ہے جس سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال کے واقعات انسان کی نظروں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور وہ مختلف قوموں۔ مختلف طبقوں۔ اور مختلف زمانوں کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرتا ہے ان کی باتیں سنتا اور ان کے حالات دیکھتا ہے۔ اس لئے علم تاریخ سے بلحاظ علم و تجربہ انسان کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اور یہی علم ایسا ہے جس سے ماضی اور حال میں تسلسل قائم ہوتا ہے۔ اور استقبال کی راہ راست ملجاتی ہے۔

تاریخ کیا ہے ایک علم ہے جو مختلف قوموں کے وجود و ظہور انکی ترقی و تنزل ان کے رسم و رواج۔ عادات و اخلاق آثار و حالات ان کے کارنامے اور ان تمام امور کے اسباب و علل بیان کرتی ہے تاریخ پڑھنے والا ان تمام تجربوں کو جنہیں قدیم لوگوں نے اپنی عمریں صرف کرکے حاصل

Marfat.com

لیا تھا، تھوڑی سی مدت میں حاصل کرلیتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ تاریخ انسان کو عاقل بناتی ہے جس قدر انسان کے دل میں اپنے ملک کی محبت ہوتی ہے اسیقدر اپنے ملک کی تاریخ کی اسے خواہش ہوتی ہے۔ علم و دانش کے دروازے تاریخ پڑھنے والے پر کھلجاتے ہیں۔ اس کی عقل درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ انسان دنیا کے بڑے بڑے واقعات اور حالات کے پڑھنے میں فطرتاً دلچسپی رکھتا ہے اس لئے یہ بات صاف کہی جاسکتی ہے کہ **علم تاریخ کبھی مردہ ہونے والی چیز نہیں ہے۔**

ایک دانا کا قول ہے کہ قوموں کی روح اور زندگی نے جن نتائج کو پیدا کیا ہے۔ ان کی شرح بالحیثیت المجموع تاریخ کہلاتی ہے کوئی کہتا ہے کہ سیاسیات کا سبق ہی تاریخ ہے۔ کسی کا قول ہے کہ انسانوں کے تمدنی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ تعلقات معاشرت کے بیان کا نام ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ تاریخ انسان کو بوڑھا بنا دیتی ہے۔ مگر اس کے چہرے پر جھریاں نہیں پڑتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ تاریخ حکمت کا سبق پڑھاتی ہے۔ کائنات اور اس کے مبادی کی علتیں بتاتی ہے واقعات عالم اور انکے اسباب سے آگاہ کرتی ہے۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ علم تاریخ صحیح اور صائب رائے کا معین و مددگار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ متاخرین کو متقدمین کے حالات سے

Marfat.com

صحیح رائے قائم کرنے کا موقع ملجاتا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ تاریخ مختلف گذشتہ زمانوں کا گواہ ہے حق وصداقت کی روشنی عبرت وبصیرت کی روح حیات انسانی کا مشیر اور قدرت کا پیامبر ہے۔ وہ شخص جو گذشتہ حالات و واقعات سے بے خبر ہے چھوٹے بچے کی طرح سمجھا جائیگا۔ انسان کی زندگی ہی فضول ہے جبکہ اسکے ساتھ گذشتہ واقعات اور قدیم نسلوں کی یادگار زندہ نہ رہے۔

ایک دانا کہتا ہے کہ انسان ایک اپنے ذاتی تجربے اور دوسرے اوروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پہلی صورت میں بہت سی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور دوسری صورت میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی نفع بخوبی حاصل ہوتا ہے۔ ہر شخص کو تسلیم کرلینا چاہیئے کہ تاریخ کا مطالعہ زندگی کے تمام مراحل کو بخوبی طے کرا دینے کا بہترین ذریعہ ہے۔

انسان کو جو معلومات حاصل ہوتی ہے وہ تو یا عقل سے معلوم ہوتی ہے یا حس سے تمام باتیں عقل سے انسان معلوم کر نہیں سکتا اس لئے حس سے بھی اسے فائدہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور محسوسات میں بعض مشاہدات ہوتے ہیں۔ سب چیزوں کا مشاہدہ انسان نہیں کرسکتا البتہ جو مسموعات ہیں ان سے کافی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ کافی معلومات اور تجربات کا واحد ذریعہ تاریخ ہے۔

مولوی نجم الغنی صاحب لکھتے ہیں کہ تاریخ تجربہ کاری

Marfat.com

اور مردم شناسی کے ملک میں پہنچنے کی راہ ہے۔ اور وہاں کا سفر جس نے تھوڑا بھی کیا ہے۔ وہ کچھ ہو رہا۔ کیونکہ دنیا کے کارخانوں کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بد نہادی و نیک صفاتی سے آگاہ ہونا۔ اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرنا اور اکثر امور دنیادی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو طاقت فال بیانی کی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور قیاس کو مزاولت کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب کی دریافت سے انجام کا حال آغاز میں کہہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اہل منطق صغریٰ و کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں۔

اکبر شاہ خان نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ تاریخ کے معنی ہیں کسی چیز کے پیدا یا کسی امر عظیم کے واقع ہونے کا وقت اور زمانہ متعین کرنا۔ کسی ایک عظیم الشان اور قابل تذکرہ واقعہ سے دوسرے قابل تذکرہ واقعہ تک کا درمیانی زمانہ برسوں، مہینوں، ہفتوں اور دنوں کے ذریعہ بتانا۔ اصطلاح اور عرف عامہ میں تاریخ اس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ سے گذری ہوئی نسلوں، بادشاہوں، ہادیوں، عالموں، سپاہ سالاروں اور لڑائیوں وغیرہ کے حالات معلوم کئے جا سکیں۔ اور دنیا کی مختلف ایجادوں، صنعتوں، تمدنی، اخلاقی و معاشرتی ترقیوں اور تبدیلیوں کا حال بعید وقت معلوم ہو سکے۔

جس قدر تاریخ کی تعریفوں میں اختلاف ہے۔ اسی قدر

بلکہ اس سے زیادہ اس کے موضوع میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ الغرض جتنے منہ ہیں اتنی باتیں ہیں۔ یہی دیکھکر جناب اکبر شاہ خاں صاحب لکھتے ہیں کہ "حقیقت یہ ہے کہ علم تاریخ کا کوئی ایک موضوع قرار دینا دشوار ہے۔ لوگوں نے تاریخ کے جو جو موضوع متعین کئے ہیں وہ سب اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ لیکن ان سب کے مجموعہ پر اور بھی اضافہ ممکن ہے۔ اور یہ مجموعہ خواہ کتنا ہی عظیم ہو جائے اس پر اضافہ ممکن اور جائز رہیگا۔"

جو شخص جس طرح کی تعریف تاریخ کی بیان کرتا ہے اسی انداز سے اس کا موضوع لکھدیتا ہے۔ چنانچہ جو شخص بادشاہوں اور حکومتوں کے تغیرات اور حوادث کو زیادہ اہم سمجھتا ہے وہ انہی کو تاریخ میں قلم بند کرتا ہے اور اسی کو موضوع تاریخ سمجھتا ہے۔ جو شخص قوموں اور نسلوں کی حفاظت و حدبندی کو زیادہ ضروری چیز جانتا ہے۔ وہ اقوام و قبائل کے حالات اور شجرات نسب ہی کو موضوع تاریخ قرار دیتا ہے۔

تاریخ کی متعارف تعریف

گذشتہ زمانہ کے وہ واقعات جو علل و اسباب اور عواقب و نتائج کے ساتھ اس غرض سے لکھے جائیں کہ آیندہ نسلوں کو اس سے فائدہ ہو اور وہ اس قابل ہو جائیں کہ ماضی پر نظر کرکے مستقبل کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ تاریخ ہے۔

موضوع تاریخ قوموں۔ بادشاہوں۔ عالموں کاملوں کے

Marfat.com

وہ واقعات و حالات جو نتیجہ خیز ہوں تاریخ کا موضوع ہیں۔

غرضِ تاریخ

قوموں اور ذی وجاہت لوگوں اور اُن کے آثار اور نمایاں کاموں کو زندہ رکھنا ہی۔ تاریخ کی غرض ہے۔

فوائدِ تاریخ

قدیم قوموں، بادشاہوں اور بزرگوں میں جو عمدہ اور شریف عادات و اطوار تھے انہیں سیکھنا۔ عمدہ اخلاق پیدا کرنا۔ وطن دوست ہونا۔ وطن کی چیزوں کی قدر کرنا۔ ملک میں صلح و امن قائم رکھنا۔ وفادار اور آزاد رعیت بننا سلطنت اور ملک کے لئے عمدہ قاعدے اور قانون ایجاد کرنا۔ ظلم کو روکنا انصاف کو رواج دینا۔ جائز طریقوں سے مال و دولت پیدا کرنا صنعت و حرفت تجارت اور زراعت کو ترقی دینا اہل ملک کے ساتھ بلکہ بنی نوع انسان کیساتھ محبت کا برتاؤ کرنا۔ غلط فہمی جو پیدا ہوچکی ہو اس کو دور کرنا۔ اہل ملک میں رواداری پیدا کرنا حسن سلوک کا سبق پڑھانا آپ بھی زندہ بننا اور دوسروں کو بھی زندہ بننے کا موقع دینا۔ خدا کی حکمت کا مدار قضا و قدر پر غور کرنا کہ کسطرح کسی کو ترقی دی اور عزت بخشی اور کسطرح کسی کو قعر تنزل میں ڈھکیل کر ذلیل کر دیا اس سے عبرت حاصل کرنا۔ الغرض کوئی شے دنیا میں ایسی نہیں جو تاریخ انسان کو نہ سکھاتی ہو۔ اور کوئی برکت ایسی نہیں جو انسان اس کو پڑھکر حاصل نہ کرسکتا ہو۔

Marfat.com

تاریخ کا خاصہ

کیا امیر اور کیا غریب کیا بادشاہ اور کیا فقیر سب کو کامل انسان بننے کی ترغیب دے اور ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ اُن میں تجربہ کاری اور اصابت رائے کا مادّہ پیدا کرے۔

نتائج تاریخ

نصیحت و عبرت ہی تاریخ کا نتیجہ نہیں بلکہ سرکشوں کے غرور کو توڑنا خود کشوں کو خود داری سکھانا، مردہ دلوں میں زندہ دلی کی روح کو پھونکنا ہی تاریخ کے نتائج ہیں۔

تاریخ کی خوبی

تاریخ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ فلسفیانہ طریق پر لکھی گئی ہو۔ خواہ اس میں واقعات کم ہوں یا زیادہ خواہ وہ مبہم ہوں یا غیر مبہم ہوں مگر نتائج کافی اور بخوبی واضح ہوں۔ واقعات صرف ماخذ ہوں اور نتائج اصل مقصود ہوں ایسی فلسفیانہ تاریخیں ہی تاریخ ہیں۔ جو ایسی نہ ہوں وہ تو قصے کہانیاں ہیں۔

خبروں کا صدق و کذب

کسی امر اور واقع کے بیان کرنے سے پہلے تاریخ لکھنے والے کو سوچ لینا چاہیئے کہ جو امر یا واقعہ وہ بیان کرتا ہے عادتاً اس کا واقع ہونا ممکن ہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس ذریعہ سے وہ خبر اس تک پہنچی ہے وہ اعتبار کے لائق ہے یا نہیں ہر خبر کے صدق

Marfat.com

وکذب کا معیار یہی دو چیزیں ہیں جس سے آدمی تاریخ اور افسانہ میں تمیز کر سکتا ہے۔

نتیجہ کا اخذ کرنا

ایک ایک روایت اور ایک ایک واقعہ سے کئی کئی نتائج نکل سکتے ہیں۔ ان میں کسی ایک نتیجہ کی صحت کے لئے دوسرے اسباب سے تائید حاصل کرنیکی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ تائیدی اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کے احتمالات بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اس وقت انصاف سے کام لینا، مخالف دلائل کو نظر انداز نہ کرنا اور پہلے سے جس نتیجہ کو سونچ رکھا ہے۔ اندھا دھند اسے نہ لکھدینا ایک منصف مزاج تاریخ لکھنے والے کا کام ہے ورنہ وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیگا۔

علل واسباب بیان کرنا

جسطرح نتائج مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح روایات واقعات کے اسباب وعلل بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ مگر واقعی علل واسباب ہی بیان کرنا یا کم از کم جن اسباب وعلل کی صحت کی گواہی اپنا ضمیر دے انہیں علل واسباب کو بیان کرنا بھی شریف اور سچے مورخ کا کام ہے۔

مورخ کے صفات

مورخ راست باز ہو امانت دار ہو دروغ گو اور بیہودہ گو نہ ہو نہ کوئی

Marfat.com

بات اپنی طرف سے بڑہائے نہ کسی واقعہ کو چھپائے۔ نہ وہ کسی کی خوشامد کرے نہ وہ کسی سے ڈرے۔ متعصب نہ ہو۔ عقیدہ اور مذہب میں پاک ہو جو کچھ لکھے وہ واقعہ ہو۔ جو کچھ لکھے سمجھکر لکھے۔ صاف لکھے۔ واضح عبارت میں لکھے۔ مبہم طور پر کسی واقعہ کو بیان کرکے دہوکا نہ دے جس واقعہ کے سمجھنے میں کم فہم لوگوں کے ٹھوکر کھانے کا خوف اور غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو وہاں اپنی طرف سے اس واقعہ کی تشریح کرے اور حقیقت کو سمجھا دے۔ مطلب اور معنے کے تابع الفاظ ہوں عبارت صاف اور سادہ ہو۔ قافیہ بندی اور مسجع عبارت لکھکر مطلب کو فوت ہونے نہ دے۔

مورخ ذہین ہو فہیم ہو نکتہ داں ہو نکتہ رس ہو قادر الکلام اور ادیب ہو تاکہ وہ اپنا مافی الضمیر بخوبی اور بہ آسانی ادا کرسکے علاوہ بریں مختلف علوم وفنون میں دسترس رکھتا ہو۔ تمدن وتہذیب سے واقف ہو باوجود ان تمام باتوں کے محنت وجانکاہی کا عادی ہو۔ استنباط واقعات اور استخراج نتائج کے طریقوں سے واقف ہو۔

غرضِ کتاب

اس کتاب میں میں ریاستِ میسور کے حالات قلمبند کرتا ہوں تاکہ اس ملک والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہاں کیسے کیسے اولوالعزم راجہ ہوئے اور وہ کیسے روادار منصف مزاج تھے کس عدل وانصاف سے انہوں نے حکومت

Marfat.com

کی۔ اُن کے ہاتھوں سے کس طرح حکومت نکل گئی پھر کس طرح اُن کے ہاتھوں میں آئی۔ نواب حیدر علی خان بہادر اور سلطان ٹیپو سلطان خلد مکان رحمتہ اللہ علیہما کی شان و شوکت کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کس قدر عدل و انصاف سے حکومت کی اور کس قدر رواداری سے کام لیکر انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ سلوک کیا اور دشمنوں کے مقابلہ میں کیا جوانمردی دکھلائی۔ اور اس سلطنت کے بچانے میں کس قدر جان کھپائی آخرکار سلطان میسور نے کسطرح شہادت پائی وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ کتاب

اس کتاب کا یہی فائدہ ہے کہ تھوڑے سے وقت میں اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے راجاؤں اور نواب حیدر علی خان بہادر و سلطان میسور ٹیپو سلطان رحمتہ اللہ علیہما کے حالات آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور وہ غلط لایعنی باتیں جو نواب حیدر علی خان بہادر اور ٹیپو سلطان کے ظلم و ستم کے متعلق بیان کی جاتی ہیں پادر ہوا ہو جاتی ہیں۔ اور تاریخ کے اصل واقعات پر جو جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے وہ چاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔

ہندو اور مسلمانوں میں اصلی واقعات کے سمجھنے میں جو غلط فہمی ہوئی ہے اور اس کے زہریلے اثرات جو عام ہو چکے ہیں کافور ہو جاتے ہیں محض انگریزی سیاست کو مدنظر رکھکر جو تاریخی مواد غلط نتائج اخذ کرکے

جمع کیا گیا ہے۔ اس کے خرمن پر بجلی گر جاتی ہے۔

عہد اسلامی میں یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو اتحاد و اتفاق تھا۔ آپس میں جو عمدہ سلوک اور برتاؤ تھا۔ اس کے آئینہ بنجانے سے اپنی اصلی صورتیں اس میں دیکھکر ہندو اور مسلمان پھر ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے لگ جاتے ہیں۔

اس کتاب کے پڑھنے سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ تھوڑی سی مدت میں یہاں کے باشندوں کے تمدن میں کتنا بڑا فرق پیدا ہو گیا یہاں کیسے کیسے صناع کیسے کیسے عالم و فاضل اور کیسے اہل کمال جمع ہو گئے اور ملک کس قدر خوشحال ہو گیا۔ اور اس ملک کا درجہ تاریخ میں کس قدر بلند ہو گیا۔ کہ ہمیشہ کے لئے تاریخ ہند کا ایک اہم باب بن گیا۔

بادشاہ اور عام رعایا میں کس قدر گہرا تعلق قائم ہو گیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ وہ بادشاہ جو اپنی ہندو رعایا کو عبادت کے لئے بت اور بتخانے بنا دیں۔ کیا انہوں نے بت اور بتخانے توڑے ہونگے۔ ایسی نیک ہستیوں پر جو تہمتیں تراشی جا رہی ہیں وہ کہاں تک صحیح ہیں۔

انہیں مسلمان بادشاہوں کے صدقے سے اس ملک والوں میں حب الوطنی کے جذبات پیدا ہوئے۔ اتحاد و اتفاق کی روح پھونکی گئی۔ ہندو مسلمانوں پر اور مسلمان ہندوؤں پر اعتماد کرنے لگے۔

Marfat.com

اس کتاب کو پڑھ کر یہ معلوم ہوگا کہ ایک مسلمان قلعدار رنگناتھ کے مندر کی تعمیر پر مقرر کیا جاتا ہے تو ایک ہندو قلعدار مسجد اعلیٰ کی تعمیر پر نامزد کیا جاتا ہے کیا تاریخ عالم اس رواداری کی مثال پیش کر سکتی ہے

جغرافیہ

کسی ملک کے طبعی حالات جسطرح کے ہونگے اسطرح کے وہاں کے باشندوں کے عادات و اطوار خصائل اور طرز معاشرت ہونگے۔ یہ ملک یعنے بالاگھاٹ دریائے کرشنا سے پال گھاٹ تک تقریباً سطح سمندر سے ۱½ ہزار فٹ سے ۳½ ہزار فٹ تک بلند ہے۔ جاڑا گرمی بہار اور خزاں یہاں چاروں موسم ہوتے ہیں ہر طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے۔ زمین زرخیز ہے جنگل سرسبز ہیں۔ پہاڑ معدنیات کی جھولیوں کو بھرے کھڑے ہیں۔ ہر قسم کے پھول اور ہر طرح کے پھل یہاں پیدا ہوتے ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہے۔ نہ جاڑے کی شدت ہے نہ گرمی کی سختی ستاتی ہے۔ یہاں کے باشندے صحیح الدماغ جفاکش محنتی اور فطرتاً ذہین ہوتے ہیں۔ بہ نسبت ہندوستان کے اور مقام کے باشندوں کے یہاں کے رہنے والے بہت رحم دل۔ نیک طبع اور خوش اخلاق ہوتے ہیں۔

انہی طبعی خوبیوں کے ساتھ مسلمان بادشاہوں نے جب انہیں آراستہ کرنا اور مہذب بنانا چاہا تو بہت جلد ان میں تمدن پیدا ہوگیا۔ اور یہ مہذب بنگئے۔

Marfat.com

تاریخ میسور یا تاریخ سلطنت حیدری

اب سے پندرہ سال پہلے میں نے ایک چھوٹی سی کتاب تاریخ میسور کے نام سے لکھی تھی۔ اہل ملک کی ملک قدردانی سے وہ چھوٹی سی کتاب اب تک پچیس مرتبہ طبع ہو کر چالیس ہزار سے زیادہ تعداد میں ہاتھوں ہاتھ بک گئی، اور بک رہی ہے۔ مجھ سے بعض احباب نے اس کتاب کو دیکھکر ایک مفصل تاریخ لکھنے کا تقاضہ شروع کیا تو میں نے ایک مفصل تاریخ اس ملک کی لکھی اس کے تین حصے کئے پہلا حصہ جس میں راجگان میسور کا بیان ہے۔ جس میں مختصر طور پر کچھ مسلمان بادشاہوں کا ذکر بھی آگیا ہے۔ طبع کرایا تو صیغۂ تعلیم کی ٹکسٹ بک کمیٹی نے اسے وی۔ٹی۔سی کلاس کے لئے ٹکسٹ مقرر کر لیا۔ جس کا میں بہت مشکور ہوں۔

یہ کتاب جس میں غازی اعظم نواب حیدر علی خان بہادر کا مکمل بیان ہے۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ تیسرے حصہ میں شہید اکبر سلطان میسور ٹیپو سلطان کے مکمل حالات قلم بند ہیں۔ جو اس کے بعد طبع ہوگا

اس تاریخ کے لکھنے کی اصلی غرض

اس ریاست میسور میں تقریباً چار لاکھ مسلمان رہتے ہیں۔ جن میں کم آدمی تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان میں اعلے التعلیم یافتہ بہت ہی کم ہیں۔ اور ان میں بھی تاریخ کا صحیح مذاق رکھنے والے خال خال ہیں۔ غرض النادر کالمعدوم کے مصداق میں یہ کہنے کی جراءت کرتا ہوں

کہ یہاں تاریخ طاق نسیاں کی زینت ہو چکی ہے۔ کیونکہ اول تو میرے بھائی تاریخ پڑھتے ہی نہیں۔ جو پڑھتے بھی ہیں تو وہ وہی تاریخیں پڑھتے ہیں جن میں واقعات کا تاریک پہلو ہی دکھایا گیا ہے۔ اور روشن پہلو پر ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ کھلتا نظر نہیں آتا۔ نہ اب تک کسی نے اس پردہ کو اٹھانے کی کوشش کی ہے۔

ایک مورخ کے قول کے بموجب مذہبی ہادیوں کی سحر انگیز تقریروں اور قومی غمخواروں کے دل ہلا دینے والے نعروں کے بعد کسی قوم کے مردہ دلوں میں جوش پیدا کرنے اور ہمت بڑھانے کا اگر کوئی عمدہ اور واحد ذریعہ ہے تو وہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ بھی کونسی ان کے آباؤ اجداد کی ان کے بزرگوں کی۔ ان کے ملک کی۔ ان کے جنم بھوم کی اسی لئے میں نے یہ تاریخ لکھی ہے۔ اگر اسے ہمارے بزرگ نہ پڑھیں تو نہ پڑھیں مگر نوجوان پڑھیں۔ اور وہ ہونہار ضرور پڑھیں جن کی ترقی ہمارا مدعا۔ جن کی بہتری ہمارا مطلب جنکی برتری ہمارا مقصود ہے۔

چلا چلا کر اس ملک کے پرانے قلعے۔ کھنڈر اور پہاڑوں پر بنی ہوئی مسجدیں کہہ رہی ہیں کہ اے ملک میسور کے مسلم ہونہار تم انہیں کی اولاد ہو جو ہمارے محافظ اور ہماری زیب و زینت کا باعث تھے۔ اگر تمہارے سینوں میں دل اور دلوں میں تڑپ ہے تو اتنا تو معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ تم کون ہو؟۔ اور تمہارے آباؤ اجداد کون تھے اور

Marfat.com

کیا تھے۔

گو تم بے ہنر ہو بے علم ہو بے زر ہو۔ مگر جوہر قابل ہو۔ آج بھی "صاحب رو" اور "سپاہی" کے نام سے مخاطب ہو۔ یہ کیوں اس لئے کہ تمہارے بزرگوں کا روحانی اور سیاسی تفوق آج بھی تمہارے سروں پر سایہ افگن ہے۔

گورنمنٹ تم پر مہربان ہے۔ تمھیں ترقی کے زینہ پر چڑھانا چاہتی ہے۔ تم میں ترقی کی قابلیت ہے۔ اولالعزمی تمہاری فطرت ہے۔ یہ تاریخ تمہاری خواب آلود آنکھوں پر پانی کے چھینٹے دیتی ہے اٹھو اٹھو

ہوشیار ہوجاؤ سونے کا نام نہ لو۔

اے قوم کے نونہالو! ہماری امیدیں تم سے وابستہ ہیں۔ تم دنیا میں کچھ کرو اور کر کے دکھادو اور ثابت کردو کہ تم عزت مندوں کی اولاد ہو۔ عزت وعظمت تمہارا حق ہے۔ عزت سے بسر کرو نذلت اور ذلت کے اسباب کو اپنے نزدیک پھٹکنے نہ دو۔ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

Marfat.com

نواب حیدر علی خان بہادر درباری لباس میں

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

باب اول

نواب حیدر علی خان بہادر سلطان میسور کا خاندان اس کی ولادت، پرورش، ترقی، ملک گیری اور فتوحات کا بیان

پہلی فصل

حیدر علی خان بہادر کے خاندان کا شجرہ

Marfat.com

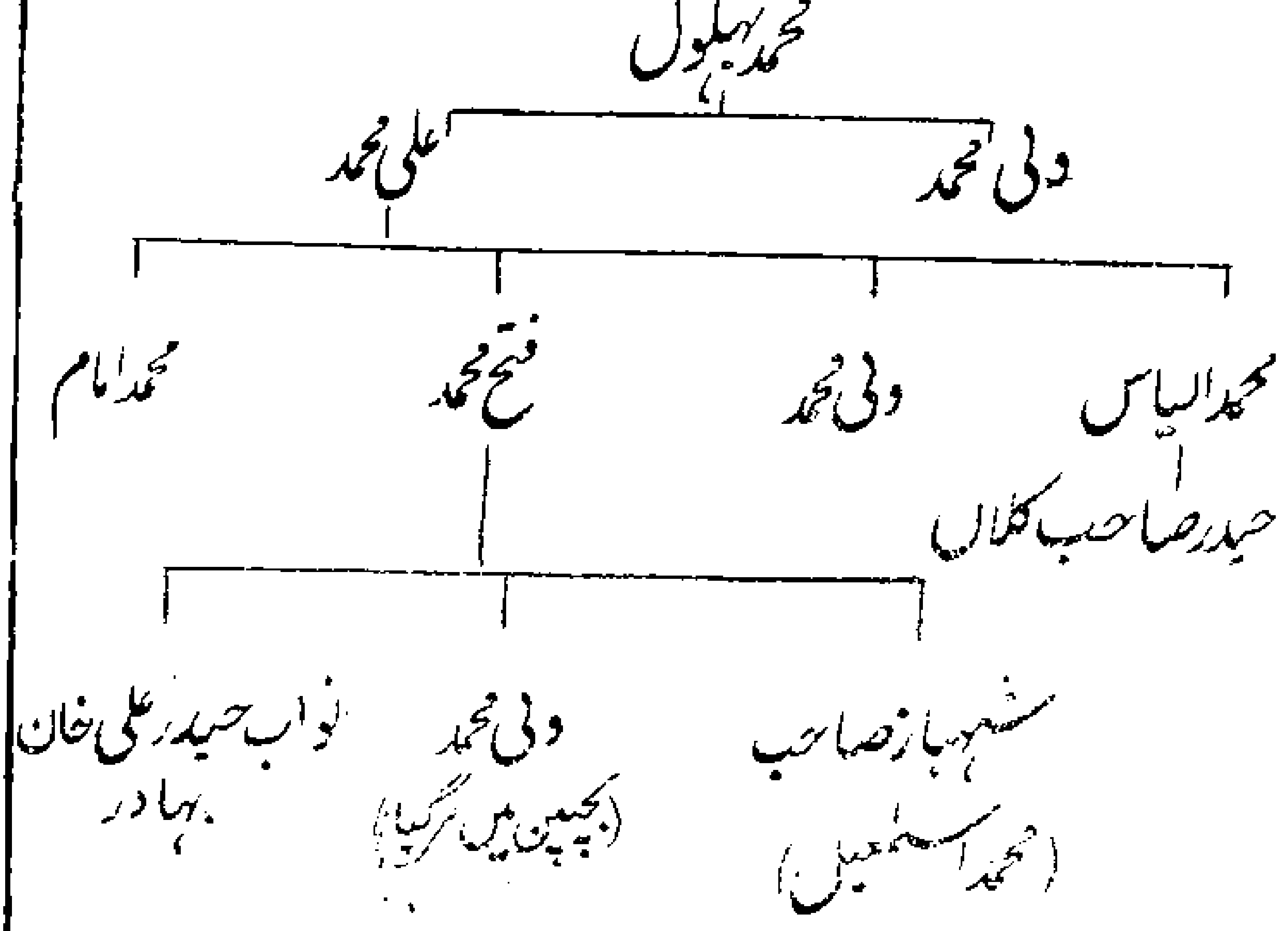

بعض متعصب مؤرخین کے سواسب نے ایک ہم زبان ہو کر حیدر علی کو قریشی النسب مانا ہے۔ دائرۃ المعارف کی ساتویں جلد صفحہ ۲۷۴ میں لکھا ہے کہ وہ عربی الاصل تھا۔ دی میسور رائل فیملی کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے آبا و اجداد عربستان کے رہنے والے تھے۔ میسور گزیٹیر کے مصنف ایم بشارت میں تحریر ہے کہ حیدر علی کے بزرگوں کا وطن عرب تھا۔ اس شجرہ میں اگلے بزرگوں کا تذکرہ نظر انداز کر کے سہولت کے لئے محمد بہلول سے ہم نے ابتدا کی ہے۔ محمد بہلول نے اپنے دو لڑکوں علی محمد اور ولی محمد کو ساتھ لیکر پنجاب سے سفر کیا ۱۶۲۰ء میں گلبرگہ کے پاس مقام آلند میں اقامت کی۔ اس وقت یہ سرزمین شاہان بیجاپور کے زیر تسلط میں تھی وہاں محمد بہلول نے اپنی مشائخی کی بساط بچھا کر ذکر و اذکار کو

اپنا وظیفہ سمجھا اور یہاں کے شرفاء کے ہاں اپنے دونوں لڑکوں کی شادیاں کیں۔ علی محمد کی شادی ایک مشہور خاندان سادات میں جو درگاہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین تھے ہوئی تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں سادات اپنی لڑکیوں کو معمولی آدمیوں کے ساتھ بیاہ دینے کو معیوب سمجھتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی محمد ایک معمولی آدمی نہ تھا۔ بلکہ ایک شریف خاندان ہی کا فرد تھا۔ یا کم از کم حسب و نسب کی رو سے وہ ضرور ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا تھا۔

کسی وجہ نامعلوم سے علی محمد گلبرگہ سے نکلکر شہر سرا کو جسکی آبادی اسوقت تقریباً دو لاکھ کی تھی۔ اور مکانات کی تعداد پچاس ہزار تھی آیا۔ شہر سرا میں اسوقت دلاور خان کی صوبہ داری تھی۔ جس نے علی محمد کو اپنے ہاں ڈیڑھ سو سواروں کی افسری دی۔ علی محمد بتدریج اپنی خوش خلقی ہر دلعزیزی۔ اور بہادری سے دلاور خان کے دل پر چڑھ گیا۔ اور اطراف و اکناف میں اس کی شہرت ہو گئی۔

اس وقت کولار میں جو صوبہ سرا کا ایک شہر تھا یہاں سید پارسا نامی ایک مشہور و معروف آدمی رہتا تھا۔ دلاور خان کی وساطت سے علی محمد کی دوسری شادی سید مذکور کی دختر کے ساتھ ہو گئی۔ اس شادی کے بعد علی محمد نے کولار ہی کو اپنا قیام گاہ بنالیا یہاں محمد الیاس۔ ولی محمد۔ فتح محمد۔ محمد امام اس کے ہاں چار لڑکے ہوئے۔ علی محمد نے قضائے الٰہی سے انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے بعد علی محمد کی بیوی اور بچے اس کے خسر کی سرپرستی میں رہے۔

جب فتح محمد سن تمیز کو پہنچا تو اس کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ

نانا اور بھائیوں کی نگرانی میں رہے۔ وہ سید بھا سرا کو آیا۔ اس وقت یہاں درگاہ قلی خان صوبہ دار تھا۔ اس نے نہایت خوشی سے اسے لیا۔ اور اپنی فوج میں ایک معمولی افسری دی۔ اس نے بھی یہاں اپنے باپ کے مانند اپنی ہر دلعزیزی اور جوانمردی سے ترقی کی اور پندرہ سو سواروں کا افسر مقرر ہوا اور اسے یہاں نائیک کا خطاب بھی ملا۔ اور گمتن پلی کی جاگیر بھی عطا ہوی۔ قارئین کو یہاں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ نائیکی کے خطاب کے مستحق اس زمانہ میں وہی لوگ ہوتے تھے جو بڑے جانباز اور بہادر ہوتے تھے۔ (نائیک کے معنے سپاہ سالار کے ہیں)

فتح محمد نے میر اکبر علی خان لوائط مرحوم جاگیردار سرا کی لڑکی مجیدہ بیگم کے ساتھ اس شرط پر شادی کی کہ سرکاری روپیہ جو میر صاحب مرحوم کے ذمہ واجب الادا ہے۔ وہ خود ادا کر لیگا۔ اس کے بعد فتح محمد کو ۱۷۱۸ء میں کولار کی فوجداری اور بودی کوٹہ کی جاگیر مل گئی۔ علاوہ بریں صوبہ سرا کی بھی حالت کچھ خراب ہو رہی تھی۔ اسلئے یہاں سے نکلجانے کو مصلحت جانکر فتح محمد نے بودی کوٹہ میں آکر اقامت کی

ولادت ۱۷۲۰ء اور بقول بعض ۱۷۲۲ء میں حیدر علی بمقام بودی کوٹہ پیدا ہوا۔ بعض لوگ سنہ ولادت ۱۷۱۷ء بتلاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

فتح محمد کی دوسری بیوی جو حیدر علی خان کی بیماد والدہ تھیں جب بمقام کولار انتقال کر گئیں تو بقول ایم شامراؤ فتح محمد نے ان کے مزار پر ایک شاندار مقبرہ بنایا جو آج تک موجود ہے۔ اس اثنا میں درگاہ قلی خان معزول ہو گیا اور عابد خان صوبہ دار سرا بنکر آیا۔ اسے ایک واقف کار کی ضرورت

Marfat.com

تھی۔ اسلئے اس نے فتح محمد کو کولار اور بودی کوٹہ سے بلالیا۔ اور بڑے بالا پور کی قلعہ داری دیدی۔ جب صوبہ دار سرا کی کمزوری کو دیکھا تو باج گذار راجاؤں چنانچہ پالیگار بدلور اور راجہ میسور نے بالاپور کی تسخیر کے ارادے سے قلعہ بالاپور کا محاصرہ کرلیا۔ اور فتح محمد کے پاس اس کے برادرزادہ حیدر صاحب کلاں کی معرفت جو اسوقت میسور کی فوج میں بحیثیت نائک شریک ہوا تھا۔ پیغام بھیجا کہ قلعہ سپرد کردیا جائے۔ فتح محمد نے جواب دیا کہ یہ بات شیوۂ نمک حلالی کے خلاف ہے۔ محاصرین نے ہرچند جان لڑادی مگر قلعہ فتح نہ ہوا آخرکار فتح محمد نے انکو شکست دیکر یہاں سے بھگا دیا۔ اور بہت سا مال غنیمت جو یہاں وزادہ سب عابد خان صوبہ دار سرا کے پاس بھجوادیا۔ اس نمک حلالی اور جانبازی کو دیکھکر عابد خان نے اسے دو ہزار پیادے اور پانسو سواروں کی سرداری اور فیل و نقارہ و علم رکھنے کی اجازت عطا کی۔

یہاں قارئین کو اس بات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ فتح محمد کی جوانمردی اور نمک حلالی سپاہ سالار میسور ننجراجیا نے جب دیکھی اس وقت سے اسے خیال ہوگیا کہ فتح محمد اگر میسور کو آجائے تو ایک نعمت غیر مترقبہ ملجائیگی۔

اس زمانہ میں عابد خان کے ؛ الیس ہوجانے پر دوبارہ درگاہ قلی خان صوبہ دار سرا مقرر ہوا۔ اس نے صوبہ داری کے تمام کاروبار فتح محمد کے سپرد کردیئے۔ چند ہی روز کے بعد صوبہ دار ایک جنگ میں مارا گیا۔ دوسرے صوبہ دار کے آنے تک عبدالرسول بن درگاہ قلی خان صوبہ دار اور عباس قلی خان بن درگاہ

قلی خان بالاپور کے قلعدار بنے رہے۔ اسی اثنا میں طاہر محمد خان صوبہ دار بن کر سیرا کو آیا۔

اسی افراتفری میں فتح محمد نے یہاں سے کرناٹک کیطرف کوچ کیا۔

اب تک اس کے اہل وعیال بودی کوٹہ ہی میں تھے۔ کرناٹک پہونچکر اِدھر اُدھر نوکری کی تلاش میں رہنے کے بعد ارکاٹ پہونچا۔ نواب سعادت اللہ خان کے ہاں تقریباً ۱۷۲۴ء میں نوکری پیدا کرلی اور اپنے حسن لیاقت سے بتدریج ترقی کی۔ نواب سعادت اللہ خان اور راجہ ترچناپلی میں سخت عداوت تھی۔ اتفاق سے دونوں میں جنگ چھڑ گئی میدان جنگ میں راجہ اپنے چند سواروں کو لیکر نواب سعادت اللہ خان پر پل پڑا نواب پر وار کیا ہی چاہتا تھا کہ فوراً فتح محمد نے آگے بڑھ کر راجہ کی گردن اڑادی۔ راجہ کا مرنا ہی تھا کہ اسکی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ گئی نواب سعادت اللہ خان نے اس کے بدلہ میں علم نقارہ اور فیل عطا کیا اور فتح محمد کا رتبہ بڑھادیا ۱۷۳۲ء میں نواب سعادت اللہ خان نے انتقال کیا۔ اور فتح محمد کی ترقی کو دیکھکر وہاں اسکے حاسد بہت پیدا ہو گئے۔ اسلئے فتح محمد نے میسور کی طرف کوچ کیا۔

135099

حسب تحریر اپنا چیٹی (مصنف حیدر نامہ) وزیر میسور نے فتح محمد کو بڑی عزت سے لیا اور اپنی فوج کی سپہ سالاری دیدی اس کی دلجوئی اور رضامندی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا [illegible] ریاست میسور میں کافی شہرت اور نام پیدا کیا [illegible] حاصل [illegible] انتقال کیا۔

Marfat.com

دوسری فصل

واقعات ۱۷۳۸ء - ۱۷۴۶ء

ریاست میسور مدتوں تک صرف تینتیس قریوں پر منحصر رہی بتدریج یہاں کے پالیگاروں نے ترقی کی۔ ان پالیگاروں میں راج وڈیر پہلا آدمی ہے جس نے سلطنت ویجانگر کی تباہی سے فائدہ اٹھا کر میسور کو ترقی دی اس کے بعد کنٹھی روا نرسراج وڈیر اور چک دیوراج وڈیر نے وسعت دی مؤخر الذکر پالیگار نے بہت سے تحفے تحائف شہنشاہ ہند اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجکر اس سے راجہ جگدیو کا خطاب نقارہ اور نوبت رکھنے کی اجازت حاصل کی یہاں سے ہم میسور کے پالیگاروں کو راجہ کے نام سے یاد کرینگے۔ اس راجہ نے چونکہ اسے شہنشاہ ہند کا آسرا مل چکا تھا کئی مقامات فتح کئے۔ اور اپنی ریاست کو وسیع کر لیا۔ اس کے انتقال کے ساتھ سنہ ۱۷۰۴ء میں ریاست کے فتوحات کا خاتمہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد جو راجہ ہوئے اُن کے ماتحت مفتوحہ علاقے برائے نام بھی نہ رہے۔ مگر انہیں انکا دعوٰے رہا۔

چک دیوراج وڈیر کے بعد دوڈ دیوراج وڈیر راجہ بنا اس کے انتقال کے بعد کمزور راجاؤں کی حکمرانی سے یہاں کے وزیروں کراچری ننجراجیا۔ دیوراجیا نے فائدہ اٹھا کر من مانی کارروائیاں شروع کیں جس سے ریاست کی ساکھ جاتی رہی۔ اس کراچری ننجراجیا کے زمانہ

Marfat.com

میں فتح محمد نے میسور کی سپہ سالاری حاصل کی اور ۱۷۳۳ء سے ۱۷۳۸ء تک نہایت عزت وحرمت سے بسر کر کے ۱۷۳۸ء میں انتقال کیا۔

فتح محمد کی وفات کے بعد شہباز صاحب اور حیدر علی دونو اپنے چچا زاد بھائی حیدر صاحب کلاں ابن محمد الیاس کی نگرانی میں فوجی کرتب سیکھتے رہے۔ اس نے ان بھائیوں کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ انہیں اپنے والد کے مرنے کا کبھی غم تک نہ ہوا۔ پھر ان دونوں بھائیوں کو وزیر میسور نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ انہوں نے بھی وزیر کو اپنے حسن خدمات سے حتی الامکان خوش رکھا۔ اور اس کے دل پر میل تک نہ آنے دیا۔

غالباً ۱۷۴۰ء میں نواب ارکاٹ صفدر علیخان کے بلاوے پر دونو بھائی ارکاٹ گئے۔ اس نے انکو فوجی خدمات پر مامور کر لیا۔ اسی زمانہ میں مقتول حاکم گرم کنڈا میر معین الدین خان کی لڑکی فاطمہ بیگم (عرف فخر النساء) کے ساتھ حیدر علی کی شادی ہو گئی۔ یہی بیگم ٹیپو سلطان کی والدہ ہیں۔

۱۷۴۲ء میں نواب ارکاٹ صفدر علی خان اپنے نسبتی برادر مرتضیٰ علی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ تو ارکاٹ میں انکا کوئی حامی اور قدردان نہ رہا اسلئے دلو بھائی سرینگپٹن آگئے۔ وزیر میسور نے بھی غنیمت سمجھکر آتے ہی انکو اچھی خدمتوں پر مقرر کر لیا۔

میر مراد علی خان باشندہ مدراس (متوطن گرم کنڈا) جدنا

میر مراد علی خان بہادر نام کتاب میں فخر النساء کی شادی کا واقعہ اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب میر معین الدین خان کی جاگیر گرم کنڈا پر افغانوں نے ۱۱۴۸ھ میں چڑھائی کی تو انھوں نے انکا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا آخر لڑائی میں مارے گئے۔ میر معین الدین خان کے بیٹے میر قطب الدین خان اور میر رضا علی خان اور ایک بیٹی فخر النساء اور والدہ صالحہ بیگم گرم کنڈا سے نکل کر ارکاٹ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی اس وقت حیدر علی نے سرنگاپٹن سے وکیلوں کے ذریعہ شادی کا پیغام صالحہ بیگم کے پاس بھیجا۔ انھوں نے پیغام کو منظور کیا۔ اس کے بعد حیدر علی خان نے خرچ راہ مع سامان سفر روانہ کرکے ارکاٹ سے مذکورہ بالا کنبہ کو بلا لیا۔ ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۸ہجری میں بمقام سرنگاپٹن حیدر علی خان کی شادی فخر النساء بیگم کے ساتھ ہوگئی۔ میر رضا علی خان اور اہل خاندان حیدر علی خان کی سرپرستی میں سرنگاپٹن ہی میں رہ گئے۔ میر مراد علی خان چونکہ میر علی رضا خان کے کنبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا بیان اور تذکروں کی نسبت زیادہ اعتماد کے قابل ہے۔

حیدر علی کی شہرت

۱۷۴۶ء میں ننجراجیا وزیر میسور نے دیون ہلی کا محاصرہ کیا۔ یہ ایک مضبوط اور سنگین قلعہ تھا۔ محصورین نے اپنے پالیگار چکپا گوڑا کے ماتحت ہر طرح سے دشمن کی مدافعت کی۔ اس قلعہ کے محاصرہ کے وقت حیدر صاحب کلان (ابن محمد الیاس صاحب) مارے گئے۔ اور حیدر علی نے

یہاں ایسی جانبازی دکھلائی کہ جس کے ذریعہ قلعہ فتح ہو ہی گیا۔ اس وقت نجراجیا نے خوش ہو کر حیدر علی کا عہدہ بڑھادیا اور شہباز صاحب کو اس قلعہ کی قلعداری دیکر اسی جگہ متعین کر دیا پھر اُسے وہاں کا فوجدار بنا دیا۔

مولوی نجم الغنی صاحب اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۷۴۹ء میں جب میسور کے راجہ کا دیوان نندی راج ایک مہم کے فتح کرنے کو گیا تو حیدر علی بھی راجہ کی سپاہ میں اپنی خوشی سے والنٹیر یعنے بغیر تنخواہ کا سپاہی بنا۔ یہاں اس نے وہ فرزانگی اور شکوہ مردانگی دکھائی کہ نندی راج تعجب میں رہ گیا۔ اور فوراً اس کو پچاس سوار اور دو سو پیادوں کا افسر بنا دیا۔ (اسوقت حیدر علی والنٹیر نہ تھا بلکہ نائک تھا)

ناصر جنگ کی مدد
سنہ ۱۷۵۰ء

ناصر جنگ نے مظفر جنگ۔ چندا صاحب اور فرانسیسیوں کے خلاف کرناٹک پر چڑھائی کی تو میسوری فوج کو لئے نجراجیا[لہ] وزیر میسور خود بھی ناصر جنگ کی تائید پر روانہ ہوا۔ اور حیدر علی کو اپنی فوج کی کمان دیدی۔ فرانسیسیوں نے ناصر جنگ کی فوج پر شبخون مارا تو ایک ہلچل پڑ گئی۔ اور نواب کرنول ہمت خان نے اپنے آقا ناصر جنگ کو گولی سے مار کر ہلاک کر دیا اس لئے ناصر جنگ کی فوج بے سر ہو کر بھاگ گئی۔ اس گڑبڑ میں حیدر علی نے بمدرہ ایسے اونٹو پر قبضہ کر لیا جن پر خزانہ لدا ہوا تھا۔ ناصر جنگ کے مقتول ہونے کے بعد میسور فوج واپس آئی۔ حیدر علی نے سارا روپیہ راجہ کے روبرو حاضر کیا۔ راجہ

لہ بعض تاریخوں میں ہے نجراجیا نے برکی وینکٹ راؤ کو بھیجا تھا۔

اس کی امانت داری اور جوانمردی سے خوش ہو کر اشرفیوں سے لدے ہوئے تین اونٹ بطور انعام حیدر علی کو دیدیئے۔

تاریخ حیدر آباد کے مصنف نجم الغنی صاحب لکھتے ہیں کہ جسوقت ناصر جنگ کے قتل ہونے سے اس کا لشکر درہم برہم ہوا تو حضرت (ظفر الحیدر علی کو حضرت لکھا ہے) کی قرارگاہ تک لوٹ کی رسد بندھ گئی تھی۔ اور سپاہیوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ پی بکرشن راؤ لکھتا ہے کہ اس واقعہ میں شہباز بھی شریک تھے۔

تیسری فصل

واقعات ۱۷۴۶ء ۱۷۵۸ء

کراچری ننجراجیا حیدر علی کی ویسی ہی عزت و توقیر کرتا تھا جیسی کہ اس کے باپ کی۔ حیدر علی کی ذات پر اسے پورا بھروسہ تھا مہمات ملکی میں اسکی رائے پر عمل کرتا تھا۔ سپاہی اور رعایا اس کی محبت و صداقت اور بہادری دیکھکر اس کی بہت ہی قدر کرتے تھے۔

بنگلور اور لچھمن راج

سلطنت ویجانگر کی تباہی کے بعد جو پالیگار آزاد ہوئے ان ہی سے بنگلور کا بھی ایک پالیگار رہے۔ اس کے خاندان میں کئی پالیگار ہوئے جو یکے بعد

Marfat.com

دیگرے بنگلور پر قابض رہے۔ انہوں نے بنگلور کے قلعہ کو بتدریج استوار کر لیا تھا اس زمانے میں لچھمن راج بنگلور کا حکمران تھا اس کے ماتحت بنگلور کی شمال مشرقی بہت سی سرزمین تھی ساوندرگ کا قلعہ بھی اسی کے ماتحت تھا ان مضبوط قلعوں کی وجہ سے یہ مملکت ناقابل تسخیر سمجھی جاتی تھی۔

بنگلور پر حیدر علی کی چڑھائی

بقول مصنف حیدر نامہ بنگلور کا پالیگار راجگان

میسور کا ہمیشہ سے دوست رہا تھا۔ اس دوستی کے اعتماد پر نیز کنجوسی سے اس نے اپنے پاس کافی فوج نہیں رکھی تھی۔ حیدر علی نے اس راز سے آگاہ ہو کر وزیر میسور کی اجازت سے آٹھ ہزار کی فوج لیکر بنگلور پر چڑھائی کی لچھمن راج بھی اپنی مختصر فوج ہی سے ایک مہینے تک اس کا مقابلہ کرتا رہا آخر کار مجبور ہو کر سر دست اس نے چار لاکھ روپیئے دیئے اور سالانہ آٹھ لاکھ روپیئے دینے کے وعدے پر حیدر علی سے مخلصی پائی۔ اس کے بعد حیدر علی نے سنبھوناتھ نامی ایک افسر کو بطور رزیڈنٹ بنگلور میں متعین کیا۔

لچھمن راج نے حیدر علی کے واپس جاتے ہی بڑی سی فوج جمع کر لی اور سامان حرب و ضرب تیار کروالیا۔ اور حیدر علی کے افسر سنبھوناتھ کو قید کر لیا۔ جونہی حیدر علی نے یہ خبر سنی بیس ہزار کی فوج سے بنگلور پر چڑھائی کی لچھمن راج جو اسوقت ہر طرح فوج اور سامان حرب و ضرب سے لیس ہو چکا تھا۔ حیدر علی کی فوج کشی کی خبر سنکر فوج لئے بنگلور سے نکلا اور قریباً

Marfat.com

اٹھارہ میں آگے بڑھ کر حیدر علی کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا آخر کار اس کی ناتربیت یافتہ فوج حیدر علی کی تربیت یافتہ فوج کا مقابلہ نہ کر سکی اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئی لچھمن راج بھی گرفتار ہو گیا۔ اس لڑائی میں جس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا حیدر علی نے وزیر میسور کے پاس بھجوا دیا وزیر میسور نے اس خوف سے کہ لچھمن راج کے حامی مرہٹے میسور پر حملہ آور ہوں تو آفت کا سامنا ہو گا۔ بنگلور حیدر علی کو بطور جاگیر دلوا دیا حیدر علی نے جاگیر پا کر وہاں اپنی طرف سے ایک قلعدار کو اور بنگلور کی اور گڑھیوں پر عہدہ داروں کو مقرر کر کے وہاں کا باقاعدہ انتظام کیا۔

معاملات کرناٹک

جنوبی ہندوستان کا مشرقی حصہ کرناٹک کہلاتا ہے اس میں مسلمان نواب اور ہندو راجہ بھی حکمران تھے۔ ارکاٹ مسلمان نواب کا دار الحکومت تھا ترچناپلی میں ایک ہندو راجہ حکمران تھا اور تنجاور میں بھی ایک ہندو راجہ کی حکومت تھی۔

انگریز اور فرنچ

انگریزی اور فرانسیسی دونوں قومیں تجارت کے لئے ہندوستان آئی تھیں ان میں آپس میں رقابت تھی جب کبھی ان دونوں قوموں میں یورپ میں جنگ چھڑ جاتی تھی اسوقت ہندوستان میں رہنے والے انگریز اور فرانسیسی بھی جنگ کرنے لگ جاتے تھے انگریزوں نے ارکاٹ کے جانب شرقی ستر میل کے فاصلہ پر

Marfat.com

مدراس میں تجارتی کوٹھی قائم کرکے وہاں ایک مضبوط قلعہ بنالیا تھا اور اس کے اطراف کی سرزمین پر مالکانہ قابض ہوچکے تھے۔ اور اسیطرح مدراس کے جانب جنوب سومیل کے فاصلہ پر پانڈیچری میں فرانسیسوں نے ایک تجارتی کوٹھی قائم کی تھی اور وہاں ایک پائیدار قلعہ بنالیا تھا۔ اور اس کے آس پاس جو زمین تھی اُس پر وہ بھی مالکانہ قابض تھے ان دونو قوموں نے اپنی اپنی حفاظت کے لئے تھوڑی تھوڑی فوج بھی رکھ لی تھی۔ انکی فوجیں تربیت یافتہ اور مستقل مزاج تھیں۔ اور انہوں نے دیسی سپاہ کو بھی جنگی تعلیم دیکر اپنے ہاں فوجی خدمت پر ماموکرلیا تھا۔

ارکاٹ کی نوابی کا جھگڑا

سنہ ۱۷۳۶ء میں ترچناپلی کا راجہ مرگیا اس وقت نواب ارکاٹ دوست علی خان کے داماد حسین دوست خان عرف چندا صاحب نے ترچناپلی پر قبضہ کرلیا۔ اور ارکاٹ پر بھی خود قابض ہوجانے کی تجویزیں شروع کیں۔ اسوقت مرہٹی سردار حاکم گتی مراری راؤ نے ترچناپلی پر حملہ کرکے قلعہ کو فتح کرلیا۔ اور چندا صاحب کو گرفتار کرکے قید کی سختیاں برداشت کرنے کے لئے حکومت مرہٹہ کے مرکز ستارا کو روانہ کردیا۔ جہاں چندا صاحب چودہ سال ۱۴ تک قید میں رہا۔ سنہ ۱۷۵۰ء میں نواب ارکاٹ انورالدین نے انگریزوں کیساتھ دوستی پیدا کی اس وجہ سے فرانسیسی نواب ارکاٹ انورالدین کے سخت دشمن بن گئے۔ اور انہوں نے مراری راؤ کو بہت سا روپیہ دیکر چندا صاحب کو قید

Marfat.com

سے رہا کرالیا، چنداصاحب ستارا سے رہا ہو کر حیدرآباد آیا اور نظام الملک کے نواسے مظفر جنگ کو اپنی مدد پر آمادہ کرلیا۔ پھر کرناٹک پر چڑھائی کی مقام آمبور میں انوارالدین ان کا مقابلہ کرکے میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس وقت انوارالدین کا بیٹا محمد علی اپنی فوج لیکر ترچناپلی کو فرار ہوگیا اور مظفر جنگ نے چنداصاحب کو نواب ارکاٹ بنادیا۔

ترچناپلی میں پناہ گزین ہونے کے بعد محمد علی نے انگریزوں کو اپنی تائید پر آمادہ کرلیا۔ اور فرانسیسی تو چنداصاحب کے حامی تھے ہی۔ دونو طرف سے جنگی تیاریاں ہونے لگیں اسوقت چنداصاحب نے اپنی فوج لئے ترچناپلی کو جا گھیرا۔

راجۂ میسور کی اعانت

اسوقت محمد علی نے راجۂ میسور کے پاس اپنا سفیر بھیجکر اعانت چاہی اور یہ بھی اقرار کیا کہ فتح کے بعد ترچناپلی راجۂ میسور ہی کو دیدیگا کرا جری ننجراجیا وزیر میسور نے ترچناپلی کے حاصل کرنے کے خیال سے اس کی مدد کی چنانچہ پانچ لاکھ روپئے نقد اور بارہ ہزار سوار آٹھ ہزار پیدل اور چھ ہزار مرہٹی فوج کو بھی اپنے ساتھ لیکر ۱۷۵۲ء میں ترچناپلی پہونچا۔

وزیر میسور نے ترچناپلی پہنچکر دیکھا کہ انگریز اور راجۂ تنجاور محمد علی کی مدد پر آمادہ ہیں اور جنگ کی چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈھ رہے ہیں اس وقت یکایک جنگ چھڑ گئی۔ متخاصمین نے خوب داد شجاعت دی اس

جگہ حیدر علی نے اپنی باقاعدہ فوج کو لیکر ایسے ایسے حملے کیے کہ کیا فرانسیسی اور کیا انگریز سب عش عش کرنے لگے۔ اس جنگ میں محمد علی کی فتح ہوئی اور چندا صاحب محاصرہ اٹھا کر تنجاور کی جانب چلتا بنا۔ راجہ تنجاور نے اسے زندہ گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔

جب محمد علی کو فتح ہو گئی تو حسب اقرار اس نے ترچناپلی کو وزیر میسور کے سپرد نہیں کیا۔ اس سے وزیر بہت ناخوش ہوا۔ انگریزوں نے مراری راؤ کو محمد علی اور وزیر میسور کے فیصلہ کیلئے ثالث مقرر کیا۔ اس نے بجائے اس کے کہ مصالحت کرا دیتا دونوں کو مشتعل کر دیا اس وقت انگریزوں نے محمد علی کا اور فرانسیسیوں نے وزیر میسور کا ساتھ دیا اور طرفین میں جنگ شروع ہو گئی اس جنگ میں حیدر علی نے بہت سا سامان حرب و ضرب چھین کر ایک محافظ دستہ کے ماتحت اپنی جاگیر بنگلور کو بھیجدیا جنگ ہو ہی رہی تھی کہ خبر آئی کہ مرہٹوں نے میسور پر چڑھائی کر دی ہے اسلئے وزیر میسور نے جنگ ٹھیرا کر میسور کا رخ کیا۔ اس کے آنے تک مرہٹوں نے بہت سا روپیہ اور گڑیاں نکال لی تھیں۔ مصنف تاریخ حیدر آباد لکھتے ہیں کہ وہ (حیدر علی) نندی راج (نجراجیا) کی ہمراہی میں ترچناپلی آیا تو اس کے ساتھ ڈھائی ہزار سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ ان میں سے پانچہزار کی تواعد بھی آتی تھی اور اس نے فرانسیسی کاریگر بلا کر اپنا اسلحہ خانہ بھی خوب تیار کر لیا تھا۔ اس کا توپ خانہ مرتب اور آراستہ تھا۔

F. 2

Marfat.com

وزیر میسور نے آپ میسور کی طرف آتے ہوئے حیدر علی کو ڈنڈگل کی فوجداری دیکر اس کے انتظام کے لئے بھیجدیا۔ حیدر علی ڈنڈی گل پہونچکر ڈنڈگل ... کے مضافات سے جس ... مال گذاری واجب الوصول تھی ... کہیں ہتیار اور ازار در عمدہ گھوڑے دیکھتا اُنپر قبضہ ... روانہ کر دیتا تھا اس کے سوا اس نے اپنے ماتحت ایک اچھی ... رکھی ... اور اسے جنگی تربیت بھی دلائی۔ وزیر میسور نے ... ہوا کہ مرہٹوں کا استبداد بڑھ گیا ہے تو اس نے حیدر علی کو ڈنڈگل ... پٹن کو بلا لیا۔

مصنف تاریخ حیدر آباد لکھتے ہیں کہ زمین کے لگان ... (یعنے ... کو گڑیاں دید ینے) سے میسور کے خزانے میں چوہے دوڑنے لگے۔ اُدھر سپاہ ... راجہ کے گھر پر دھرنا دیا حیدر علی اس نازک وقت میں سرنگپٹن میں آیا۔ اور اس نے سپاہ کی تنخواہ چکادی اور اپنے واسطے نئی جاگیریں مقرر ... ئیں پھر اس نے نندی راج کو یہ صلاح دی کہ جتنے مرہٹے امیر اس ریاست میں ... ہیں اُن سبکو نکالدینا چاہیئے یہ سنکر پیشوا سر پر چڑھ آیا۔ حیدر علی ... کے مقابلہ کے لئے تجویز ہوا۔ اور اس نے پیشوا کی ناک میں ایسے ... کہ اس نے ... ہوکر یہ کہا کہ ہمارا روپیہ دیدیا جائے۔ ملک لے لیا جائے ہم اس سے درگذرے حیدر علی نے اپنی ضمانتوں سے روپیہ مہاجنوں سے قرض لیکر ... خود لے لیا۔

Marfat.com

چوتھی فصل

واقعات ۱۷۵۹ء سنہ ۱۷۶۰ء

حیدر علی کی مفاہمت

راجہ چک کرشنا راج وڈیر دیوراجیا اور اسکے بھائی ننجراجیا کی خودسرانہ حرکات سے ناراض ہوگیا۔ اس وقت ننجراجیا نے جو راجہ کا خسر بھی تھا خفا ہوکر راجہ کے محل پر گولہ باری کروادی۔ اور جو لوگ راجہ کا ساتھ دیتے تھے انکی ناک اور کان کٹوادیئے۔ یہ دیکھکر دیوراجیا ناراض ہوکر ستمنگل کو چلاگیا اسی زمانہ میں حیدر علی سرینگ پٹن پہنچا۔ بھائیوں کی نااتفاقی دیکھکر سیدھے ستمنگل گیا سمجھا مناکر دیوراجیا کو اپنے ساتھ بلالایا اور ان دونو بھائیوں میں جو نااتفاقی پیدا ہوچکی تھی۔ اُسے دُور کرکے پھر ان دونوں کو متفق کردیا۔

اسی زمانہ میں سپاہیوں نے تنخواہ کے نہ ملنے سے ایک اودھم مچا رکھی تھی۔ راجہ اور وزیر دونو مجبور ہوکر بیٹھ گئے۔ اس وقت حیدر علی نے بعضوں کو مرعوب کرکے بعضوں کو سمجھا مناکر اور بعض سپاہیوں کو اپنی طرف سے تنخواہیں دیکر شورش فرو کرادی۔ اسطرح سے راجہ کی آبرو پر حرف آنے نہ دیا

لہذا خوش ہو کر راجہ نے حیدر علی کو فرزند دلبند کے نام سے مخاطب کیا اور ۱۷۵۹ء میں اسے امور مملکت کا مختار کل بنا دیا۔ اس وقت ننجراجیا مستعفی ہو کر ایکہزار سوار اور تین ہزار پیدل لیکر کنور کو جو اسکی جاگیر تھی چلا گیا۔

اس وقت حیدر علی نے کھنڈے راؤ کو جو اس کا دست پروردہ اور محاسب تھا۔ ریاست کے عہدہ دیوانی پر مامور کرا دیا۔ اس زمانہ میں مرہٹہ گوپال راؤ نے چالیس ہزار سواروں کو ساتھ لیکر ریاست میسور پر چڑھائی کی اس وقت حیدر علی نے وہ شجاعت کے جوہر دکھلائے کہ خود شجاعت کو اسکی ذات پر ناز ہونے لگا۔ اور مرہٹہ گوپال راؤ باوجود اپنی کثیر فوج کے تنگ آگیا اس شکستہ حالی کے وقت چن پٹن کے قریب حیدر علی نے حملے کرکے اور شب خون مارکے گوپال راؤ کے دانت کھٹے کر دیئے۔ ان حملوں سے تنگ آکر گوپال راؤ نے خراج کا بقیہ ۲۶ لاکھ روپیئے اور اخراجات جنگ کے تیس لاکھ روپیے جملہ ۵۶ لاکھ روپیئے کا تقاضہ کرنا شروع کیا۔

اس وقت حیدر علی نے ۲۶ لاکھ روپیئے اپنے پاس سے ادا کیئے اور باقی روپیہ کے عوض تیرہ گڑھیاں بطور رہن کے اسے دلوا دیں اس وقت گوپال راؤ واپس گیا۔ اُدھر اس کا جانا ہی تھا کہ ادھر حیدر علی نے مرہونہ تمام گڑھیوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور ان گڑھیوں پر جو مرہٹے حاکم تھے انکو ریاست سے نکال دیا۔ اس واقعہ سے خوش ہو کر راجہ نے حیدر علی کو خان بہادر کا خطاب اور خلعت فاخرہ دیا ساتھ ہی فیل نوبت نقارہ

Marfat.com

رکھنے کی اجازت دی۔ اور بہت سی گڑھیاں شکریہ کے طور پر انعام میں دیدیں اسوقت تک حیدر علی تقریباً تمام ریاست کے سپید وسیاہ کا مالک بن گیا تھا۔

بد باطن کھنڈے راؤ جسے حیدر علی نے دیوانی کے عہدہ پر مامور کرا دیا تھا۔ حیدر علی خان بہادر کی ترقی دیکھکر آتش حسد سے جلنے لگا راجہ اور رانی کو اس سے بد دل کرنے لگا۔ آخر انہوں نے تجویز کی کہ کسی نہ کسی طرح حیدر علی کو قتل کرا دیا جائے یا مقید کر کے رکھدیا جائے

پروفیسر سری رام شرما۔ اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ کھنڈے راؤ جو راجہ کا دیوان تھا۔ اس نے رانی کی مدد سے حیدر علی کو مروا ڈالنے کی کوشش بھی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

جب راجہ اور دیوان اسپر قابو نہ پا سکے تو انہوں نے در پردہ مرہٹی سردار ایساجی پنتھ کے پاس دو لاکھ روپیئے تحفہ کے ساتھ اپنے قاصد کو روانہ کیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ آئے اور حیدر علی کو گرفتار کرے تو جنگ کا خرچ اور پیش کش بہت سا دیدیا جائیگا۔ مرہٹے سرداروں کو اس کے سوا اور کیا چاہیئے بڑا سا لشکر لیکر ایساجی پنتھ آپہونچا۔ بیچارہ حیدر علی صاف دل تھا۔ اس وقت میر مخدوم علی خان کے ماتحت اپنی فوج فرانسیسوں کی امداد کو بھیج چکا تھا۔ صرف چند سوار اور توپ خانہ گارڈ کے طور پر اسکے پاس تھا۔ اور وہ قلعہ سرینگ پٹن کے متصل فردکش تھا

Marfat.com

ایسی حالت میں رات کا وقت کھنڈے راؤ نے قلعہ کے دروازے بند کر دلکے حیدر علی کی فرودگاہ پر گولہ باری کرا دی۔ اس وقت حیدر علی چوکنا ہوا اور ایساجی پنتھ کے آنے کا حال اسپر کھلا کہ وہ کیوں آیا ہے۔ اسوقت اس نے اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیئے۔ یہاں سے نکل جانے کو غنیمت سمجھا۔ بڑی مشکل سے چونکہ دریائے کاویری چڑھاؤ پر تھا عبور کر کے نکل گیا۔ ایساجی پنتھ کو کھنڈے راؤ اور راجہ کو اس وقت تک اس کے فرار ہو جانے کا حال معلوم نہ ہوا۔ جب تک کہ وہ سریرنگ پٹن کی سرحد کو عبور کر کے آگے نہ بڑھ گیا۔

جونہی یہ خبر ایساجی پنتھ اور کھنڈے راؤ کو معلوم ہوئی کہ حیدر علی سریرنگ پٹن سے نکل گیا ہے۔ اس کے تعاقب میں سوار روانہ کئے مگر وہ ہوا کے گھوڑوں پر سوار ہو کے نکل گیا تھا اسلیئے ان کے ہاتھ نہ آسکا اور وہ کہیں دم لیئے بغیر سیدھے بنگلور پہنچا فوراً اپنے ماتحت پالیگاروں اور اپنے قلعہ داروں کو اپنی اپنی فوج ساتھ لیکر آنے کی ہدایت کر کے بلا لیا۔ اور بنگلور کے ساہوکاروں سے پچاس لاکھ روپیہ قرض لیکر نئی سپاہ بھرتی کی اور میر مخدوم علی خاں کے پاس ہرکارے دوڑائے کہ پانڈیچری چھوڑ کر فوراً آپہنچیں۔

راجہ نے اپنے سپہ سالار کو نیرتی راؤ[1] کو اس لئے فوراً بنگلور پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا کہ میر مخدوم علی خان کے آنے سے پہلے حیدر علی

[1] جارج نامہ والے نے نیرتی راؤ اور کھنڈے راؤ کو ایک سمجھ لیا ہے

کا خاتمہ کردے۔ کونیری راؤ میسور کی تمام فوج لیکر بنگلور کی جانب بڑھا
یہ سن کر حیدر علی نے موجودہ فوج ہی کو لئے کونیری راؤ کو راستہ ہی
میں آدبایا۔ اور اسکی فوج کو شکست دیکر اسے گرفتار کر لیا۔

حیدر علی نے فوراً گلنور جاکر ننجراجیا سابق وزیر میسور
کو سب ماجرا سنایا۔ اسوقت اس نے اپنی ساری فوج کو حیدر علی کی
مدد کو بھیجا اور مرہٹی سردار کو اپنی طرف سے ایک رقعہ بھی اس مضمون کا
لکھا کہ حیدر علی ایک شریف اور نیک نہاد آدمی ہے۔ ریاست کا محسن ہے
حقیقت میں دغاباز فسوں ساز دیوان کھنڈے راؤ ہی کا سب فساد
ہے۔ آپ واپس چلے جائیں۔ اگر کوئی صورت بن آئے تو آپ کو ایک
معقول رقم دلوادی جائیگی۔

ایساجی پنتھ نے مذکورہ بالا رقعہ لیا مگر جنگ کرنے پر
تلا ہوا تھا۔ اتنے میں میر مخدوم علی خان فوج لئے پانڈیچری سے آپہنچا
اب حیدر علی اور میر مخدوم علی خان نے متفق ہوکر وہ چھاپے مارے
کہ ایساجی پنتھ بھی پریشان ہوگیا۔ اور کہلا بھیجا کہ ایک معقول رقم ملیگی
تو واپس چلا جائیگا۔

میر مخدوم علی خان نے پانڈیچری کو جاتے ہوئے آنیکل
اور بارہ محل دو مقاموں کو فتح کرکے اپنی طرف سے یہاں قلعہ دار
مقرر کردیئے تھے۔ جو ہوشیاری سے قلعوں کی حفاظت کررہے تھے۔

Marfat.com

حیدر علی خان بہادر نے الیساجی پنتھ کی روپیہ طلبی پر کہلا بھیجا کہ میرا حال تو آپ کو معلوم ہے میرے پاس روپیہ کہاں سے آیا یہ جواب سنکر اس نے درخواست کی کہ اگر روپیہ نہ ہو تو بارہ محل جو ابھی فتح ہوا ہے میرے حوالے کردو۔ حیدر علی نے اس درخواست کو قبول کرکے ایک رقعہ بارہ محل کے قلعدار کے نام اس مضمون کا لکھوایا کہ الیساجی پنتھ وہاں آئے تو تم قلعہ اس کے حوالے کردو۔ یہ رقعہ حیدر علی نے الیساجی پنتھ کے پاس بھجوادیا وہ رقعہ لیکر بنگلور سے نکل گیا۔

الیساجی پنتھ کے بارہ محل پہنچنے سے قبل قلعدار کے نام حیدر علی خان نے ایک حکم بھیجا کہ الیساجی پنتھ آتا ہے ایک رقعہ پیش کرتا ہے تم اسے لیلو مگر قلعہ نہ چھوڑو میں یلغار کرتے ہوئے آرہا ہوں یہ حکم بھیجکر فوج کو آراستہ کرکے بنگلور سے چل پڑا۔

الیساجی پنتھ نے بارہ محل کو جاکر حیدر علی کا رقعہ قلعدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ قلعہ خالی کردو اس نے جواب دیا کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے جب تک رقعہ باقاعدہ لفافہ میں بندھ اور حیدر علی کی مہر سے مستجل نہ ہو میں اس پر عمل ہی کس طرح کرسکتا ہوں یہ جواب سنکر الیساجی پنتھ نے وہ رقعہ واپس طلب کیا تو قلعدار نے کہا کہ یہ رقعہ میرے نام کا ہے میں دوسروں کو کس لئے دوں یہ جوابات سنکر الیساجی پنتھ بھی حیران ہوا اتنے میں اسے خبر ملی کہ حیدر علی بڑی سی فوج لئے اس کے مقابلہ کو آرہا ہے۔ تو وہ یہ خبر سنکر

اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا۔

فتح سرینگ پٹن پھر حیدر علی خان بہادر نے سرینگ پٹن پر حملہ کرکے قلعہ کو فتح کر لیا۔ کھنڈے راؤ کو گرفتار کرکے ایک لوہے کے پنجرے میں بند کرکے بنگلور کو بھیجدیا اور راجہ کو امور سلطنت سے بے دخل کرکے اس کے گذارے کے لیئے سالانہ تین لاکھ روپیئے کی آمدنی کا ملک چھوڑ کر باقی ملک پر قبضہ کر لیا اور نبجراجیا کو کنور سے بلا کر سرینگ پٹن میں ٹھیرایا اور اسے ایک لاکھ روپئے سالانہ آمدنی کا ملک دے کر اس کی اقامت کے لیئے ایک عمدہ محل خالی کرا دیا۔

جب ملک پر حیدر علی خان کا قبضہ ہوگیا تو اس نے راجہ کی آؤ بھگت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور راجہ کی اگلی عنایتوں کا خیال کرکے اس کی بعد کی بے اعتدالیوں کو نظر انداز کر دیا۔

میسور کی وسعت یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ میسور کے بعض بعض راجاؤں کے ماتحت ریاست کچھ وسیع ہوگئی تھی مگر وہ وسعت دیرپا نہ تھی کیونکہ انکی موت کے ساتھ ریاست اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتی تھی۔ جب تک ملک پر حیدر علی کا قبضہ نہ ہوا تھا۔ بقول ڈپٹی لعل نگم صاحب بی۔ اے۔ یہ ملک نہ اس نام سے مشہور تھا نہ اس کی مملکت کی اس قدر شہرت تھی اگر میسور پر حیدر علی خان کا قبضہ نہ ہوتا تو بقول مسٹر ایم شامراؤ ایم۔ اے۔ مصنف تاریخ میسور مرہٹوں یا نظام کا میسور پر قبضہ ہو جاتا اور ریاست

Marfat.com

کا نام ونشان تک باقی نہ رہتا تھا۔

پروفیسر غلام حسین ایم۔ اے۔ لکھتے ہیں کہ "جس پر آشوب زمانہ کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں۔ اس میں دکھن کے ایک غریب گھر کے نونہال نے اتنی ترقی کی کہ اس کا ہندوستان کے بہترین جرنیلوں میں اور مدبروں میں شمار ہوا۔ حیدر علی کی والدین غریب تھے وہ میسور کی فوج میں بطور نائک بھرتی ہوا تھا مگر ذاتی قابلیت اور سپاہیانہ اوصاف کے باعث نہایت جلد ترقی کر گیا۔ اور ڈنڈگل کا فوجدار مقرر ہوا۔ اب آہستہ آہستہ اس نے ایک جری فوج مرتب کی۔ میسور کے راجہ کے خلاف بغاوت ہوئی تو اس نے اسے بہ آسانی فرو کر دیا۔ اور کئی جاگیریں انعام میں پائیں ۱۷۶۱ء تک وہ میسور کی ریاست کے نصف حصہ کا مالک ہو گیا۔ راجہ نے حیدر علی کے اقتدار کو بڑھتے دیکھا تو اس کے خلاف سازش کی مگر حیدر علی بچہ نہ تھا اب اس نے راجہ کو مجبور کیا کہ اسکے حق میں تخت سے دست بردار ہو جائے۔ آخر سلطان ہو کر حیدر علی نے بدلور، ملیبار، کالی کٹ کے اضلاع بھی اپنی مملکت میں شامل کر لئے۔ اس طرح میسور کی زبردست ریاست قائم کر لی۔

نظام نے مزاحمت کی تو اسے ہزیمت اٹھانی پڑی اور مرہٹوں نے میسور پر حملہ کیا مگر ناکام پھرے۔ انگریزوں کو بھی حیدر علی کے مقابلہ میں کامیابی نہ ہوئی۔

Marfat.com

پانچویں فصل

جب ریاست میسور پر حیدر علی کا قبضہ ہو گیا تو اس نے شہنشاہ ہند سے باضابطہ سند حکومت حاصل کرنا چاہا اسلئے اس نے گرانبہا تحفے تحائف شہنشاہ دہلی اور نظام حیدر آباد کو بھیجے چونکہ اسوقت تک اسکو کافی شہرت حاصل ہو چکی تھی اس لئے شہنشاہ ہند بقول مصنف "حیدر علی سلطان" اسے نواب حیدر علی خان بہادر کا خطاب ہفت ہزاری منصب اور صوبہ سرا کی صوبہ داری دیدی اس واقعہ کو محترمہ سیلڈ یلوی بی، آے نے اپنے تحقیقاتی مضمون میں اسطرح قلم بند کیا ہے کہ مغل شہنشاہ ہند نے حیدر علی کو سرا کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے شاہانہ مراتب اور نقارہ نشان مع خطاب نوابی دربار مغلیہ سے عطا ہوے۔

حدیقۃ العالم میں لکھا ہے کہ حیدر علی نے نظام الدولہ آصف جاہ دوم کے پاس روپیہ بطور پیش کش کے بھیجکر سند زمینداری سرینگ پٹن کی اور منصب ہفت ہزاری ذات اور ہفت ہزاری سوار کا اور خطاب حیدر علی خان بہادر حاصل کیا۔

صاحب نشان حیدری تحریر کرتے ہیں کہ فتح سرا کے بعد بسالت جنگ نے حیدر علی کو بمقام سرا اپنے پاس بلا کر نواب حیدر علی

Marfat.com

خان بہادر چقماق جنگ کے نام سے مخاطب کیا صوبہ سرا کی حکومت اور پالیگاروں کے پیشکشوں کی تحصیل اور ضلع گرم کنڈا کی سرداری کی سند بھی لکھکر دیدی اور یہی نہیں کیا بلکہ آپ کو ان علاقوں کی حکومت کی مبارک باد بھی دی بسالت جنگ کی مبارک باد کو نشان حیدری میں یوں لکھا ہے کہ "شما مستحق دولت و سرداری ایں ہمہ ملک ہستید و خالق جان بخش وجود شریف شما را لخلق پروری آفریدہ پس ایں ملک و دولت بذات شما مبارک و مہنا باد۔" ممکن ہے کہ نوابی کا خطاب ہفت ہزاری منصب اور سرا کی صوبہ داری کی منظوری کے بارے میں شہنشاہ سے جو حکم صادر ہوا اسے دیکھکر بسالت جنگ نے اسے یہ مبارکباد دی ہو۔

مولوی ذکاءاللہ صاحب لکھتے ہیں کہ حیدر علی خان نے میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی کے بھائی میر محمود شریف خان بسالت جنگ کی کچھ خدمت کر کے لقب حیدر علی خان بہادر نواب سرینگ پٹن حاصل کیا۔

حملات حیدری میں لکھا ہے کہ بسالت جنگ حاکم گتی افغانان کرپہ کو لیکر پونا کے ماتحت بنگلور کے قریب جو قلعہ سکوٹہ تھا اسکی تسخیر کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ روانہ ہوا۔ وہاں کے قلعدار ملند سرپٹ نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ بسالت جنگ بھاگنے کے قریب پہنچ گیا اس وقت اس نے بعض مشیروں کی صلاح سے حیدر علی خان سے مدد

مانگی آخر کو حیدر علی خان کی کوشش سے وہ قلعہ فتح ہو گیا۔

اس فتح کے بعد بسالت جنگ نے چونکہ اسباب اور آلات جنگ کو حیدر علی خان کے ہاتھ زر نقد پر فروخت کر ڈالا تھا اس لئے حیدر علی خان اسکو تاجر کے نام سے یاد کرتا تھا۔ بسالت جنگ نے اس جنگ سے قبل حیدر علی خان سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ تمام عمر اس کی دوستی سے سر مو تجاوز نہ کریگا، اور وہ اپنی عرضی کے ذریعہ سے بادشاہ دہلی اور حیدر علی خان کے درمیان بنائے دوستی قائم کر دیگا چنانچہ چندروز کے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر مع اتحاد نامہ آیا اسپہر اور شمشیر مرصع کار اور پالکی جھالر دار اور چتر جواہر نگار اور ماہی مراتب نقارہ و نشان اور انواع و اقسام کے ہدیئے اور نادر چیزیں لایا۔

مصنف تاریخ حیدر آباد عبارت میں محمد شاہ کا نام دیکھکر سرے سے اس واقعہ کو غلط بتاتے ہیں۔ دراصل واقعہ تو صحیح ہے۔ مگر مصنف نے سہواً محمد شاہ لکھدیا ہے۔

بعض محققوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شہنشاہ دہلی خود نظامت دکن حیدر علی خان کو دینا چاہتا تھا۔ مگر نواب حیدر علی خانبہادر نے اس جوکھم میں پڑنا نہ چاہا۔

ہوسکوٹہ کی فتح
سنہ ۱۷۶۱ء

سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں نے احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں

Marfat.com

سخت شکست پائی۔ اس سال نظام علی خان حیدرآباد میں اپنے بھائی صلابت جنگ کو مقید کرکے آپ نظام دکن بن گیا تھا نظام علی خان کا ایک بھائی "بسالت جنگ" ادھونی کا حکمران تھا جس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے اس نے مرہٹوں کی زک سے فائدہ اٹھانے کے خیال سے سرا پر فوج کشی کی مگر سرا فتح نہ کر سکا۔ بنگلور کے قریب ہوسکوٹہ کی طرف پیش قدمی کرکے ہوسکوٹے کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اسے بھی فتح نہ کر سکا آخرکار حیدر علی خان بہادر سے مدد چاہی۔ نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنی فوجیں لیجا کر ہوسکوٹے کے قلعدار کو شکست دیکر ہوسکوٹہ کو فتح کر لیا۔

بڑے بالاپور کی فتح سنہ ۱۷۶۱ء

ہوسکوٹے سے نکلکر دلی فوجوں نے بڑے بالاپور پر حملہ کیا۔ عباس قلی خاں (جو درگاہ قلی خاں کا بیٹا تھا) اس نے خوف کے مارے قلعہ حملہ آوروں کے لئے خالی کرکے ارکاٹ کی راہ لی حیدر علی خان بہادر نے سب سامان حرب وضرب پر اپنا باقاعدہ قبضہ کر لیا۔

فتح سرا سنہ ۱۷۶۱ء

بیجاپور کے سپہ سالار رن دولہا خان نے جب دکھن پر فوج کشی کرکے تمام پالیگاروں کو زیر کیا اور اپنا خراج گذار بنا لیا تو اسوقت ملک حسین نام ایک حاکم کو سرا میں مفتوحہ علاقہ کی دیکھ بھال کے

لئے مقرر کیا اسی نے یہاں ایک قلعہ اور شہر کے اطراف ایک فصیل بنوائی

اس کے بعد ملک رحمن سرا کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

اس نے ۱۶۳۸ء سے ۱۶۵۰ء تک یہاں حکومت کی ان

صوبہ داروں کی تحت میں تمبھدرا ندی کا سب جنوبی علاقہ تھا جس میں مذکورہ

الذیل ریاستیں تھیں۔

لبسواپٹن۔ بودے ہال۔ سرا۔ پنگنڈا۔ بڑا بالاپور۔

ہوسکوٹہ۔ کولار۔ ہرپن ہلی۔ کونڈارپی۔ آنے گندی

بدلنور۔ چیتلدرگ۔ اور میسور۔ ان ریاستوں کے پالیگاروں

یا راجاؤں سے صوبہ سرا کا صوبہ دار ہی باج وصول کرکے بیجاپور

کی مرکزی حکومت کو بھیجتا تھا۔

جب اورنگ زیب نے ۱۶۸۷ء میں سلطنت بیجاپور

کو فتح کرلیا۔ تو اپنی طرف سے قاسم خان نام ایک جنرل کو یہاں کا

گورنر بنایا اس کے بعد ذوالفقار خان پھر کفایت خان یہاں کا گورنر

مقرر ہوا۔ کفایت خان ہی مغل شہنشاہ کا آخری گورنر تھا۔ اس کے

بعد سرا کی صوبہ داری بھی نظام الملک کے زیر اقتدار آگئی۔ وہی یہاں

اپنے طرف سے صوبہ دار مقرر کرتا تھا۔

۱۷۶۰ء میں بالاجی باجے راؤ نے بمقام اُدگیر نظام

حیدر آباد صلابت جنگ کو شکست دیکر۔ برہان پور، بیجاپور، احمد نگر

Marfat.com

اور سرا کے صوبے فتح کر لیئے۔ اس نے اس فتح و فیروزی کے بعد صوبہ سرا میں اپنی طرف سے ترمک کشن نام ایک مرہٹہ کو صوبہ دار مقرر کیا تھا بعض نے بونت راؤ لکھا ہے۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں نواب حیدر علی خان بہادر نے بسالت جنگ کے ساتھ ملکر سرا کو فتح کر لیا۔ اور قلعہ کی چابیاں بسالت جنگ کے حوالہ کیں مگر وہ کسی مصلحت سے مذکورہ بالا مفتوحات یعنے ہوسکوٹہ اور بڑا بالاپور و سرا کو نواب حیدر علی خان بہادر ہی کے حوالے کرکے مال غنیمت میں سے کچھ چیزیں اور چند توپیں لیکر ادھونی کو چلتا بنا۔

چک بالاپور کی فتح سنہ ۱۷۶۲ء

نواب حیدر علی خان بہادر نے فتح سرا کے بعد

آٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل لیکر چک بالاپور پر چڑھائی کی یہاں کا پالیگار قلعہ بند ہو گیا تھا۔ پکنڈا اور گڑی بنڈے کے حاکم مراری راؤ سے مدد طلب کی۔ تو وہ گڑی بنڈے سے اس کی مدد پر فوج لئے آیا مگر بہادر نواب کی فوج کے مقابلہ میں شکست پاکر فرار ہوا۔ قلعہ پر گولہ باری کرکے قلعہ کا دروازہ توڑ دیا گیا اس وقت وہاں کے پالے گار چکپا گوڑا نے صلح کی درخواست کی اور سات لاکھ روپیے اس طرح دینے کا اقرار کیا کہ تہائی روپیہ نواب بہادر کو بمقام دیلون ہلی پہنچائے گا اور تہائی روپیہ بمقام بنگلور پیش کش کریگا باقی تہائی روپیہ سرنگاپٹن پہنچنے تک نظر گذرانیگا۔ نواب بہادر نے اس کی شرطوں کو منظور کیا اور

Marfat.com

ایک ہزار سپاہی وہیں چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ دیون ہلی پہنچکر انتظار کیا تو ثلث نذرانہ نہیں پہنچا۔

اس وقت مراری راؤ نے چک بالاپور کے پالیگار کو یہ سمجھا کر کہ اگر پیش کش کا روپیہ اسکے حوالے کر لیگا تو وہ فوج اکٹھی کر کے نواب حیدر علی خان بہادر کا مقابلہ کریگا۔ اور اس کو شکست دے کر اسے بچائیگا۔ بدقسمت پالیگار نے اس کی بات منظور کی اور نواب بہادر کی لقیہ فوج کو وہاں سے بھگا دیا قلعہ مراری راؤ کے قبضہ میں چھوڑ کر نندی کے قلعہ میں جاکر پناہ لی جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی آگ بگولہ ہو گیا اور میر رضا علی خان کے ماتحت ایک لشکر دیکر نندی کو بھیجا کہ وہ راجہ کو گرفتار کرے اور آپ خود مراری راؤ کے تعاقب میں نکلا وہ بالاپور سے بھاگ کر گڑی بنڈے کے قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ نواب بہادر نے قلعہ فتح کر لیا اور وہ وہاں سے فرار ہو کر پنڈگنڈہ گیا تو نواب نے پنگنڈے کو بھی فتح کر لیا پھر وہ وہاں سے فرار ہو کر گتی کو چلا گیا۔ اس وقت نواب بہادر نے اس کا تعاقب چھوڑ کر چک بالاپور کی طرف کوچ کیا اور میر رضا علی خان نے نندی درگ کو فتح کر کے پالیگار کو مع اس کے خاندان کے اسیر کر کے بنگلور کو بھیجدیا اس پالیگار کو دو لڑکے مسلمان ہو گئے نواب بہادر نے علی زمان خان نایتہ کو چک بالاپور کی قلعداری پر مامور کیا چک بالاپور کی فتح کے بعد نواب بہادر نے خیال کیا کہ قدیم الایام سے جو

Marfat.com

راجہ اور نواب صوبہ دار سرا کے باج گذار تھے۔ اُن سے باج وصول کرے۔ اِس خیال سے اُس نے ہرپن ہلی۔ راے درگ۔ اور چیتلدرگ پر چڑہائی کی۔ اور وہاں کے پالیگاروں کو اپنا باجگذار بنا لیا۔

کورگ پر فوج کشی سنہ ۱۷۶۱ء

سنہ ۱۷۶۱ء میں نواب بہادر نے کورگ پر فوج کشی کی وہاں کے راجہ ویر راج کو شکست دیکر اس کے نصف ملک کو جس کی آمدنی سالانہ تین لاکھ روپیئے تھی سلطنت خداداد میں الحاق کرلیا اور مرکرہ میں اپنے ایک قلعدار کو متعین کیا۔ اس کے بعد نواب حیدر علی خان بہادر نے ہسور پر چڑہائی کی وہاں کے پالیگار کو شکست دیکر اس کا علاقہ بھی اپنی سلطنت خداداد میں شامل کرلیا۔

چیتلدرگ پر فوجکشی سنہ ۱۷۶۲ء

نواب حیدر علی خاں بہادر نے چک بالاپور کی فتح کے بعد چیتلدرگ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ بڑی سی فوج لیکر چیتلدرگ پر چڑھ آیا۔ وہاں کا پالیگار سالانہ آٹھ لاکھ روپیئے ادا کرنے کے وعدے پر مطیع و منقاد ہوگیا۔

فتح بدنور سنہ ۱۷۶۳ء

بدنور کے پالیگار بھی سلطنت ویجانگر کے خراج گذار تھے سلطنت ویجانگر کی تباہی کے بعد آزادانہ حکومت کرتے رہے سنہ ۱۵۶۰ء سے سنہ ۱۷۵۵ء تک

اس میں سولہ پالیگار ہوئے جن میں بعض بہت طاقتور بھی ہوئے ہیں۔ کسی دشمن نے کبھی اس ملک پر چڑھائی نہ کی تھی۔ اسلئے یہ ملک بہت آباد اور یہاں کا خزانہ معمور تھا۔ یہاں کی آخری حکمران ایک عورت تھی جس کا نام ویر تاجی تھا۔ اس نے ۱۷۵۵ء سے ۱۷۶۳ء تک حکومت کی۔

بدلور کے پالیگاروں کا پایہ تخت پہلے کیری تھا۔ سیوپا نام پالیگار نے اکیری چھوڑ کر بدرہلی کو اپنا دار الحکومت بنا لیا تھا۔ یہی بدرہلی آگے چلکر بدرور پھر بدلور کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہاں کا آخری پالیگار سومے سکھر نایک تھا۔ اس کے بعد اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ اس لیے اسکی بیوی بودی بسپا نام ایک لڑکے کو گود لیکر حکومت کرنے لگی۔ یہ لے پالک لڑکا بھی بے اولاد مر گیا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ جن میں سے ایک کا نام چناجی اور دوسری کا نام ویر تاجی تھا۔

ویر تاجی نے چن بسپا نام ایک لڑکے کو گود لیا اور اپنی سوت کو نظر بند کرکے خود اس ملک کی رانی بن کر حکومت کرنے لگی مگر بدلور تمیا نام ایک شخص کے دام محبت میں پھنسی ہوئی تھی یہ بات جب اس لے پالک کو معلوم ہوئی تو اس نے رانی کو ہدایت کی اور سمجھایا کہ برائی سے باز آئے۔ اس کی ہدایت کا اثر الٹا ہوا۔ رانی نے اپنے آشنا کی مدد سے اس لے پالک کو قتل کرا دیا۔ دوسرے ایک لڑکے کو گود لیکر حکومت کرنے لگی۔ اس وقت بدلور کا رقبہ تقریباً دس ہزار مربع میل تھا۔ ملک آباد

Marfat.com

اور خزانہ معمور تھا۔

ایک شخص نے اپنے آپکو مذکورہ بالا راجہ کے نام سے موسوم کیا۔ اور نواب حیدر علی خان بہادر سے اپنی مظلومی کی داستان بیان کرکے امداد طلب کی۔ اس وقت نواب بہادر نے اپنی سلطنت کا کافی انتظام کرکے بدنور پر چڑھائی کی۔ ویرماجی رانی نے نواب شاہ نور کی مدد سے نواب بہادر کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اور شاہی فوج کو آتے دیکھ کر وہاں سے مع اپنے آشنا کے فرار ہوئی۔ آخرکار دونوں گرفتار ہو کر مدھوگری کے قلعہ میں مقید کر دیئے گئے۔ نواب بہادر نے فوراً شہر پر قبضہ کر لیا اور جھوائی جہاں اسے ایک کروڑ بیس لاکھ پونڈ کا بیش بہا خزانہ ہاتھ آیا جو آئندہ اس کی ناموری اور شہرت اور ملک گیری کا باعث ہوا۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے فتح کے بعد بدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ یہاں ایک فوجی چھاؤنی قائم کی۔ ٹکسال بنوا کر اپنے نام کے سکے چلائے۔ وہاں مختلف قسم کے کارخانے کھولے۔ اطراف و اکناف سے صناعوں کو بلا کر یہاں بسایا۔ تاجروں کی خوب مدد کی اور ریشم کے کیڑے پالنے والوں کو بھی یہاں بسا کر شاہانہ طریقہ سے ان کی امداد کی اسلئے حیدر نگر ایک عمدہ اور آباد شہر بن گیا۔ یہاں ایک عمارہ محل بھی حیدر علی خان بہادر نے تعمیر کرایا۔ اور شہر کے اطراف قلعہ بنوایا۔

Marfat.com

شاڈنور پر حملہ ۱۷۶۴ء

نواب شاڈنور نے نواب حیدر علیخان بہادر کے برخلاف بدنور کی رانی کی مدد کی تھی۔ اسلئے نواب بہادر نے شاڈنور پر چڑھائی کردی نواب شاڈنور عبدالحکیم خان نے فوراً اپنے وکلاء کے ہمراہ نواب بہادر کے پاس پیشکش بھیجکر سالانہ دو لاکھ روپیئے خراج دینا منظور کیا۔ اور وہ بہت سی قیمتی چیزیں جو لوازمات بادشاہی میں داخل تھیں بطور نذر پیش کیں۔ تو نواب بہادر نے اس کی نذر کو قبول کرلیا۔ اور اس کے ملک سے فوجیں ہٹالیں۔

دھاڑواڑ کی فتح ۱۷۶۴ء

پھر آگے بڑھکر نواب بہادر نے دھاڑواڑ اور بادامی کے قلعے فتح کرکے بدنور کی طرف کوچ کیا۔ وہاں کے قلعوں کو مضبوط کیا۔ اور بندرگاہوں کی حفاظت کا انتظام کرکے اپنے چند جہاز تعمیر کروائے۔

بشواری درگ کی فتح ۱۷۶۵ء

بشواری درگ پیراڑپی کے مغرب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یہاں ایک پہاڑی کے اوپر مضبوط قلعہ ہے۔ اسکی تسخیر کے لئے نواب بہادر نے شہزادے کریم شاہ کے ماموں حسین علی بیگ کے ماتحت ایک فوج روانہ کی وہ فوج لئے وہاں پہنچا دیکھا کہ اطراف سمندر ہے۔ اس کی تسخیر ممکن نہیں۔ اور واپسی میں بدنامی اور بہادر کی ناراضی ہے۔ کمرہمت باندھ کر کشتیاں تیار کرالیں اور اپنی فوج کو ان کشتیوں

Marfat.com

ہیں سوار کر کے اس پہاڑی کے دامن میں جا پہنچا۔ اور قلعدار کے نام خط لکھا کہ نواب بہادر نے کئی ملک فتح کر لیے ہیں۔ بدنور بھی فتح ہو چکا ہے۔ رانی اسیر ہو گئی ہے۔ اگر تم امن و امان اور عزت و آبرو چاہتے ہو تو قلعہ ہمارے حوالے کر دو۔ وگرنہ تمہاری رسوائی اور ذلت اس کا انجام ہو گی۔ قلعدار نے وہ قلعہ فوراً حسین علی بیگ کے حوالے کر دیا۔ اور رانی کے متوفی شوہر کا خزانہ وہاں حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا وہ بھی پیش کر دیا جس میں یاقوت و مروارید کے دس صندوق جڑاؤ زیور کے دس صندوق ہاتھیوں کی زرتار جھولیں ہاتھیوں کے زرین گلو بند اور گھوڑوں کی مرصع زینیں بھی تھیں۔ بہ سلیقہ قلعہ کا مناسب انتظام کر کے حسین علی بیگ۔ نواب حیدر علی خان بہادر کے حضور میں آیا۔ نواب نے اس کی کارروائی سے خوش ہو کر اسے بہت سا انعام و اکرام اور خلعت فاخرہ عطا کر کے سرفراز کیا۔

چھٹی فصل

کرٹپہ پر فوج کشی ۱۷۶۹ء

نواب بہادر جب انگریزوں سے سرگرم کارزار تھا۔ تو اس وقت عبدالحلیم خان حاکم کرٹپہ۔ نواب منور خان حاکم کرنول اور

راجہ بلاری نے فرصت پاکر بہادر نواب کے علاقوں میں لوٹ مار کی تھی۔ ان سے انتقام لینا لازمی تھا اسلئے فوج کشی کی۔

نواب بہادر نے کڑپہ کے علاقہ میں داخل ہوکر سوارونکو لوٹنے کا حکم دیا۔ حاکم کڑپہ نواب عبدالحلیم خان نے یہ حال دیکھکر ایک سفیر کے ذریعہ پانچ لاکھ روپیئے نذرانہ دو ہاتھی اور چند گھوڑے نواب کی خدمت میں بھیجکر معافی مانگی۔ نواب بہادر نے اس کا پیش کش منظور کرکے اس کا قصور معاف کردیا۔

بگین پلی پر فوج کشی ۱۷۶۹ء

نواب کڑپہ عبدالحلیم خان نے پیش کش لیکر نواب بہادر نے بگین پلی کی طرف کوچ فرمایا۔ یہاں کے قلعدار نے نادانی سے نواب بہادر کی فوج پر گولہ باری کی اس حرکت سے غضبناک ہوکر نواب بہادر نے دیہات کو لوٹنے کا حکم دیا۔ نواب بگین پلی میر غلام علی نے ایک وکیل کی وساطت سے دو لاکھ ہون نواب بہادر کے حضور میں بھیجکر معافی مانگی نواب نے اس کا قصور معاف کردیا (بگین پلی کو اب بنگن پلی کہتے ہیں)

کرنول پر فوج کشی ۱۷۷۰ء

نواب کرنول منور خان نے نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج کشی کا حال سنا تو مسکین شاہ ایک درویش کے یہ کہنے پر کہ تجھے فتح ہوگی۔ نواب بہادر سے مقابلہ کرنے کے لئے صف بندی کی جب

Marfat.com

مسلمین شاہ نے نواب حیدر علی خان کی شان و شوکت اور لاؤ لشکر کو دیکھا تو نواب منور خان کو صلح کر لینے کی اجازت دی۔ اس وقت اس نے پچاس لاکھ روپیے پیشکر معافی مانگی۔ اس کا قصور معاف کر دیا گیا۔

بلاری پر فوج کشی ۱۷۷۵ء

پھر نواب بہادر نے اپنی فوج لیکر بلاری کی طرف کوچ فرمایا۔ راجہ نے مقابلہ نہ کیا قلعہ نشین ہو گیا۔ نواب نے قلعہ پر گولہ باری شروع کی۔ اس وقت راجہ نے ایک ایلچی کو دو لاکھ روپیے پیش کش دے کر نواب حیدر علی خان بہادر کی خدمت میں روانہ کیا۔ نواب نے پیش کش کو منظور کر کے انتظام کر لیا۔

دھاڑواڑ کی طرف یلغار ۱۷۷۶ء

نواب بہادر کو بلاری کے محاصرے کے وقت خبر ملی کہ بعض باغیوں کے اغوا سے ناظم مرج بادامی اور دھاڑواڑ کے علاقوں میں جو نواب بہادر کے ماتحت ہیں لوٹ مار کر رہا ہے تو نواب بہادر یلغار کرتا ہوا انکاپور پہنچا۔ یہ خبر سن کر ناظم مرج فوج لیکر اپنے مستقر کی طرف چلا گیا۔ یہ حال دیکھکر نواب بہادر واپس پلٹا اور افواج پیشانور میں قیام کیا۔ نواب سانور عبد الحکیم خان نے ایک لاکھ بتیس ہزار روپیے لشکر والا کے روز مرہ خرچ میں پیش کیا جسکو نواب بہادر نے قبول کر لیا۔

آنے گندی پر فوج کشی ۱۷۷۸ء

نواب بہادر نے نواح شادنور

سے کوچ کر کے آنے گندی یا دیجا نگر کے نواح میں خیمہ زن ہو کر حاکم آنے گندی کو طلب فرمایا۔ تمراج جو وہاں کا راجہ تھا۔ اس لئے کہ وہ کسی کو سلام نہیں کرتا تھا۔ شاید یہ طریقہ نواب بہادر کو ناپسند آئے اس لئے وہ تو خود نہ آیا مگر اپنے بیٹے کو ایک لاکھ ہون پیش کش دیکر نواب کے حضور میں روانہ کیا۔ اور اپنی حاضری سے معافی مانگی نواب بہادر نے اس کا پیش کش قبول کیا۔ اور اسکی درخواست منظور کر لی۔

ہاگل واڑی پر فوج کشی ۱۷۷۸ء

نواب بہادر نے آنے گوندی سے کوچ

کرکے ہاگلواڑی کے نواح میں قیام فرمایا۔ اور راجہ کو حضور میں طلب فرمایا۔ راجہ ایک افیونی تھا جھومتا جھامتا چلا آیا نواب نے اسے پاگل سمجھکر اس کی بڑی خاطر کی اور پوچھا کہ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے۔ اور خزانہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کئی من افیون ہے بہت سی گائیں ہیں۔ اور رانی کے پاس بہت سا زیور ہے حکم ہو تو حاضر کردوں نواب بہادر اس کا جواب سنکر ہنسا اور راجہ کے لئے ایک آباد گاؤں چھوڑ کر باقی علاقہ پر دیانت دار عملہ کے ساتھ رانی کو انتظام کے لئے مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سرنگ پٹن کی طرف کوچ فرمایا۔

بل کی تسخیر ۱۷۶۸ء

جب نواب بہادر مرہٹوں کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ اس وقت بل کے پالیگار نے کورگ کے پالیگار کے ساتھ متفق ہوکر علاقہ حیدری میں لوٹ مار کی تھی۔ انکی تنبیہ لازمی تھی اس لئے نواب حیدر علی خان بہادر کافی فوج لیکر سرِیرنگ پٹن سے نکلا۔ علاقہ بل میں داخل ہوا جب پالیگار کو نواب بہادر کی فوج کشی کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بال بچوں کو مع نقد وجنس وزیورات کے ایک گنجان جنگل میں بھیجدیا اور آپ نواب بہادر کے مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ کئی دن تک برابر جنگ جاری رہی۔ اس راجہ کا پائے تخت ایگدر کا میدان عرصہ کارزار بنا رہا۔

اس وقت شاہزادہ ٹیپو سلطان جسکی عمر ابھی صرف اٹھارہ ہی سال کی تھی اور باپ کے ساتھ میدان جنگ میں شریک تھا تھوڑی سی فوج لیکر اس گنجان جنگل میں داخل ہوا پالیگار بل کے اہل و عیال اور نگہبانوں کو گرفتار کرکے نواب بہادر کے حضور میں پیش کیا یہاں نوجوان شہزادے سے ایسی شجاعت کے کام ظاہر ہوے کہ نواب بہادر نے شہزادہ کی اس جرارت و دلیری سے نہایت خوش ہوکر گلے سے لگالیا۔

بل یعنے منجر آباد کے راجہ نے جب دیکھا کہ اہل و عیال اور نقد و جنس سب کچھ گرفتار ہوچکا ہے نواب کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی کا خواستگار

ہوا۔ اور اپنی جان بخشی کے عوض میں خزانہ سے لدے ہوئے پچاس اونٹ پیش کئے۔ نواب نے اس کی درخواست قبول کی اس کے اہل وعیال کو اس کے سپرد کیا۔ اور اس سے اقرار اطاعت لے کر اس کا ملک اسے بخش دیا۔

کورگ پر فوج کشی ۱۷۷۳ء

نواب حیدر علی خانبہادر بل سے آگے بڑھ کر کورگ کے علاقہ میں داخل ہوا۔ جب راجہ کورگ نے بالیگار بل کی خبر سنی تو نواب بہادر کی اطاعت کو غنیمت جانکر بہت سے تحفے تحائف نواب بہادر کی خدمت میں پیش کئے نواب بہادر نے اس کا ملک اس کے لئے بحال چھوڑا صرف مرکرے کے مرکزی قلعہ پر جو پہلے سے قبضہ حیدری میں تھا کچھ افزود سپاہ متعین کر دی۔

ملیبار پر فوج کشی

جب نواب بہادر کورگ میں تھا اس وقت ملیبار کے مظلوم ماپلے جو نایروں کی تعدی سے تنگ آ گئے تھے انہوں نے نواب حیدر علی خان بہادر سے امداد طلب کی۔ نواب نے امداد کے لئے ملیبار کی طرف فوج کشی کی۔

ملیبار میں دو قومیں بستی ہیں۔ ماپلے اور نائر ماپلہ مسلمان ہیں عرب تاجروں کی اولاد ہیں۔ انکا پیشہ تجارت ہے۔ نائر ایک

Marfat.com

ہندو قوم سے ہیں ان کے ہاں یہ دستور ہے کہ انکی ایک ایک عورت کئے کئے
بھائیوں یا مردوں سے شادی کر لیتی ہے۔ اس سے جو اولاد ہوتی ہے
وہ ماموں کی وارث سمجھی جاتی ہے۔

کنیا نور کے راجہ کی ایک لڑکی تھی وہ علی نام ایک
مسلمان نوجوان تاجر پر فریفتہ ہو گئی۔ راجہ نے آخر اسی کے ساتھ اس کی
شادی کردی۔ اور علی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس کے بعد علی علی راجہ
کے نام سے کنیا نور کا حاکم بنگیا۔

یہ حال دیکھکر نائروں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنا شروع
کردیا تو اس وقت انہوں نے امداد کی درخواست کی اس وقت نواب بہادر
نے فوج کشی کی علی راجہ نے نہایت شان و شوکت اور عقیدت سے حیدر علی کا
استقبال کیا۔ نواب بہادر نے بھی اس کی بہت خاطر کی اور اس کو اس
ملک کا واقف جانکر اپنے ساتھ لیلیا۔ دو تین دن تک فوج کو آرام دیکر
نواب بہادر نے کلی کوٹ کی طرف پیش قدمی کی راجہ جو کل مقابلہ کیلئے
آموجود ہوا اور لڑائی میں مارا گیا۔ بہت سے سرکش نائر قتل کئے گئے۔
نواب بہادر نے اس راجہ کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے
ہفت سالہ لڑکے کو مقید کر کے سرنگ پٹن کو بھیجدیا بعد میں وہ لڑکا
ایاز خان کے نام سے مشہور ہوا۔

Marfat.com

کلی کوٹ پر فوج کشی ۱۷۷۵ء

پھر نواب بہادر نے کلی کوٹ کے سرحد میں داخل ہو کر سرکش نائروں کو گرفتار کر کے قتل کیا اور کلی کوٹ کا محاصرہ کیا۔ راجہ نے دیکھا کہ بغیر اطاعت کے ملک و مال اور جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے تو نذر و پیش کش نواب کے حضور میں بھیجکر امن و امان کا طالب ہوا نواب حیدر علی خان بہادر نے اس کے نذر و پیش کش کو قبول فرمایا اور اسے امان دی اور اس سے ایک عہد نامہ لکھ کر کے اس کی عزت افزائی کی اور اسے شکر گذاری کا موقع دیا۔ جب اہل کورگ نے ایک مسلمان کی فرمانبرداری پر اسے لعنت ملامت کی تو بیچارے نے خودکشی کرلی۔ بعض مورخین کا یہ لکھنا کہ وہ محل کو آگ لگا کر اس آگ میں جل کر مر گیا واقعہ نہیں بلکہ استعارہ ہے۔ اسکے بعد نواب بہادر نے کلیکوٹ پر اپنا قبضہ کرلیا۔

کوچین پر فوج کشی

پھر نواب بہادر پیش قدمی کر کے کوچین میں داخل ہوا حاکم کوچین نے اٹھائیس ہاتھی بہت سے تحفے اور سات لاکھ روپیئے نواب کی خدمت میں بطور پیش کش حاضر کیئے اور فرمان برداری کا حلف اٹھاکر امان پائی۔

اس کے بعد حیدر علی خان بہادر نے علی راجہ کو اپنا امیر البحر بنایا اور اس کے بھائی کے ماتحت اپنی سب بندرگاہیں کردیں

Marfat.com

ایک جہازی بیڑہ تیار کرنے کے لئے لاکھوں روپئے دیئے۔ یہ بیڑہ بھی تیار ہوگیا جس کے ہر جہاز پر سلطنت حیدری کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد نواب بہادر سرینگا پٹن کی طرف لوٹ آیا۔

دوسری دفعہ سرا کی تسخیر ۱۷۷۳ء

مادھوراؤ کی وفات کے بعد

رگھوناتھ راؤ نے دریائے کرشنا تک کا تمام علاقہ سرکار حیدری کے ماتحت ہونے کی منظوری دیدی تھی چونکہ اس سے پہلے مادھوراؤ نے حیدر علی سے سرا کو فتح کرکے بھاماجی سندھیا کو وہاں کا حاکم بنا دیا تھا اور اب رگھوناتھ راؤ نے اس بھاماجی سندھیا کے نام ایک فرمان اپنے نسبتی برادر باجی راؤ کے ذریعہ بھیجا تھا۔ کہ قلعہ سرا نواب حیدر علی خان بہادر کے سپرد کردو۔

بھاماجی سندھیا نے اس فرمان کی تعمیل نہ کی اس لئے نواب حیدر علی خان بہادر نے بھاماجی سندھیا کی سرتابی سے ناخوش ہوکر شاہزادہ ٹیپو سلطان کے ماتحت ایک لشکر تسخیر سرا کے لئے بھیجا۔ شاہزادے نے سرا کو فتح اور بھاماجی سندھیا کو اسیر کرکے سرینگا پٹن روانہ کردیا۔

شاہزادے نے فتح سرا کے بعد مدگری اور دوسرے قلعے جن پر مادھوراؤ نے قبضہ کرلیا تھا ایک ایک فتح کرکے سلطنت خداداد میں شامل کرلئے۔

دوسری دفعہ دھاڑواڑ کی تسخیر ۱۷۷۳ء

مرہٹوں نے نواب بہادر کے
جو جو مقامات فتح کر لئے تھے نواب بہادر نے از سر نو انکو فتح کر لیا ایک قلعہ دھاڑواڑ کا جسپر مادہوراؤ نے قبضہ کر لیا تھا وہ مرہٹوں کے قبضہ ہی میں رہ گیا تھا نواب بہادر کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اپنا مفتوحہ علاقہ غیروں کے قبضہ میں دیکھے اسلئے وہ ایک لشکر کثیر لیکر دھاوے کرتا ہوا دھاڑواڑ کے قریب پہنچا اس وقت دھاڑواڑ میں حاکم مرج کا قلعدار لسونت راؤ تھا۔ اس نے بھی نواب بہادر کی آمد آمد کی خبر سن لی تھی اسوقت نواب بہادر نے دو معتمد ملازموں کو مرہٹی لباس پہنا کر ایک خط ایسا دیا کہ گویا حاکم مرج نے بھیجا ہے۔ اس میں تحریر تھا کہ حیدر علی خان بہادر فوج لیے آرہا ہے تم نڈر ہو کر مقابلہ کرنا ہم تمہاری مدد پر بہت جلد فوج بھیجدیں گے۔ یہ خط دیکھکر لسونت راؤ بہت خوش ہوا۔

نواب بہادر نے اپنی مسلح اور منتخب فوج کا ایک حصہ ایک معتمد افسر کے ماتحت بھیجدیا کہ وہ اس راستہ سے جو مرج کیطرف سے دھاڑواڑ کو آتا ہے چھپ چھپا کر آئے اور آپ فوج لیکر دوسری طرف سے دھاڑواڑ کی طرف بڑھا۔ فوج کے ان دو حصوں میں جنگ زرگری شروع ہوی بندوقوں کے خالی فیر ہوے نواب بہادر کی مسلح اور منتخب فوج کے سپہ سالار نے قلعہ کے دروازہ پر پہنچکر دروازہ کھولنے کو کہا تو

Marfat.com

بسونت راؤ اس خیال سے کہ یہ اس کی امدادی فوج ہے قلعہ میں سب کو بلا لیا
اس سپہ سالار نے بسونت راؤ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج
پر شب خون مارو۔ وہ فوراً اس کے کہنے میں آگیا ادھر ایک افسر کے ماتحت قلعہ
کی فوج کو نکالا ادھر قلعہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ بسونت راؤ گرفتار ہو گیا
بے سری مرہٹی فوج بھاگ گئی قلعہ پر نواب حیدر علی خان بہادر کا قبضہ ہو گیا
اس فتح کی خوشی میں نواب بہادر نے دل کھول کر سپاہ کو انعام و اکرام
دیا۔ وہاں اپنے ایک معتمد حاکم کو کافی فوج کے ساتھ متعین کر دیا۔

بلاری کی تسخیر ۱۷۷۵ء

بلاری کے حاکم نے ۱۷۶۹ء میں نواب
حیدر علی خان بہادر کی فوج کشی کے وقت دو لاکھ روپیے پیش کش روانہ
کر کے حیدر علی کی فرمانبرداری قبول کر لی تھی رفتہ رفتہ وہ بسالت جنگ
حاکم ادھونی کی اطاعت سے روگردانی کر کے اس سے منحرف ہو گیا تھا اس لئے
بسالت جنگ نے ایک لشکر عظیم کے ہمراہ بلاری کے حاکم کو گرفتار کر کے
بلاری پر قابض ہونا چاہا۔

یا بالفاظ دیگر نواب حیدر علی خان بہادر کے مقبوضات
و مفتوحات پر قبضہ کر لینا ضروری سمجھا اور مراری راؤ حاکم گتی کو بھی اس
کا ہم خیال تھا اور ہر طرح سے وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ بہر صورت نواب بہادر
کو زک پہنچے جاسوسوں کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ بسالت جنگ نے

Marfat.com

اپنے بھائی نظام حیدرآباد کو بھی اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی ہے اور اپنے سپاہ سالار ابراہیم خان دھونسا کے ماتحت جس کے ساتھ موشیر نالی اور اسکے فرانسیسی سپاہی بھی تھے۔ بلاری کی تسخیر کو روانہ کیا ہے اور انہوں نے جاکر بلاری کا محاصرہ کرلیا ہے اور ناظم مرج تانتیا مرہٹہ بھی ایک لشکر عظیم لیکر ان کی مدد کو آرہا ہے۔

ان خبروں کو سن کر نواب بہادر نے اپنے جرنیل محمد علی کمیدان کے ماتحت پانچ ہزار پیادے اور سات ہزار سوار دیکر اور راجی راؤ (خسر پورہ ترک راؤ) کے ماتحت مسلح اور سور ما سپاہ کی ایک جمعیت روانہ کی یہ دو نو دھاوے کرتے ہوئے پندرہ دن کی مدت میں دھارواڑ پہنچ گئے۔

ادہر سے تانتیا مرہٹہ ایک عظیم الشان لشکر لیکر جس میں تیس ہزار سوار آٹھ ہزار پیادے اور کئی توپیں تھیں نکلا۔ دسہرے کا دن تھا مرہٹے مست و مدہوش خراماں خراماں چلے آتے تھے یہ دیکھکر محمد علی نے اپنے سواروں کو کمینگاہ میں بٹھادیا اور آپ تھوڑے سوار اور پیادے لے کر ایک طرف نکل گیا جب مرہٹی لشکر مست اور بے خبر ادھر آیا تو کمینگاہ سے نکل سواروں نے وہ حملہ کیا کہ مرہٹوں کے پران چھوٹ گئے۔ اور محمد علی نے بھی اس وقت دوسری طرف سے حملہ کیا پھر کیا تھا مرہٹوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے تانتیا بھی زخمی ہوگیا۔ جو بچے ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور کئی مرہٹے

Marfat.com

عورتیں گرفتار ہوگئیں مال غنیمت کا نصف حصہ محمد علی نے وہیں فقیروں کو تقسیم کیا اور باقی مال نواب بہادر کے حضور میں روانہ کر دیا۔ اس فتح و فیروزی کو سنکر نواب بہادر نے سپاہ کو انعام اور محمد علی کو خلعت فاخرہ بھیجکر اطلاع دی کہ تم بسالت جنگ کی خبر لو میں بھی فوج لئے آرہا ہوں۔

اس حکم کے ورود کے ساتھ محمد علی نے بلاری کی طرف کوچ کیا اور نواب بہادر ادھر سے فوج لئے نکلا بلاری پہنچکر بسالت جنگ کی فوج میں ہلچل ڈالدی اس نے میدان چھوڑکر ادھونی کی راہ لی اور نواب حیدر علی خان بہادر نے قلعہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ سب کا سب سازو سامان اور خزانہ موجود ہے اور راجہ کہیں جنگل میں خوف کے مارے جا چھپا ہے کہ نواب بہادر کے ہاتھوں اسے تکلیف نہ پہنچے پھر اس کا کچھ پتہ نہ ملا کہ کیا ہوا۔

نواب بہادر نے سازو سامان ہتیار اوزار اور خزانہ پر قبضہ کرلیا اور اپنی طرف سے وہاں ایک حاکم مقرر کر دیا۔

کرڑپے کی تسخیر ۱۷۷۵ء

مرہٹوں نے جب میسور پر حملہ کیا تھا اس وقت نواب بہادر نے نواب کرڑپہ عبدالحلیم خاں سے تائید چاہی تھی اس وقت اس نے مدد نہ دی تھی علاوہ بریں یونہی جھوٹی خبر نواب حیدر علی خان بہادر کے انتقال کی اس نے سنی تھی تو خوشیاں منائی تھیں۔ علاوہ بریں نواب بہادر جب انگریزوں سے برسرپیکار رہتا تو اسوقت اس نے نواب بہادر کے

علاقہ میں لوٹ مار کی تھی ان وجوہات کے باعث نواب بہادر نے میر علی رضا خان کے ماتحت تسخیر کرڑپہ کیلئے ایک فوج بھیجی۔ میر صاحب نے پٹھانوں کا مقابلہ کر کے شکست پائی یہ خبر سنتے ہی نواب بہادر میر صاحب کی تائید کیلئے فوج لیکر یلغار کرتا ہوا چلا اور کرڑپہ کے متصل پہنچکر پٹھانوں کو شکست دی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اسوقت نواب کرڑپہ عبد الحلیم خاں کرڑپہ چھوڑ کر سدھوٹ کے قلعہ کو بھاگا نواب بہادر نے قلعہ فتح کر لیا اور تمام پٹھانوں سے ہتیار رکھوالئے اور صرف اسی ہزار افغانوں نے ہتیار نہ ڈالے تھے۔ نواب بہادر نے ان کو حراست میں رکھوا دیا۔

رات کو یہ افغان اپنے دربانوں کو قتل کر کے نواب بہادر کے ڈیرے میں گھس آئے فوراً نواب بہادر نے اپنے بستر پر تکیہ رکھ کے اوپر سے چادر اڑائی اور ڈیرے کے باہر چلا گیا اور اپنی سپاہ کو اطلاع دیکر ان افغانوں کو اسیر کروالیا پھر اسیر شدہ افغانوں میں سے بعض کو دوسرے روز صبح کو بہت بری طرح سے قتل کروادیا گیا۔ اور بعض کے ہاتھ پیر تڑوادیئے گئے اور بعضوں کو ہاتھیوں کے پاؤں سے بندہوا کر روندا یا گیا پھر سدھوٹ پر حملہ کر کے نواب عبد الحلیم خان اور اسکے اہل وعیال کو گرفتار کر کے سرنگپٹن بھیجدیا گیا۔ اس موقعہ پر یل۔ بی۔ بورنگ لکھتا ہے کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے عبد الحلیم خان کی حسین اور مہ جمال بہن سے نکاح کر لیا۔ اور اس کا نام بخشی بیگم رکھا۔

Marfat.com

گُتی کی تسخیر ۱۷۷۵ء

گتی کا علاقہ پہلے نواب کڑپہ کے ماتحت تھا۔ اُس نے مرہٹوں کو ہر سال چوتھ دینے کے عوض یہ علاقہ ان کے ماتحت کر دیا تھا مرہٹوں نے اپنی طرف سے مراری راؤ کو یہاں کی حکومت دیدی تھی جہاں پہاڑیوں سے گھرا ہوا ایک سنگین قلعہ تھا۔ چونکہ اس نے میسور کی پہلی جنگ میں حیدر علی خان بہادر کے خلاف انگریزوں کی تائید کی تھی۔ اس کا انتقام لینا لازمی تھا۔ اسلیئے نواب بہادر نے گتی میں پہنچکر لوٹ مار کا حکم دیدیا اور بعد قلعہ گتی کا محاصرہ کرلیا اور اطراف خبر گیر مقرر کردیئے کہ مرہٹوں کو اس محاصرہ کی خبر پہنچنے نہ دیں ایک مدت کے محاصرہ کے بعد بیرونی حصار پر قبضہ ہوگیا لیکن قلعہ کے اندرونی حصار ناممکن التسخیر نظر آتے تھے۔ اس وقت حیدر علی خان بہادر نے مراری راؤ کو کہلا بھیجا کہ تم قلعہ چھوڑ دو تو تمہیں آرام پہنچایا جائیگا۔ ورنہ بہ تقوڑا علاقہ چھوڑ دیا جائیگا۔ مگر اس نے نہ مانا پر نہ مانا۔ اس وقت حیدر علی خان بہادر نے قلعہ شکنی کا حکم دیدیا قلعہ بہت سنگین تھا۔ جلد فتح نہ ہو سکا۔ مگر حیدر علی خان بہادر نے بھی محاصرہ نہیں اٹھایا۔ اس مدت میں قلعہ میں جو تالاب تھا اس کا پانی گھٹنے لگا۔ اس وقت مراری راؤ نے اپنے ایک مسلمان افسر کو ایلچی بنا کر مصالحت کے لئے نواب بہادر کے پاس روانہ کیا۔ نواب بہادر نے بڑی گرم جوشی سے اسکا استقبال کیا۔ اس کے ساتھ نہایت عزت و توقیر کا برتاؤ کیا اثنائے گفتگو میں معلوم کرلیا کہ قلعہ کے تالاب کا پانی گھٹ گیا ہے۔ یونہی سلسلہ سخن جاری رہا

Marfat.com

اور آخر میں نواب بہادر نے کہدیا کہ کسی صورت سے مصالحت ہو نہیں سکتی اس وقت وہ ایلچی واپس گیا چند ہی روز میں پانی کے ختم ہو جانے سے قلعہ کی فوج العطش العطش کہتی ہوئی باہر نکلی۔

اس وقت حیدر علی خان بہادر نے مراری راؤ کو مع اس کے اہل وعیال کے گرفتار کر کے فوجی بدرقہ کے ساتھ سرینگ پٹن روانہ کردیا اس کے تمام سازوسامان اور خزانہ پر قبضہ کرلیا۔ اور وہاں انتظام کے لئے اپنی طرف سے قلعدار کو مقرر فرمایا۔

دوسرے مفتوحات ۱۷۷۵ء

نواب حیدر علی خان بہادر نے گٹی کو فتح کرکے وہاں انتظام کرنے کے بعد دوسرے علاقوں کی طرف اپنی عنان توجہ موڑی چنانچہ اس سال بلاری۔ رائے درگ۔ کن گگری۔ ہنگنور۔ وغیرہ کے پالیگاروں کو شکست دے کران کے علاقے سلطنت خداداد میں شامل کرلیے۔

چیتلدرگ کی تسخیر ۱۷۷۹ء

چیتلدرگ کے پالیگار ذات کے بیڈر تھے ترپتی کے قریب موضع جارکلی انکا وطن تھا۔ انہوں نے اپنا وطن چھوڑ کر موضع ترتادری کو اپنا قیام گاہ بنالیا تھا پھر بتدریج اطراف کے قریوں پر قابض ہوتے چلے گئے آخرکار چیتلدرگ پر بھی ان کا قبضہ ہوگیا۔ اس ریاست کا بانی ہمنپا نایک تھا اس کے بعد کئی پالیگار ہوئے ایمن تمپا نایک کو ۱۵۰۸ء میں راجہ وجیانگر نے

Marfat.com

فوجداری دیگر ملکمرے میں ٹھہرا پھر اسے ہر یور کی فوجداری دی آخر کار اسے چیتلدرگ
ہی پر مامور کر دیا یہ پالیگار ایک ہوشیار اور من چلا آدمی تھا اس نے بتدریج اپنی
فوج بڑھا کر طاقت حاصل کر لی اور وہاں ایک قلعہ بھی بنا لیا اس کے بعد
اس کے جانشینوں نے قلعہ کی مضبوطی پر کمر باندھ کر اسے مضبوط کر لیا۔

جب ویجانگر کی سلطنت کے پرخچے اڑ گئے تو چیتلدرگ
کے پالیگاروں نے راجہ ویجانگر کی خراج گزاری کا جوا اپنے کندھوں سے اتار
کر پھینکا اور آزادی حاصل کر لی پھر مائی کنڈ اسنتے بنور ہلل کرا انجی
اور جگلور وغیرہ مقامات پر فتح حاصل کر کے اپنے علاقہ میں ملا لئے اس زمانہ میں
چیتلدرگ کی آمدنی ۶۵ ہزار ہون تھی۔ اس کے جانشینوں نے بھی اپنے علاقہ
کو وسیع کرنے میں کوتاہی نہ کی آخر کار کستوری رنگپا نام پالیگار نے مرہٹوں کے
ساتھ ربط وضبط بڑھا کر ہو دے ہال کے علاقہ کو ریاست چیتلدرگ میں شامل
کر لیا۔ مذکورہ بالا کستوری رنگپا کے بعد اس کا بیٹا مدکرے نایک ۱۷۵۱ء
میں پالیگار بنا۔ اس نے مرہٹوں کی امداد سے اپنی حکومت کو استوار کر لیا اس وقت
نواب حیدر علی خان بہادر نے بہت سے پالیگاروں کو زیر کر کے بعض کو اپنا
خراج گزار بنا لیا اور بعض کو حکومت سے بے دخل کر دیا تھا ادھر نواب بہادر
طاقتور اور ادھر مرہٹے پر زور تھے۔ بے چارہ مدکرے نایک حیران تھا کہ کس
کا ساتھ دے۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے رائے درگ۔ ہرپن ہلی کے پالیگاروں

کو زیر کرنے کے بعد مدکرے نایک کو اطلاع دی کہ وہ پیشی میں حاضر ہو جائے بے چارہ خوف کے مارے انجان ہو گیا۔ اس لئے نواب بہادر نے غارت گر سواروں کے دستے لیکر چیلدرگ کے علاقہ میں داخل ہو کر ہر طرف لوٹ مار سے ایک تہلکہ ڈالدیا اس وقت مدکرے نایک نے دو لاکھ روپے نذرانہ بھیجکر سالانہ آٹھ لاکھ روپیئے خراج ادا کرنے کے وعدے پر نواب بہادر کو رضامند کر لیا۔

نظام اور مرہٹوں نے متفق ہو کر ۱۷۶۷ء میں ملک میسور پر چڑھائی کی اسوقت نواب حیدر علی خان بہادر نے مدکرے نایک کو اپنی تائید پر بلایا اس نے اسکی تائید نہ کی بلکہ اس کے برخلاف مرہٹوں کے ساتھ مل گیا۔ اور ان کا دست بنکر انکی لوٹ مار میں مدد دینے لگا اس لئے نواب بہادر نے مرہٹوں کا پیچھا چھڑانے کے بعد آٹھ ہزار سپاہیوں کی ایک جمعیت لیکر چیلدرگ پر چڑھائی کی اس وقت مدکرے نایک قلعہ بند ہو کر نواب بہادر کی مدافعت کرتا رہا یہی نہیں بلکہ اسکی فوج قلعہ سے باہر نکلکر نواب بہادر کے فوجیوں پر ٹوٹ پڑتی اور جو ملتا اس کا سر کاٹ کر رفوچکر ہو جاتی تھی۔ اس سے نواب بہادر کی سپاہ کا دم ناک میں آگیا تھا۔

قلعہ پر سے تیروں اور بانوں کی مسلسل بارش ہوتی رہتی تھی اس کے جواب میں نواب بہادر کی فوج والے گولے اور گولیوں کی قلعہ پر بوچھاڑ کرتے رہتے تھے۔ مدت گذر گئی مگر قلعہ مفتوح نہ ہو سکا اس وقت نواب بہادر نے بہادری کے عوض تدبیر سے قلعہ فتح کرنا چاہا۔

Marfat.com

اس وقت نواب بہادر نے دشمن کی فوج کے بعض سپاہیوں کو توڑ لیا۔ اور اتفاقاً مدکرے نایک کے سالے قلعہ سے باہر کسی مندر کو پرستش کے لئے آئے تھے۔ دشمنوں نے مدکرے نایک سے کہدیا کہ وہ حیدر علی خان سے ملے ہوئے ہیں۔ اس وقت مدکرے نایک نے اپنے خسر کو مار ڈالا جب یہ خبر اسکے سالوں کو معلوم ہوی تو وہ بھی حیدر علی خان بہادر کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے قلعہ کے راستے دروازے وغیرہ ایک ایک چیز کا پتہ دیدیا۔ جس سے نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج آسانی کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئی:

مدکرے نایک اور اس کے اہل وعیال گرفتار ہوکر سرینگ پٹن بھیجدیئے گئے۔ علاوہ بریں وہاں کے بیس ہزار بیڈر سری رنگ پٹن میں لاکر بسائے گئے تاکہ شہر سرینگ پٹن کی آبادی میں اضافہ ہو۔ اس کے بعد نواب بہادر نے ایاز خاں کو چیتلدرگ کی قلعداری دیدی۔

بعض متعصب مورخ یہ لکھتے ہیں کہ حیدر علی خان بہادر نے ان بیس ہزار بیڈروں کو مسلمان بنایا۔ ان میں جو فوجی خدمت کے لائق تھے ان کی ایک فوج مرتب کرکے اس کا نام چیلا فوج رکھا۔ اور یہ فوج بڑی جانباز اور بہادر نکلی جس سے نواب بہادر کی طاقت میں اضافہ ہو گیا۔

نظام حیدر آباد کی فوج کشی ۱۷۶۶-۶۷ء

نواب نظام علی خان نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے پٹھانوں کے سارے علاقے دبا لئے ہیں تو اس نے ظفر الدولہ مبارز الملک کے ماتحت ایک بڑا سا لشکر لیکر کوچ کیا۔ کرنول کے قریب پہنچے تو وہاں کے حاکم نے پیش کش بھیجا وہ لیکر آگے بڑھے اور مقام دو دن میں ٹھیرے اور منمرگ جو نواب حیدر علی خان کے قبضہ میں تھا اسے لوٹ لیا اور گنجی کوٹہ کی طرف پیش قدمی کی۔

یہ خبر سنکر نواب حیدر علی خان بہادر کوچ کرتا ہوا۔ اُدھر پہنچا اس وقت بسالت جنگ نے نواب بہادر کی یلغار کی خبر سن کر مبارز الملک کو اطلاع دی کہ نواب حیدر علی خان بہادر آرہا ہے وہاں ٹھیرنا مناسب نہیں۔ یہ خبر پاکر مبارز الملک وہاں سے کوچ کرکے مدکرا پر سے ہوتا ہوا آگے بڑھا اور داہونی کو پہنچ گیا۔ مبارز الملک مدکرا سے نکلا ہی تھا کہ دوسرے روز حیدر علی خان بہادر نے مدکرا میں جو داہونی سے ۲۵ میل فاصلہ پر تھا پہنچکر اپنا پڑاؤ ڈالا۔ مبارز الملک نے اب یہ سوجھی کہ گتی پر حملہ کرکے فتح کرلے۔ حیدر علی خان بہادر مبارز الملک کے منصوبہ کو معلوم کرکے اس کے پہنچنے سے پہلے گتی میں جاکر داخل ہوگیا

اس عرصہ میں نواب حیدر علی خان بہادر کو خبر ملی کہ

Marfat.com

مرہٹوں کی بڑی سی فوج ہری پنڈت پھڑکیا کے ماتحت مبارز الملک کی تائید کو آرہی ہے۔ ہری پنڈت پھڑکیا گجیندر گڑھ جو حیدر علی خان بہادر کے ماتحت ہے اسپر لوٹ مار کرنا چاہتا ہے۔ مبارز الملک نے جب سنا کہ گجیندر گڑھ میں مال غنیمت بہت ملیگا تو ہری پنڈت پھڑکیا کے پہنچنے سے پہلے جاکر گجیندر گڑھ کو لوٹ لیا اور یہاں اسے اس کے حسب خیال بہت سا مال غنیمت ملا۔

ہری پنڈت پھڑکیا اور مبارز الملک دونوں ملکر سلطنت حیدری پر چڑھائی کرنے کے منصوبے باندھنے لگے۔ نواب حیدر علی خان بہادر نے اس وقت بہت سا روپیہ خفیہ طور پر دیکر ہری پنڈت پھڑکیا کی فوج میں شورش کرادی۔ اور وہ ڈر کر واپس چلا گیا اور مبارز الملک کو یہ دیکھ کر کہ ہری پنڈت پھڑکیا ڈر کر واپس چلا گیا ہے تو اکیلا حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ وہ بھی واپس حیدرآباد چلا گیا۔ پھر حملے کی تیاریاں کیں مگر جنگ کی آگ میں کودنے کو اچھا نہ جانکر خاموشی اختیار کی اور حیدر علی خان بہادر بھی چونکہ اسے انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنی تھی۔ اپنے مقبوضات کا انتظام کرکے سرینگ پٹن کیطرف لوٹ آیا۔

بہت افسوس کی بات ہے کہ نظام حیدرآباد نے صرف ہوس سے نواب بہادر کو چھیڑا اور منہ کی کھائی۔ کاش وہ اپنی اور نواب بہادر کی قوت کا اندازہ کرتا تو اسے اس طرح زک اٹھانا نہ پڑتا۔

ساتویں فصل
مرہٹوں کے حملے

مرہٹوں کا پہلا حملہ ۱۷۶۳ء

بدنور کی فتح سے سلطنت میسور کا ڈانڈا مرہٹوں کے ملک سے جا ملا یہ بات مرہٹوں کو بالکل پسند نہ تھی وہ پہلے سے میسور پر چڑھائی کرنے کے ہی خیال میں تھے کہ بدنور کے بعض مفسدہ پردازوں نے حیدر علی خان بہادر کے خلاف خفیہ سازشیں کرکے مرہٹوں کی تائید چاہی ۔ اس وقت مادہوراؤ ایک نوجوان اور بہادر پیشوا تھا ۔ انکی دعوت کو لبیک کہا ۔ ۶۰ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیدل کا ٹڈی دل لیکر بدنور پر چڑھ آیا نواب حیدر علی خان بہادر نے میدان میں اسکا مقابلہ کرنے کے بجائے بدنور میں قلعہ میں نشین ہوکر نہایت بہادری سے اسکی مدافعت کرنی شروع کی مرہٹی فوج کے بعض دستے میسور کی طرف پیش قدمی کرنے لگے ۔ نواب بہادر کے مختلف جرنیل اپنی غارت گر سپاہ سے اُنپر چھاپے مارتے اور جو چیز ہاتھ آجاتی وہ لیکر چلپت ہوجاتی الغرض نواب بہادر کی اس قزاقانہ لڑائی سے مرہٹے بہت تنگ آگئے اور اسوقت مادہوراؤ نے نواب شاد لوزا اور راجہ چیتلدرگ کو اپنے ساتھ

ملا کر عزم بالجزم کرلیا کہ میسور کو فتح کرکے چھوڑیگا۔

ماد ہوراؤ نے سرا پر فوج کشی کی تو میر علی رضا خان قلعدار سرا نے جو نواب حیدر علی خان بہادر کا نسبتی برادر تھا اور اس سے پہلے ماد ہوراؤ کا ممنون ہوچکا تھا بے لڑے جھگڑے قلعہ مادہوراؤ کے سپرد کرکے اس کی ملازمت اختیار کرلی۔ مادہوراؤ نے پیش قدمی کرکے مدگری۔ بڑا بالاپور چک بالاپور پر قبضہ کرلیا۔ قلعدار چک بالاپور بدرالزماں خان نائطہ اگرچہ بڑا بہادر اور وفادار آدمی تھا مگر دشمنوں کی کثیر فوج کو دیکھکر قلعہ ان کے حوالے کرکے کرڑپہ کیطرف بھاگ گیا۔ مادھوراؤ نے آگے بڑھکے کولار۔ مرباگل اور گرملکنڈہ وغیرہ مقامات ایک ایک فتح کرلیئے۔ میر علی رضاخاں کو گرملکنڈہ جو پہلے اسکے باپ دادا کی جاگیر تھی بطور جاگیر دیکر وہاں کا فوجدار بنادیا۔ اس کے بعد مادہوراؤ نے سریرنگ پٹن کی طرف عنان عزیمت موڑی۔ چنتامنی۔ امباجی درگ۔ سلگٹہ۔ ان مقامات میں ٹھہرتا ہوا آگے بڑھا۔ ماکلی درگ وغیرہ مقامات میں حیدر علی خان بہادر کے غارت گر سواروں کے دستے چھپے بیٹھے تھے جنہوں نے چھاپے مار مار کر دشمن کی بڑی سی فوج کو بوکھلا دیا۔ مادہوراؤ اگرچہ ایک جری اور بہادر آدمی تھا لیکن حیدر علی خان بہادر کی کاردانی اور معرکہ آرائی نے اسے تنگ کردیا اور وہ جنگ سے بیزار ہوگیا اس موقع کو غنیمت جان کر نواب حیدر علی خان بہادر نے بہت سے تحفے تحائف اور سات لاکھ روپیئے نذرانہ دیکر مادہوراؤ کے پاس اپنے وکیل بھیجے ان وکیلوں نے جنگ کی دشواریوں کو

سمجھا کر حیدر علی خان بہادر کو اپنا معاون سمجھکر پونا کو واپس لوٹ جانے اور خلق خدا کو عذاب سے بچانے کی درخواست کی۔ مادھوراؤ نے ان تحفہ تحائف کو قبول کرلیا اور حیدر علی خان کے وکیلوں کو خلعت دیکر رخصت کیا اور آپ پونہ کی طرف چلا گیا۔

مرہٹوں کا دوسرا حملہ ۱۷۶۷ء

مرہٹوں کے چلے جانے کے بعد نواب بہادر نے لشکر کو ساز و سامان سے خوب لیس کرلیا اور بدنور کے سرکشوں کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا۔ جب نواب بہادر نے بدنور کا بخوبی بندوبست کیا تو صوبہ دار سراجو مادھوراؤ کیطرف سے مقرر ہوچکا تھا اس نے مادھوراؤ کو اطلاع دیدی کہ نواب حیدر علی خان بہادر سرا پر حملہ کرے بغیر نہیں رہیگا۔ اس کی دست برد سے پہلے انتظام کرلیا جائے یہ خبر سن کر مادھوراؤ فوراً ایک ٹڈی دل لشکر لیکر نواب بہادر کے مقبوضات پر متسلط ہونیکی غرض سے نکلا۔

نواب بہادر نے بھی لسواپٹن اور شیموگہ سے گذر کر دریائے تمھدرا کو عبور کیا۔ ہری ہر اور ہرنی ہیں قیام کیا مرہٹے نواب بہادر کے علاقہ پر بتدریج قبضہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ شکارپور کے متصل دونو فوجوں کا مقابلہ ہوا اس وقت راجہ چیلدرگ بھی نواب کے ہمرکاب تھا اور نواب شاد لوز مرہٹوں کے ساتھ تھا۔ نواب بہادر کے لشکر نے اس مڈبھیڑ میں خوب داد مردانگی دی۔

ہر روز دونو طرف کے لشکر میدان میں آکر اپنی اپنی جلادت
دبہادری کا ثبوت دیتے رہے۔ ایک روز رات کو نواب بہادر نے سپاہیوں
کو منتخب کرکے شبخون مارا لیکن راستے کے ہیر پھیر سے دشمنوں کے لشکر تک پہنچنے
میں صبح ہوگئی۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے نواب بہادر کی فوج کو گھیر لیا نواب
نے توپوں سے گولہ باری کرنے کا حکم دیدیا بدقسمتی سے ایک توپ بھی نہ چلی اس
وقت سپاہیوں نے بندوقوں سے چند شلکیں ماریں۔ آخر نواب کی فوج
میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی مرہٹی فوج نے بہت دور تک اس کا تعاقب کیا
اور نواب بہادر نے بھی بھاگ کر اپنی جان بچائی اور ایک درخت کے پیچھے
جھاڑی میں پناہ لی۔

اس وقت نواب کے طنبورچی ادھر آنکلے اور ادب
بجالائے اس وقت نواب بہادر نے حکم دیا کہ فتح کی نگلی بجاؤ انہوں نے کئے
طرح سے فتح کی نگلیں بجائیں ان نگلوں کی آواز پر ساری فوج وہاں
اکھٹی ہوگئی اور مرہٹے یہ سمجھکر کہ میسور سے تازہ فوج آگئی ہے میدان چھوڑکر
بھاگ نکلے۔ اس وقت نواب بہادر کے سپاہیوں کو گھوڑوں کا بہت سا
مال اور سامان حرب ملگیا۔ نواب بہادر نے اپنی فوج کے زخمیوں کی مرہم پٹی
بخوبی کروائی اور چند دن تک اسی جگہ قیام کیا اور دشمنوں کی فوج میدان سے
بھاگ کر سیدھا وہ جا بنکاپور پہنچی اس اثنا میں بارش شروع ہوگئی دشمنوں نے
وہیں قیام کیا اور آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی اور حاکم مرج گوپال راؤ کو میسور پر

Marfat.com

فوج کشی کرنے کا حکم دیدیا۔ وہ شہروں کو لوٹتا غارت کرتا ہوا دریائے تمبھدرا کو عبور کرکے چیلدرگ کے علاقہ میں پہنچا اور وہاں اپنے ظلم و ستم سے رعایا پر قیامت ڈہادی یہ حال سنکر نواب بہادر نے چیدہ سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر لیکر یلغار کرتا ہوا دشمنوں کو آلیا اور اس شدت سے حملہ کیا کہ مرہٹوں کی جمیعت کا شیرازہ بکھر گیا مرہٹوں نے وہاں سے بھاگ کر قلعہ سرا میں پناہ لی اور اور نواب بہادر کے غارت گر سواروں نے بھگوڑوں کا تعاقب کرکے پانچ ہزار گھوڑے اسی ہاتھی اور نوسے اونٹ چھین لئے اور اس سال اس شدت کی بارش ہوی کہ جل تھل سب بھر گئے اور سردی بھی اس غضب کی ہونے لگی کہ جسمیں فوجوں میں حرکت کرنے کی تاب و طاقت نہ رہی اور مرہٹوں کے بعض امرا جنگ سے پہلوتہی کرنے لگے ایک سال سے زیادہ کی مدت تک فوج کشی کرنے اور تکلیف اٹھانے کے باوجود مرہٹوں کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوسکا۔ اس وقت نواب بہادر نے اپنے وکلاء مادہوراؤ کے پاس بھیجے۔ انہوں نے اسے صرف دو لاکھ روپیئے نذرانہ لیکر واپس جانے پر راضی کرلیا۔ اس کے بعد نواب بہادر نے سرینگ پٹن کی طرف مراجعت کی اور چند روز کے بعد کولار وغیرہ مقامات پر دوبارہ اپنا قبضہ کرلیا۔

مرہٹوں کا تیسرا حملہ ۱۷۷۱ء

مرہٹے پہلی اور دوسری دفعہ میسور پر حملہ کرکے ناکام ہوچکے تھے اسلیئے اس دفعہ انہوں نے بڑے لاؤ لشکر اور ساز و سامان کے

ساتھ میسور پر چڑھائی کی۔ انہیں اپنے لشکر کی کثرت سے یقین تھا کہ وہ اس دفعہ میسور کو فتح ہی کر لیں گے۔

مرہٹوں نے اپنی فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ مادھو راؤ نارائن راؤ۔ ترمک راؤ۔ گوپال راؤ۔ باپو راؤ۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک حصہ کو اپنے کمان میں لیلیا۔ دشمنوں کی اس فوج کے مقابلہ میں نواب حیدر علی خان بہادر بھی بارہ ہزار سوار تئیس ہزار پیادہ اور بہت سی توپیں لیکر نکلا اور اپنی فوج کے پانچ حصے کرکے سردار خان۔ ٹیپو سلطان۔ میر صاحب فیض اللہ خان۔ سید محمد۔ ان پانچ سپہ سالاروں کی کمان میں ایک ایک حصہ دیا اور آپ خود چیدہ سوار اور پیادے لیکر دشمنوں کی ضیافت کا سامان کرنے لگا۔

نواب بہادر نے ٹیپو سلطان اور میر صاحب کو بدنور کی طرف بھیجا اور تاکید کردی کہ مرہٹی علاقہ سے جو رسد بھی آئے چھاپے مار کر چھین لی جائے اور گورنر مدراس سے عہد نامہ مدراس کے مطابق فوجی تائید طلب کی۔ گورنر مدراس نے عہد نامہ کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نواب حیدر علی خان بہادر کی مدد نہ کی۔ اور اسے اپنا دشمن بنا لیا۔

مرہٹے لوٹ مار کرتے اور عمدہ مقاموں پر اپنا قبضہ جماتے رعایا کو ستاتے انکے غذائی اشیا کو جلا کر خاک کرتے جاتے تھے جب نواب حیدر علی خان بہادر کو انگریزوں کی تائید سے مایوسی ہوئی تو اس نے اپنا ایک

سفیر مادھوراؤ کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی اس کے جواب میں مادھوراؤ نے ایک کروڑ روپیہ کا مطالبہ کیا پھر مادھوراؤ نے نجگل کے قلعہ کی طرف توجہ کی نواب بہادر نے قلعہ کی حفاظت کے لئے سردار خان کو مامور کیا۔ جنگ شروع ہو گئی سردار خان نے اپنی خداداد جرارت اور کاردانی سے ایک مدت تک قلعہ کو بچائے رکھا۔ مرہٹے دانت پیس پیس کر حملہ کرتے تھے چیلدرگ کے پالیگار اور اسکی فوج کی مدد سے قلعہ تو فتح ہو گیا مگر نارائن راؤ زخمی ہو گیا قلعہ مرہٹوں کے قبضہ میں آگیا اور مادھوراؤ نے اپنا رعب قائم کرنے کے خیال سے سردار خان کے سوا جو سپاہی گرفتار ہوئے انکی ناک اور کان کٹوا دیئے۔

نجگل کے قلعہ کو فتح کرنیکے بعد مادھوراؤ پھر پونا کی طرف لوٹ گیا۔ اور اپنے زخمی بھائی نارائن راؤ کو بھی ساتھ لیگیا جاتے ہوئے ترمک راؤ کو تمام فوج کی سرداری دیدی اور فتح میسور کی تاکید کردی۔

چن کرلی کی جنگ

پرچہ نویسوں نے اطلاع دی کہ مرہٹہ ترمک راؤ سرینگ پٹن پر حملہ کرنے والا ہے یہ خبر سنکر نواب بہادر نے راستہ ہی میں جالیا میل کوٹہ کے قریب چن کرلی میں دونوں فوجوں کے سامنا ہوا۔ میسوری فوج کے بہت سے سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ لالہ میاں شہید ہوئے چند سپہ سالار گرفتار ہوئے اور بہت سے سپاہی زخمی ہو گئے علاوہ بریں جن اونٹوں پر بارود گولا لدا تھا ان میں آگ لگ گئی جس سے بہت سے فوجی مارے گئے اور

Marfat.com

باقی ماندہ فوج اور سپہ سالار مرہٹوں کی فوج سے مغلوب ہو کر اس خیال سے کہ جان بچی لاکھوں پائے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اتنے میں شام ہو گئی اندھیرا چھا گیا۔ نواب بہادر تن تنہا پہاڑوں جنگلوں ندی نالوں کو طے کرتا ہوا پیش از صبح سرینگ پٹن پہنچ گیا۔ شاہزادہ ٹیپو سلطان بھی مرہٹی فوج کے سوار کے لباس میں سرینگ پٹن پہنچا۔ پھر بہت سے سپاہی اور سپہ سالار ایک ایک کر کے آ گئے۔ یہاں قدردان نواب نے بجائے اس کے کہ اپنے سپہ سالاروں اور سپاہیوں سے ناخوش ہوتا سونے کی تھالیوں میں روپیہ بھر بھر کر ان کو دیا۔ ادھر چرکولی کے پاس مرہٹوں نے وشی کدر سے یسین خاں کو جو بالکل نواب کا ہم صورت تھا۔ نواب بہادر سمجھ کر گرفتار کر لیا۔ اس نے بھی اپنے تئیں نواب حیدر علی خاں بہادر بتلایا۔ پھر مرہٹے خوشی سے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے اور سات آٹھ دن تک لوٹ کھسوٹ میں رہے اور ظالموں نے مسلمانوں کے منڈر کو بھی لوٹ ڈالا جہاں ان کو بہت سے ہیرے جواہر اور زر و زیور ہاتھ لگا۔

اس آفت خیز ہوش ربا واقعہ میں محمد علی کمیدان بھی زخمی ہو گیا۔ باوجود اس کے اس دلاور نے اپنی سپاہ کو لئے ہوئے پہاڑ پر چڑھ کر پناہ لی اور صبح تک برابر دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار بھوک اور پیاس کی شدت سے سب سپاہی عاجز ہو گئے اس وقت اس نے اپنی شمشیر میان میں کر لی اور اس کی سپاہ نے ہتیار ڈال دیئے اس کی بہادری

دیکھکر ترنک راؤ بھی عش عش کرنے لگا۔ آخرکار محمد علی کو اپنے پاس بلایا عزت سے بٹھایا۔ اور اسکی بہت خاطرداری کی۔ اور اپنی فوج میں داخل ہو جانے کی ترغیب دی۔ اسوقت محمد علی بھی حیلہ کر کے کہ وہ پہلے اپنے بال بچوں کی خبر لے اور بعد میں اسکی دعوت کو منظور کرے اپنی ہی سپاہ کو لیکر روانہ ہوا رات ہو چکی تھی راستہ میں تقریباً دو ہزار مرہٹی سپاہی اپنی بندوقوں کو سرہانے کے مانند کھڑی کر کے مست سو رہے تھے اس وقت اس بہادر نے اپنے سپاہیوں کو بندوقوں پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا … لیا اور غنیم کو جہاں سوتے تھے وہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا اسکے بعد بہادر اپنی فوج کو لیکر سرینگاپٹن آیا اور قلعہ میں داخل ہوا۔ قدردان نواب بہادر نے محمد علی کو اپنے گلے سے لگالیا زر و جواہر اور خلعت فاخرہ عطا کیا اور اس کے تمام سپاہی انعام بادشاہی سے مالامال اور سرفراز ہو گئے۔

مرہٹے چھ سات دن تک لوٹ کھسوٹ اور غارت گری میں مشغول رہے۔ اس اثنا میں نواب بہادر کے تمام سپاہی ایک ایک کر کے سرینگاپٹن آ پہنچے۔ باشندگی تنخواہ دے … لیکن نئی فوج کی بھرتی کی گئی قلعہ کی فصیلوں اور برجوں پر … توپیں … لگادی گئیں اور وہاں گولہ انداز کو بٹھادیا گیا۔ جب ترنک راؤ کو معلوم ہوا کہ گرفتار شدہ آدمی حیدرعلیخان بہادر نہیں ہے بلکہ اس کا ایک فدائی ہے تو اپنی نادانی پر بہت نادم ہوا اور اس گرفتار شدہ افسر کی نمک حلالی اور جانثاری پر آفریں کہی۔

اسکے بعد ترنبک راؤ نے اپنے لشکر کو آگے بڑھا کر سرینگ پٹن کا محاصرہ کرلیا اور گولہ باری شروع کردی ایک برس تک مرہٹے قلعہ کا محاصرہ کئے رہے اس اثنا میں محمد علی نے قلعہ سے باہر نکلکر وہ حملے کئے کہ مرہٹوں کا ناک میں دم آگیا اس وقت حیدر علی خان بہادر نے اپاجی رام نامی ایک لائق اور دوراندیش آدمی کو اپنا وکیل بناکر مصالحت کے لئے ترنبک راؤ کے پاس روانہ کیا اس نے بالکل نہ مانا۔ جابجا اپنے لشکر کو پھیلا دیا یہ دیکھ کر محمد علی کمیدان اور شہزادہ ٹیپو سلطان نے اپنے حملوں شب خونوں اور چھاپوں سے مرہٹوں کی فوج کو جب تھس نھس کردیا تب کہیں ترنبک راؤ نے نقد دو لاکھ روپیہ علاوہ بریں گرم کنڈہ۔ چن رائے درگ۔ مدگری اور سرا کے علاقے لیکر صلح کرلی اور کھاماجی سندھیا کو اپنا نائب بناکر سرا میں ٹھیرایا اور آپ پونا کو چلا گیا۔

سنہ ۱۷۷۲ء میں پیشوا مادھو راؤ پونا میں مرگیا تو اس کی موت کے ساتھ مرہٹوں کی ترقی کا سیلاب بھی رک گیا۔ اور انکے مجموعہ میں نااتفاقی پیدا ہوگئی۔ وہ خود آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ اس موقع کو غنیمت جانکر نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنے نوجوان شہزادے ٹیپو سلطان کو حکم دیا کہ مرہٹوں کے سپرد کردہ علاقہ دوبارہ فتح کرے۔ شہزادہ ٹیپو سلطان نے اپنے اکثر مقامات کو فتح کرلیا اور مرہٹی فوج کو میسور کی سرحد سے بھگا ڈالا یہی نہیں بلکہ آگے بڑھ کر دریائے کرشنا تک مرہٹی علاقہ کو فتح کرکے سلطنت خداداد میں شامل کرلیا۔

Marfat.com

رگھوبا کیساتھ عہد نامہ

پیشوا مادہو راؤ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی نارائن راؤ پیشوا بنا مگر اس کے چچا رگھوبا نے اسکو قتل کرکے آپ پیشوا بنکر اطراف واکناف کے ممالک کی فتوحات پر کمر باندھی۔ اسی وقت نواب بہادر نے اپنے دو غیرو نکیا ابا جی راؤ لو رگھوبا کے پاس معہ تحائف گرانبہا روانہ کیا۔ اس نے نہایت خوشی سے ان دونوں غیروں کا استقبال کیا۔ اور نواب بہادر کی درخواست منظور کرکے لکھدیا کہ دریاے کرسشنا کا تمام جنوبی علاقہ حکومت میسور کے ماتحت اس شرط پر مان لیا جاتا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو نواب بہادر اس کی مدد کرے اور رگھوبا نے بھاجی سندھیا کے نام جو سرا پر امور تھا ایک فرمان لکھدیا کہ صوبہ سرا نواب حیدر علی خان بہادر کے حوالے کرکے وہاں سے فوراً نکل جائے۔

فتح سرا ۱۷۷۳ء

حکمران سرا بھاجی سندھیا نے رگھوبا کے فرمان کے موافق سرا کو نواب کے حوالے نہیں کیا۔ اسلئے نواب بہادر نے شہزادہ ٹیپو سلطان کے ماتحت فتح سرا کے لئے ایک فوج بھیجی۔ ٹیپو سلطان نے سرا اور مدگری کو فتح کرلیا اور بھاجی سندھیا کو اسیر سلطانی بناکر سرینگپٹن روانہ کردیا۔

نانا فرنویس کیساتھ صلح

مرہٹی سرداروں نے رگھو کی پیشوائی کو منظور نہ

بلکہ نارائن راؤ مقتول کی بیوی کے بطن میں جو جنین تھا اسکی رسم تخت نشینی ادا کی پھر نانا فرنویس کو جو پیشوا کا وزیر تھا اس کا مدار المہام بنا دیا۔ اسوقت نواب بہادر نے لچھمی پنت رچھنا جی پنت نامی دو وکیل مع تحائف گرانبہا کے نانا فرنویس کے پاس بھیجے اس وقت نانا فرنویس نے وکیلوں کے حسب منشا کرشنا ندی تک کے علاقہ کو نواب بہادر کے ماتحت تسلیم کر لیا۔ اور سفارش کر کے بھاماجی حاکم سرا کو زندانِ سرینگ پٹن سے رہائی دلائی۔

مرہٹوں کے حملونکا ملخص

بطور تنقید

تمام اس امر میں متفق ہیں کہ مادھو راؤ بہت ہی بڑا جوانمرد اور جانباز پیشوا تھا۔ اس نے پانی پت کی جنگ میں مرہٹوں کو جو زک پہنچی تھی اس کی ہر طرح تلافی کر دی۔ تمام مرہٹے اس کے ایک اشارے پر جان لڑا دیتے تھے۔ ایسے زبردست پیشوا کے عہد میں نواب حیدر علی خان بہادر نے ریاست میسور میں یا سرینگ پٹن کے اطراف و اکناف میں جن قلعوں پر مرہٹے پہلے سے قابض تھے انکو وہاں سے نکال کر صرف انہیں پر قبضہ نہیں کر لیا بلکہ آگے بڑھکر مرہٹے اپنے جن ہمسایہ ملکوں پر دانت لگائے بیٹھے تھے ان کو بھی فتح کر لیا اور دکن کے خاص ملک کے ایک بڑے اور آباد حصے پر بھی قابض ہو گیا تھا۔

Marfat.com

اس لئے مرہٹوں کا نواب بہادر کے خلاف حملے کرنا لازمی بات تھی
مرہٹوں کے بڑے سے بڑے لشکر ملک میسور پر اس خیال سے حملے کرتے رہے کہ اسے
فتح کر کے مرہٹی سلطنت میں شامل کرلیں۔ ان کے لاکھ لاکھ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ غارتگر
سواروں اور پیادوں کے ساتھ جنگ کرنا آسان بات نہ تھی۔ مگر یہ کام
نواب حیدر علی خان بہادر کے بس کا تھا۔ کہ اس نے ان کے سیلاب کو روکا
جب بھی انہوں نے حملہ کیا ان کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ان کے لاؤ لشکر کا
اس نے کبھی خوف نہ کیا۔ اپنی جوانمردی کاردانی حکمت عملی اور بہادری سے ان
کا ایسا مقابلہ کیا کہ جس کے آگے ہمیشہ انکی فتح کے ارادے پست ہو گئے اور وہ
نواب بہادر کے مقابلہ میں زک پاتے رہے۔ اگر انہیں کسی حملہ میں کچھ بھی فتح کی
امید ہوتی تو وہ ایسی شرطوں پر کبھی صلح نہ کرتے جو بالکل رکیک تھیں یعنے اس
قدر قلیل رقم کے لینے پر راضی نہ ہوتے جو ان کے جنگی اخراجات کے دسویں حصے
کے برابر بھی نہ ہوتی تھی۔ مرہٹوں کا لشکر ان کے تند حملے مدتوں کی جفاکشی نیز
نقصان مال و جان اور اخراجات جنگ اور پونا کو بے نیل و مرام واپس جانے
کو دیکھکر جس کے سر میں کچھ بھی عقل ہو اسے مرہٹوں کی فتح نہیں کہہ سکتا۔
اسلئے تاریخ نویس یہ لکھنے پر مجبور ہوگا کہ نواب
حیدر علی خان بہادر کے مقابلے میں مرہٹے ہمیشہ مغلوب رہے اور نواب بہادر
ان پر غالب رہا چونکہ اپنی سپاہ کی جان نواب بہادر کو بہت عزیز تھی اسلئے
وہ مرہٹی بھوکوں کو ہمیشہ نیم جان کرانے کے بعد کچھ دیکر واپس کر دیا کرتا تھا۔

Marfat.com

اور وہ اس روپیہ کو اپنی فوج کی زکوٰۃ کہا کرتا تھا۔ یہ دیکھکر نواب بہادر کی
جرأت کی داد دینا پڑتا ہے [illegible]

[illegible]

واقعات ۱۷۶۶ء سے ۱۷۸۲ء تک

کرناٹک کی نوابی۔ شاہ عالم بادشاہ ہند نے ۱۷۶۵ء
میں ملک کرناٹک کی حکومت ہمیشہ کے لئے سراج الدولہ انوارالدین (محمد علی بن
انوارالدین) کو دیدی۔ اسلئے نواب میر نظام علی خان نے بھی ۱۷۶۶ء میں
ملک کرناٹک کی حکومت کی سند سراج الدولہ انوارالدین (محمد علی) اور اسکے
ورثہ کو ہمیشہ کے لئے دیدی۔ اس کے عوض میں سراج الدولہ انوارالدین (محمد علی)
نے انگریزی افسر کے ذریعہ پانچ لاکھ روپئے میر نظام علی خان کی خدمت میں
پیش کئے۔ اس نے اس پیشکش کو منظور کر لیا اور پھر ۱۷۶۸ء میں دونوں
یعنی انگریز اور انوارالدین محمد علی ایک فریق اور میر نظام علی خان فریق ثانی
میں ایک عہدنامہ منعقد ہوا جس کی رو سے نواب نظام علی خان نے وہ
تمام سندیں جو صوبہ داران دکن نے حیدر علی کو دی تھیں مسترد اور منسوخ
کردیں۔ اس عہدنامہ ہی سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کو حیدر علی خان بہادر
کی ترقی نے کس قدر ہراسان اور پریشان کر دیا تھا۔

Marfat.com

میسور کی پہلی جنگ

سنہ ۱۷۶۷ء سے سنہ ۱۷۶۹ء تک

اس بات پر نظام مرہٹے اور انگریز متفق ہو گئے کہ حیدر علی خان بہادر کی ترقی کو روکدیں۔ یا اس کے ملک کو فتح کر کے آپس میں تقسیم کرلیں۔ نظام مرہٹے اور انگریزوں نے انہیں اغراض کو مدنظر رکھہ کے تجویز ٹھیرائی کہ ایکطرف سے مرہٹوں کی فوجیں نواب حیدر علی خان بہادر کے ملک پر چڑہائی کریں دوسری طرف سے انگریز اور نظام کی فوجیں تاخت کریں۔

اس تجویز کے بعد کرنل اسمتھ اپنی فوج لئے نظام علی کی فوجوں کے ساتھ آکر ملگیا اور نظام کے ساتھ اس کا بھائی بسالت جنگ بھی شریک ہوا اور مرہٹے ایک بڑا لشکر لیکر جس کی تعداد حملات حیدری میں ڈیڑھ لاکھ لکھی ہے نکلے

جوں ہی یہ خبر نواب حیدر علی خان بہادر کو معلوم ہوی تو وہ کالیکوٹ سے بہت جلد اپنے دار الحکومت سرینگ پٹن کو آگیا اور قلعہ نشین ہو کر اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر کے سرینگ پٹن کے اطراف متعین کردیا۔ اور سرینگ پٹن کے اطراف و

Marfat.com

و اکناف تیس تیس میل فاصلہ تک ملک کو ویران کرادیا۔ اور وہاں کے باشندوں کو مع اسباب خانگی سرینگ پٹن کو بلا لیا۔

مرہٹے ملک فتح کرتے ہوئے آئے قلعدار سرا میر رضا علیخان جو نواب بہادر کا نسبتی برادر تھا وہ قلعہ مرہٹوں کے حوالے کرکے ان کے ساتھ شریک ہوگیا۔ مرہٹے مڑگ سرا اور مدگری کو فتح کرتے ہوئے چین پٹن کے پاس آکر ٹہرے اور نظام حیدرآباد کی فوجیں بھی وہاں آگئیں ملک کو ویران پاکر ان فوجوں کو آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوی۔ دشمنوں کی فوجیں جب رسد لانے کیلئے نکلتیں تو نواب بہادر کے غارت گر سوار ان کو لوٹ لیتے تھے۔

یکایک متفقہ فوجیں جن میں سوار اور پیادے دو لاکھ سے زیادہ اور جنگی ہاتھی دو سو تھے۔ اور اچھا خاصا توپ خانہ بھی تھا۔ آکر قلعہ سرینگ پٹن کے اطراف گشت کرنے لگیں مگر قلعہ پر سے ان پر گولہ باری نہ ہوی جب کرنل اسمتھ اپنے سواروں کو لیکر آگے بڑھا تو قلعہ پر سے ایسی گولہ باری ہوی کہ دشمنوں کو تاب مقاومت نہ رہی اور بہت سے آدمی مارے گئے نظام علی خان ڈر گئے اور کرنل اسمتھ نے خیال کرلیا کہ حملہ کرنا ناممکن ہے۔

اس وقت مرہٹوں اور نواب بہادر میں خفیہ معاہدہ ہوگیا اور وہ بتیس لاکھ روپیئے لیکر اور بعض روایات کے موافق سات لاکھ لیکے

لیکر اور اپنے مقبوضہ صوبہ سرا کو کارپردازان حیدری کے قبضہ میں چھوڑ کر پونا کو چلتے بنے (مرہٹوں کا یہی دوسرا حملہ ہے)۔

اب نظام حیدرآباد پر ہیبت طاری ہوئی اور نواب بہادر بھی اپنی فوجوں کو لیکر قلعہ سے نکلا تاکہ نظام حیدرآباد کو ادمرعوب کرے اس وقت نواب بہادر اور نظام حیدرآباد میں ایک عہدنامہ ہوا جس کی شرطیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ٹیپو سلطان کا نکاح نواب محفوظ خاں (برادر کلاں نواب محمد علی خاں) کی لڑکی کے ساتھ کردیا جائے۔

(۲) محفوظ خان چونکہ بڑے بھائی ہیں۔ وہ نواب ارکاٹ تسلیم کئے جائیں۔ اور وہ اپنے حقوقِ نوابی اپنے داماد ٹیپو سلطان کے لئے چھوڑ جائیں

(۳) نواب بہادر اور نظام علی خان مل کر انگریزوں اور محمد علی کو مغلوب کریں۔

(۴) جب تک نظام علی خان میدانِ جنگ میں رہیں۔ انہیں نواب بہادر ماہوار چھ لاکھ روپئے دیا کرے۔

(۵) قلعجات مفتوحہ پر حاکم مقرر کرنے کا اختیار نواب بہادر کو ہوگا۔ اور اسطرح فتح شدہ تمام قلعے میر مخدوم علی خان جو ٹیپو سلطان کے ماموں ہوتے ہیں ان کے حوالے کردیئے جائیں کہ وہ ٹیپو سلطان کی نیابت میں ان قلعوں کی دیکھ بھال کریں۔

Marfat.com

(۶) رضا صاحب ابن چندا صاحب ارکاٹ کی نوابی کے جملہ حقوق ٹیپو سلطان کے لئے چھوڑ دیں۔ اس کے معاوضہ میں نیز چندا صاحب کے سربہا کے عوض میں انہیں تنجاور کا علاقہ چھوڑ دیا جائے۔

(۷) یہ بھی قرار پایا کہ ٹیپو سلطان اور نظام علی خان کی ملاقات ہو یہ ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اس کے بعد نظام نے انگریزی سپاہ کو یہ کہکر رخصت کردیا کہ ہم میں اور حیدر علی خان بہادر میں صلح ہو گئی۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے مذکورہ بالا عہد و میثاق کے منعقد ہونے کے بعد اپنے وکیل میناجی پنڈت کو جو مدراس میں تھا۔ ایک اطلاع نامہ بھیجا اور لکھا کہ گورنر مدراس کو بھی اس امر کی اطلاع دیدی جائے۔

اب نواب بہادر اور نظام کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچ گئیں اُدھر سے کرنل اسمتھ ان کے مقابلہ کو آیا دو چار جنگیں ہوئیں جس میں نظام کی فوج از کار رفتہ ثابت ہوی ان جنگوں میں انگریزی فوج کم اور مسلمانوں کی فوج بہت ضائع ہوی۔ اس وقت ٹیپو سلطان کی فوج کو جو مدراس کو لوٹنے گئی تھی۔ نواب بہادر نے واپس بلالیا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ شہزادہ خود واپس آگیا۔ نظام علی خان سنگار پیٹھ میں ٹھیرے نواب بہادر کا پڑاؤ بھی وہاں سے قریب تھا۔ اس وقت نواب بہادر نے نظام حیدر آباد کو کہلا بھیجا کہ آپ کی فوج نکمی ہے آپ ہوسکوٹہ میں جاکر اقامت کریں جہاں تک ہوسکے میں انگریزوں سے نپٹ لونگا۔ اس کے بعد نظام نے کاوری پٹن میں

Marfat.com

اپنا قیام گاہ بنایا۔ اور حیدر علی خان بہادر سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا بغرض نواب بہادر نظام حیدرآباد کی ملاقات کو گیا۔ ملاقات کے بعد نظام حیدرآباد نے کئی بیش بہا چیزیں نواب بہادر کو دیکر رخصت کیا۔ اور دو روز کے بعد نظام حیدرآباد بھی نواب بہادر کی ملاقات کو آیا۔ نواب بہادر نے اسکو زر کے چبوترے پر بٹھایا۔ جو اشرفیوں کے توڑوں سے بنایا گیا تھا۔ ملاقات کے بعد نواب بہادر نے بھی کئی گرانبہا چیزیں نظام حیدرآباد کی خدمت میں پیش کیں۔ اور زر کا چبوترہ بھی اسکے ساتھ بھیجدیا۔

نواب بہادر، اور نظام حیدرآباد کا اتحاد اگر دائمی ہوتا تو ہندوستان کی تاریخ ہی بدل گئی ہوتی یا کم از کم اتنا تو ہوتا کہ ہمیشہ کیلئے سارے دکن پر اسلامی سلطنت از سر نو قائم ہوجاتی مگر خدا کا ارادہ نہ تھا اسلئے یہ اتحاد دیرپا ثابت نہ ہوسکا۔ افسوس۔

چنگماؤ اور ترنا ملے میں جب دو شکستیں حیدر علی خان بہادر کے ساتھ ہوگئیں تو نظام حیدرآباد کا دل ٹوٹ گیا۔ اس کے سوا ایک انگریزی کرنل بریج اپنی فوج لیکر حیدرآباد کیطرف بڑھا تھا اس لئے نظام حیدرآباد نے نواب بہادر کا ساتھ چھوڑ کر انگریزوں کے ساتھ معاہدہ کرکے اپنے دار السلطنت کی طرف کوچ کردیا۔ نظام حیدرآباد کے حیدرآباد کو چلے جانے کے بعد سرجانب سے انگریزی فوجیں بنگلور طرف بڑھنے لگیں۔ اس وقت مرہٹی سردار گاری راؤ جو گتی کا حکمران تھا۔ اسکے تعلقات صدر مقام پونا سے برائے نام رہ گئے تھے

اور اسکے پاس ایک بڑا لشکر تھا وہ بھی انگریزوں کی ساتھ شریک ہو گیا جس سے انگریزوں کی قوت میں بہت بڑا اضافہ ہوگیا۔ انگریز چند ابتدائی کامیابیوں سے خوش ہو کر خاص پائے تخت سرینگ پٹن ہی کو فتح کرنے کے منصوبے کرنے لگے۔

نواب بہادر کی حیرت انگیز دلاوری۔ بہادری اور کاردانی نے انکے منصوبوں کو بالکل باطل کر دیا جس آسانی اور سرعت کے ساتھ انگریزی فوجیں میسور میں بڑھ آئی تھیں اسی قدر مشکل اور تیزی کے ساتھ پسپا ہونے لگیں۔ حالانکہ اب تک نواب بہادر صرف غنیم کی مدافعت کر رہا تھا۔ مگر اسکے بعد جب خود اسکے حملے کرنے کا وقت آیا تو انگریزی فوجوں پر بجلی بنکر گرا اور اس تیزی اور پھرتی کے ساتھ جا بجا انگریزی فوجوں پر حملے کئے کہ انہیں اسکے حملوں سے بچکر نکلنا بھی دشوار ہو گیا۔

میسور کی پہلی جنگ میں ایک آخری معرکہ کمر دیلیں ہوا تھا جو بہت ہی سخت تھا جس میں ٹیپو سلطان نے انگریزی فوج کی دھجیاں اڑا دیں اس جنگ میں انگریزوں کی تمام فوج یا تو مقتول ہوئی یا مجروح ہوئی اور باقی سپاہ اسیر ہو گئی جسے سرینگ پٹن بھیجدیا گیا۔

نواب بہادر کی اولوالعزمی اور جانبازی نے جب لڑائی کا رنگ بدل دیا تو انگریزی فوجیں ہر طرف سے نقصان اٹھا اٹھا کر پسپا ہونے لگیں اور ان میں جارحانہ کارروائی تو ایک طرف مدافعت کرنے کی بھی سکت

Marfat.com

باقی نہ رہی۔ اس وقت حکومت مدراس نے نواب بہادر کے پاس صلح کا پیغام پہنچایا۔ تو اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں خود مدراس آ رہا ہوں تمہیں جو کچھ کہنا ہو وہیں کہنا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اسے کر کے دکھا دیا۔ ہندوستان کی جنگی تاریخ میں اسکی وہ یلغار مشہور ہے جس میں ایک دن اور ایک رات میں وہ ایک سو تیس[۱۳۰] میل طے کر کے مدراس کے سامنے آ پہنچا اور وہاں کے خوف زدہ انگریزی حکام سے مارچ ۱۷۶۹ء میں من مانی شرطیں تسلیم کرالیں۔ ان شرطوں میں سے ایک یہ شرط بھی تھی کہ اگر ایک فریق پر کوئی بیرونی حملہ ہو تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

نواب بہادر نے مذکورۂ بالا عہد نامہ کی پابندی ہر طرح سے کی اور نقض عہد کو بزدلوں کا کام سمجھا چنانچہ جب مرہٹے اور نظام نے کرناٹک پر حملہ کرنیکی غرض سے اس سے مدد مانگی تو اس نے انکار کر دیا چونکہ نواب بہادر وعدہ شکنی کو بزدلوں کا کام سمجھتا تھا اس لئے انگریزوں کو اس امداد طلبی کی اطلاع دیدی۔

اس موقع پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ نواب بہادر نے کیوں اس راز کو فاش کر دیا اہل وطن کے برخلاف اجنبیوں کی طرفداری کیوں کی ایفائے وعدہ ایک بڑی چیز ہے۔ جو لوگ اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔ ان کے پاس اپنا اور غیر دونو ایک سے ہوتے ہیں۔ اسی اصول پر نواب بہادر نے عمل کیا ہے۔

Marfat.com

میسور کی پہلی جنگ کے بعض

اور اہم واقعات

(۱) ابتدائے جنگ میں شاہزادہ ٹیپو سلطان کو نواب حیدر علی خان بہادر نے پانچ چھ ہزار سوار اور عمارہ توپ خانہ دے کر مدراس کے اطراف واکناف میں لوٹ مار کرنے کے لئے بھیجا شاہزادہ اپنے اتالیقوں کے ساتھ اپنے سوار لیکر اڑا اور مدراس پر برق خاطف بنکر گرا اس وقت گورنر مدراس دوسرے بعض انگریز اور نواب ارکاٹ محمد علی خان ایک باغ میں فروکش تھے جاسوسوں نے انہیں بروقت خبر پہنچادی کہ شہزادہ آگیا۔ انگریز گھبرا کر وہاں سے بھاگے اور جہازوں پر جاکر سوار ہوگئے اس بھاگڑ میں گورنر کی ٹوپی جہاں تھی وہیں رہگئی اور محمد علی خاں ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہوکر فرار ہوا اور شہزادہ بلند اقبال نے شہر مدراس کی لوٹ کا حکم دیا۔ اس وقت شہزادہ نے قلعہ سنٹ جارج میں داخل ہونا چاہا۔ مگر اتالیقوں نے اس خیال سے کہ شاہزادہ کو کہیں چشم زخم نہ لگے یہ کہہ کر روکدیا کہ نواب کا حکم قلعہ میں داخل ہونیکا نہیں ہے صرف لوٹ مار کا ہے اگر کچھ نقصان ہو تو نواب بہادر ہمیں سرزنش کریگا

اس ماجرے کو جارج نامہ کا مصنف ان الفاظ میں

Marfat.com

بیان کرتا ہے۔ ؎

زگویندگان کرد ٹیپو لپ۔ند بماند آنچنان شہر دوراز گزند
چو بدشہریاں راستارہ بزور زتاراج وغارت بماندند دور
بہ یغمائے شہرار کشادے دودست سنا رست بردے کسے راہ بست

اس وقت انگریزوں نے ایک سوار کو سواران حیدری
کا لباس پہنا کر ایک جعلی خط اس کے ہاتھ دیکر شاہزادے کے پاس بھیجا
جس میں نواب بہادر کی طرف سے واپس لوٹ آنے کا حکم تھا شہزادہ
یہ حکم دیکھکر فوراً واپس ہوا۔

(۲) چنگماڈ اور ترناملے میں شکست پاکر تو نظام علی خان
نظام حیدرآباد اس قدر گھبرا گیا کہ بہت سا ساز و سامان توپیں اور چاندی
کے برتن بھانڈے لشکر میں چھوڑ کر دوسری طرف فرار ہوا۔ بعد میں نواب
حیدر علی خان بہادر نے فراہم کر کے سب سامان اس کے پاس بھیجدیا۔
جب وانمباڑی میں کچھ نتیجہ کی صورت دکھائی نہ دی تو نظام علی خان خوف
کے مارے حیدر علی سے جدا ہو گیا۔ جارج نامہ والا اس موقع پر اس
طرح لکھتا ہے۔ ؎

بریدہ ز حیدر رہ یاوری گذشتہ زمردی وکند آوری
گرفتہ زخود آنچہ بودش سپاہ سکوشہر کہ بیٹ بیمودہ راہ

(۳) نواب حیدر علی خان بہادر کے دال بمنا بدہ

نے جب انگریزوں کی فتوحات کی پے در پے خبریں سنیں تو چند سوار اور کے اور بیگموں کو ساتھ لیکر اپنے بہادر بیٹے اور دلاور پوتے کو دیکھنے کیلئے نکلیں جب یہ خبر نواب بہادر کو معلوم ہوی تو لشکرگاہ سے فوج لیکر والدۂ ماجدہ کے استقبال کو گیا اور انہیں لاکر ایک عالیشان خیمہ میں اتارا۔ انہوں نے دو روز تک قیام کیا۔ بیٹے اور پوتے کو دیکھکر مسرور ہوگئیں پھر دارالسلطنت کی طرف واپس پلٹیں۔ نواب بہادر آپ جہاں تک انکے استقبال کو جاکر بلا لایا تھا وہاں تک مع فوج انکی مشایعت کے لیۓ جاکر خدمت کرکے لشکرگاہ کی طرف واپس ہوا

(۴) بمبی کی ایک انگریزی فوج نے جس میں آٹھ ہزار سپاہ تھی سمندر کی راہ سے آکر منگلور کا قلعہ سر کرلیا۔ جب یہ خبر نواب بہادر کو معلوم ہوی تو شاہزادہ ٹیپو سلطان کے ماتحت ایک بڑا لشکر دیکر فتح منگلور کے لیۓ بھیجا شہزادہ یلغار کرتا ہوا نکلا اور بڑی جوانمردی سے کئی دن کے حملوں کے بعد منگلور کو دوبارہ فتح کرلیا۔ اور سات ہزار کے قریب انگریزی فوج گرفتار ہوی۔

چند روز کے بعد نواب بہادر بھی بیٹے کی امداد کیلیۓ گیا اسی روز شام کو پہنچا جس روز بیٹے کو فتح کامل ہوی تھی بیٹے کی جوانمردی سے خوش ہوا۔ گلے سے لگایا۔ فرط محبت سے باپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے پھر بیٹے پر زر و جواہر نثار کئے۔ جارج نامہ والا اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے:۔

Marfat.com

چو رخسار انگریزیہ گشت زرد — نہاں گشت خورشید گردوں لورد
جہاں یکسرہ گشت ہمرنگ قیر — بہ منگلور حیدر بیامد چو شیر
شد آگاہ از کارِ پور جواں — دلش گشت خرم رواں شادماں
بخواند و بمہرش کشیدہ بہ بر — بدادش لبے بوسہ بر چشم و سر
پسر را گرفتہ ببر تنگ باب — بشادی رواں کرد از دیدہ آب

(۵) عہد نامہ مدراس ۱۷۶۹ء

اسوقت مسٹر ڈپری گورنر مدراس نے صلح کی درخواست کی [illegible] ایسٹ انڈیا پر عہد نامہ مدراس مرتب ہوا۔

(ا) مفتوحات طرفین واپس کردیئے جائیں۔

(ب) طرفین کے تمام قیدی رہا کردیئے جائیں۔

(ج) ہر سرکار دوسری سرکار کے علاقہ میں تجارت کرنے کی مجاز ہے۔

(د) جب ضرورت پڑے انگریز بارہ سو گورہ فوج سے نواب بہادر کی مدد کریں۔ اور حیدر علی خان بہادر بھی سرکار انگریزی کی ضرورت [illegible]

(س) نواب ارکاٹ (محمد علی) حیدر علی خان بہادر کو سالانہ چھ لاکھ روپیہ خراج دیا کرے۔

اس عہد نامہ کی آخری شرط کو جارج نامہ کے مصنف نے اسطرح قلمبند کیا ہے۔ ؎

بجا رم سخن گفتہ آرم بسر — بہ پیش آورم داستانِ دگر
محمد علی خان رہا ساد و باج — بہر سال بائین رسم خراج
شمارش نبشتند زیساں بچک — زسیمینہ خوش سکہ شش بار لک

مدراس کے عہد نامہ پر ایک نظر

نواب حیدر علی خان بہادر کی شرافت کو دیکھو وہ باوجود فاتح ہونے کے نہایت آسان شرائط پر صلح کرتا ہے۔ انگریزوں کو تکلیف پہنچانا نہیں چاہتا۔ اُسے اچھا موقع مل چکا تھا کہ وہ ایک حملہ میں مدراس پر قابض ہو کر چاہتا تو شہر مدراس سے انگریزوں کو نکال کر باہر کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ انگریزوں کو ایک شریف اور مہذب قوم سمجھتا تھا۔ یہ ہے ایک مسلمان فاتح بادشاہ کا رحم اور اخلاق کیا مسلمانوں کے سوا دوسروں میں تاریخ ایسے اخلاق کی مثال پیش کر سکتی ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ نواب بہادر اپنے عہد پر ثابت قدم رہا۔ الکریمُ اذا وعدَ وفیٰ کی اسلامی تعلیم پر برابر عمل کرتا رہا اور عہد شکنی کو جرم عظیم سمجھا کیا۔ برخلاف اس کے مدراس گورنمنٹ نے عہد شکنی کر کے اپنی اخلاقی کمزوری کا ثبوت پیش کیا۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

میسور کی دوسری جنگ
(۱۷۸۰ء تا ۱۷۸۲ء)

عہد نامہ مدراس کے بعد دس سال تک نواب حیدر علی خان بہادر اور انگریزوں میں دوستانہ تعلقات قائم رہے۔ مگر جب ۱۷۷۱ء میں مادھوراؤ نے حملہ کیا یعنے مرہٹوں کا تیسرا حملہ ہوا اس وقت نواب بہادر نے انگریزوں سے امداد طلب کی تو انہوں نے مدد نہ کی اور باتیں بناتے رہ گئے۔ یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی اس وقت کرناٹک میں بھی ان دونوں قوموں نے لڑنا شروع کر دیا۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کے دارالحکومت پانڈیچیری ہی کو فتح نہیں کر لیا بلکہ مغربی ساحل پر جو بندرگاہ ماہی ہے جہاں نواب بہادر کا پھریرا لہرا رہا تھا اور حقیقت میں یہاں نواب نے فرانسیسیوں کے ماتحت آلات ضرب وحرب بنانیکے کارخانے کھول رکھے تھے اسپر بھی قبضہ کر لیا اس شہر پر انگریزوں کا قابض ہونا گویا جنگ کا اعلان تھا۔

نظام حیدرآباد کا بھائی بسالت جنگ جو حاکم ادہونی تھا انگریزوں نے اسکے ساتھ دوستی بڑھا کر نظام حیدرآباد کی مرضی کے خلاف گنٹور کا علاقہ لے لیا اور تھوڑی انگریزی فوج اسکی مدد پر بھیجدی بسالت جنگ کے پاس موشیر لالی اور اسکے ماتحت جو چار سو فرانسیسی تھے انکو موقوف کرا دیا تھا۔ اس سے نظام کا

دل انگریزوں کی طرف سے بگڑ گیا۔ ادہونی سے نکلنے کے بعد مذکورہ بالا موثر لالی اور فرانسیسی سپاہیوں کو حیدر علی نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا اور ان کی معقول تنخواہ مقرر کردی۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے انگریزوں کی چیرہ دستیوں کو دیکھکر اپنی فوج کو بڑھالیا۔ اور فرانسیسی افسروں کے ماتحت انکو جنگی تعلیم دلواکر آراستہ بھی کر لیا۔ اسی زمانہ میں اخراجات کے بوجھ سے بچنے کے لئے نواب ارکاٹ محمد علی نے اپنے بہت سے سپاہیوں کو معزول کر دیا اُن کو بھی نواب بہادر نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ اس طرح سے سیکھی سکھائی فوج نواب بہادر کے پاس جمع ہوگئی۔

اس وقت پر نواب میر نظام علی خان اور ریاست پونا کے کارپردازوں نے متفق ہوکر نواب بہادر کے پاس معتمد وکیلوں کو چند مخفی خطوط اور تحفے تحائف کے ساتھ روانہ کیا۔ ان خطوط میں لکھا تھا کہ انگریزوں نے بنگالہ پر قبضہ کر ہی لیا ہے۔ اور اب جنوبی ہندوستان پر دانت لگائے بیٹھے ہیں۔ پہلے آپ کے ملک پر پھر پونا اور حیدرآباد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہر چند آپ کے اور ہمارے درمیان لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ گھر کی بات ہے کسی بیرونی قوم کی ہمارے ملکوں میں مداخلت بہت بری بات ہے۔ ایسے وقت میں ہمارا فرض ہے کہ ہم سب متفق ہوکر انکو اپنے ملک سے نکال دیں ہمارے آپس میں ملجانے سے پھر کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

Marfat.com

ان خطوط کا مضمون معلوم کرنے کے بعد نواب بہادر نے انکو جواب لکھا "تم نے اپنی ریاستوں کا انتظام نادان لوگوں کے ہاتھ میں دے رکھا ہے اور تمہاری فوجیں لڑائی کے وقت نام وننگ کا خیال نہیں رکھتیں نہ وہ جنگ کی مشکل کی متحمل ہوسکتی ہیں۔ اور ذرا سی بھی مشکل آپڑے تو میدان چھوڑ کر بھاگ جاتی ہیں۔ علاوہ بریں تم لوگوں کا یہ حال ہے کہ کسی قول وفعل پر ثابت قدم نہیں رہتے۔ برخلاف تمہارے سب انگریز متفق ومتحد ہیں۔ لڑائی میں اپنی جان لڑا دیتے ہیں۔ قواعد جنگ سے بھی وہ واقف ہیں۔ اور وہ مستقل مزاج اور اولالعزم ہوتے ہیں۔ پس ایسی قوم سے ہر آدمی لڑ نہیں سکتا۔ اگر حقیقت میں آپ لوگ اپنے مواعید ومعولات پر ثابت قدم رہنا چاہتے ہیں تو خدا کا نام لیکر اپنی فوجوں اور خزانوں کو لیکر میدان میں آجائیے۔ اس وقت میں کبھی آپ کی شرکت سے منہ نہ موڑوں گا۔ اگر یہ مواعید ومواثیق ویسے ہی ہیں جیسے پہلے کے ثابت ہوئے تو مجھے معاف کیجئے۔ اور زحمت نہ دیجئے۔" یہ جواب دیکھکر مرہٹے اور نظام دونوں نے حلف اٹھاکر اقرار کیا۔ اور ان اتحادیوں میں یہ باتیں قرار پائیں۔

(۱) نظام علی اپنی فوج لیکر شمالی سرکار پر حملہ کریں۔ (۲) پیشوا کا لشکر بمبی کی تسخیر پر مائل ہو جائے۔ (۳) حیدر علی خان بہادر ارکاٹ کی فتح کو اپنی فوجیں بڑھائیں۔ (۴) راجہ برار بنگالے پر حملہ کرکے ہنگامہ کارزار گرم کرے۔

یہ دیکھکر انگریزوں نے نظام کو ایک طرف مرہٹوں سے دوسری

Marfat.com

طرف مرہٹوں کو نظام سے بدظن کرنا شروع کیا اور جنگ میں شریک ہونے سے جو نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں وہ سب بتائے۔ اور نواب حیدر علی خان بہادر کے پاس مصالحت کرا دینے کے لئے اپنے ایلچی کو دوڑایا۔

نواب بہادر نے اس ایلچی کو شرف ملاقات بخشا اور اسکے مطالبات وخیالات سنکر اسے حسب ذیل جواب دیا کہ میں انگریزوں کو راست باز صادق القول اور شریف قوم سمجھتا تھا۔ ان میں تو یہ فضائل اخلاق ہرگز نہیں پائے جاتے میں نے ان سے انکے حسب اقرار تین بار مدد مانگی وہ ہمیشہ باتیں بناتے رہ گئے۔ اور اپنے اقرار کا لحاظ نہیں کیا۔ میری اجازت کے بغیر میرے ملک میں سے اپنی فوج لیگئے باوجود میری اطلاع دہی کے میرے بندرگاہ ماہی پر قابض ہو گئے۔ انگریزوں میں یہ بات بھی ہے کہ ان میں کوئی ذمہ دار آدمی نہیں۔ جزوی باتوں میں بھی انہیں مشورت کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بریں انگریزی فوج ایک دن سفر تو دو دن آرام کرتی ہے۔ میں اپنا ہر کام آزادانہ کرتا ہوں۔ جو اقرار کرتا ہوں پورا کرتا ہوں۔ میری فوج روزانہ ساٹھ میل کا دھاوا کرسکتی ہے۔ میرے پاس مہینوں تک کا خزانہ رہتا ہے میں خزانوں کو معمور رکھتا ہوں۔ ان متضاد حالتوں میں میری اور انگریزوں کی مصالحت کبھی نہیں ہوسکتی۔ اسلئے گورنر مدراس کو اطلاع دیدو کہ وہ مجھ سے مصالحت کی امید نہ رکھے۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے جنگ کی پوری تیاری

Marfat.com

کرلی۔ اور اسی ہزار سوار و پیادہ کا ٹڈی دل لیکر کرناٹک پر ٹوٹ پڑا فوج کے قلب میں خود نواب بہادر تھا میمنہ پر موشیر لالی کو مقرر کیا۔ اور میسرہ پر اپنے فرزند ٹیپو سلطان کو قائم کیا۔ اور عقب میں اپنے دوسرے افسروں کو مامور کیا۔ اور فرانسیسی سپاہ اور افسر مقدمتہ الجیش بنکر فوج کی رہبری کرتے اور اطراف و اکناف کی خبریں بہم پہنچاتے تھے۔

نواب بہادر نے اس کر و فر کے ساتھ کرناٹک میں داخل ہو کر اپنی فوج کئی حصوں میں تقسیم کر کے اپنے افسروں کے ماتحت دے کر انہیں مدراس، دنڈگل۔ دیلور وغیرہ مقامات پر دھاوا کرنے کی ہدایت کی اور بذات خود آپ چتور اور ارکاٹ کے محاصرہ پر مائل ہوا۔

چتور پر میر معین الدین خان کو حملہ کرنیکی اجازت دی اس نے قلعہ پر گولہ باری کر کے نواب عبد الوہاب خاں (برادر محمد علی خان) کو شکست دی۔ اور نواب عبد الوہاب خان کو گرفتار کر کے قلعہ کے تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ یہاں ایک بڑا کتب خانہ بھی ہاتھ آیا ان سب چیزوں کو اور نواب عبد الوہاب خان کو معقول بدرقہ کے ساتھ سرینگ پٹن کو بھیجدیا۔

نواب بہادر نے ارکاٹ پر چڑھائی کی معمولی مقابلہ کے بعد محمد علی خان قلعہ چھوڑکر مدراس کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے خویش و تبار اور چند انگریز گرفتار کر کے سرینگ پٹن کیطرف بھیجدیئے گئے۔

Marfat.com

نواب بہادر کے فوجی دستوں نے مدراس کے اطراف و
اکناف کے اضلاع میں قیامت برپا کردی۔ انگریز خوف کے مارے بھاگ
بھاگ کر مدراس جا کر پناہ گزیں ہوئے۔

گورنر مدراس نے سر ہکٹر منرو اور کرنل بیلی کے ماتحت
نواب بہادر کے مقابلہ کیلئے فوجیں بھیجیں۔ نواب بہادر نے انکی حرکت اور ارادوں
سے واقفیت حاصل کی کرنل بیلی اور اسکی فوج کو ایک تنگ درہ میں گھیرا
کر ایسی گولہ باری کی کہ اسکی فوج بوکھلا گئی۔ بہت سے سپاہی مارے گئے
کرنل بیلی اور دو سو انگریز گرفتار کر کے سری رنگا پٹن روانہ کر دیئے گئے
یہ کیفیت سنکر سر ہکٹر منرو اپنی توپوں کو دریا برد کر کے
مدراس کی طرف فرار ہو گیا۔ مذکورہ بالا پیالی لور کی لڑائی میں انگریزوں
کو جو شکست ہوئی یہ خبر گورنر جنرل کو معلوم ہوئی تو چھ ہزار سپاہیوں کی ایک
فوج سر آئیر کوٹ کے زیر کمان مدراس بھیجی۔ اس نے پورٹو نوو میں نواب بہادر
کا مقابلہ کیا جس میں میر رضا علی خان مارا گیا۔ جس سے نواب بہادر کو بہت
قلق ہوا۔ اسلئے جنگ ٹھہرا دی۔ پھر شولنگھر میں کوٹ کا مقابلہ کیا یہاں بھی
نواب بہادر کو کامیابی نہ ہوئی۔ پھر انگریزوں نے تلیچری میں بھی نواب بہادر
کو شکست دی۔ اور اسکے کئی سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ مگر طرفین کے فوجی
دستے برابر مختلف مقاموں میں جنگ کرتے رہے۔ کبھی ایک فریق کو کبھی دوسرے
فریق کو فتح ہوتی رہی۔ اسکے بعد جنرل گال اور کرنل پیرس کے ماتحت بنگالہ

کی فوجیں کوٹ کی مدد کو آگئیں۔

ٹیپو سلطان نے کرنل بریتھ ویٹ کو شکست دیکر اسے مع فوج کے گرفتار کر کے سرینگ پٹن کو بھیجدیا اسطرح نواب بہادر کے سپہ سالار جا بجا انگریزوں سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔

مرہٹے اور نظام جنہوں نے نواب بہادر کو جنگ پر آمادہ کیا تھا وہ اپنے وعدوں پر برقرار نہ رہے۔ مگر نواب بہادر کی شجاعت نے گوارا نہ کیا کہ انگریزوں سے مصالحت کرلے۔ وہ تنہا انگریزوں کے ساتھ نبٹ گیا۔ اسکے زبردست حملوں نے انگریزوں کو ہراسان اور پریشان کردیا اسی زمانہ میں جبکہ انگریزوں اور نواب بہادر میں سخت جنگیں ہو رہی تھیں فرانسیسی بیڑا اور تھوڑی بری فوج نواب بہادر کی مدد کیلئے آپہنچی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ نواب بہادر کی یلغاروں حملوں اور جانبازیوں سے انگریزوں کی سلامتی مخدوش نظر آنے لگی۔

پھر کڈلور۔ پرماکوئل۔ ونڈیواش۔ وغیرہ مقاموں پر نواب بہادر کی فوجوں نے قبضہ کرلیا۔ اور انگریزی فوجوں کو شکست دی نواب بہادر کی متواتر فتوحات کی خبر سنکر سر ایرکوٹ ایک جرار فوج کے ساتھ آرنی کے پاس آکر خیمہ زن ہوا۔ یہ سنکر نواب بہادر نے فوج لیکر انگریزی فوج پر حملہ کردیا۔ مگر انگریزی فوجوں نے اسے شکست دی۔ اس پر اس فوج کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ایک ہی ہفتہ کے اندر نواب بہادر نے سر آئرکوٹ کے لشکر کو

Marfat.com

کمین گاہ میں بیٹھکر گولہ باری سے بہت نقصان پہنچایا۔ یا بالفاظ دیگر اسے شکست دی یہی آخری لڑائی تھی جو دونامی گرامی تجربہ کار دلاور بہادروں۔ نواب بہادر اور سرآیر کوٹ میں ہوی۔

ساحل مالابار پر انگریزی فوجوں کی یورش کا حال سنکر نواب بہادر نے اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کو ایک فوج دیکر ممالک محروسہ کو بچانے کے لئے اس طرف کوچ کرنیکا حکم دیا۔ اور خود پھلچری اور قلعجات مفتوحہ کے انتظام کے لئے یہیں رہا۔

آرنی کی جنگ کے بعد برسات شروع ہو گئی اسلئے انگریزوں اور نواب بہادر دونوں نے امن وآرام کیلئے جنگ موقوف کردی جنرل کوٹ مدراس گیا۔ اور نواب بہادر نے ارکاٹ کے قریب نرسنگ رائے پیٹھ میں اقامت کی۔

نواب بہادر دوڑ دھوپ اور جنگ وجدال کی سختیوں کی وجہ سے نڈھال ہوگیا تھا۔ اس حالت میں اسکی پیٹھ پر سرطان کا پھوڑا پیدا ہوگیا بہترا علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بہادر بستر مرگ پر ناچار ومجبور ہوکر پڑ گیا۔ اور کوئی دم کا محتاج ہوگیا۔

نواب حیدر علی خان بہادر کی رحلت

وہ مادرزاد شجاع جو خانوادۂ شجاعت کا فرد یکتا تھا لڑکپن

ہی نہ، آثار شجاعت و جوانمردی جس کے چہرے سے عیاں ہو رہے تھے جس نے پندرہ سال ہی کی عمر میں میدانِ کارزار کی سختیاں برداشت کرنی شروع کر دی تھیں۔ اور انیس سال کی عمر میں اپنے تئیں ایک جانباز سپاہی ثابت کر دیا تھا۔ اور نایکی کے فرائض کو بحُسن خوبی ادا کر رہا تھا۔ سپاہی سے جماعہ دار۔ اور جماعہ داری سے نایکی اور نایکی سے سپاہ لار۔ اور سپہ سالاری سے فرمانروائے میسور بن گیا۔ فرمانروائے میسور بنجانے کے بعد اس نے کیا کیا کارنامے کئے۔ کیسے کیسے بہادروں کو نیچا دکھایا۔ جس کے نام سے انگریز لرزہ براندام مرہٹے بے خواب اور نظام حیدر آباد بے قرار ہو جاتے تھے۔ آج وہ بہادر دلاور بادشاہ یگانہ بستر علالت پر پڑا سسک رہا ہے۔ جس کی پیٹھ کو سرطان نے چھلنی بنا دیا ہے۔ بڑے بڑے طبیب، حکیم حاذق اور ڈاکٹر علاج معالجہ سے تنگ آگئے ہیں۔ اسکے اطراف اسکے سپہ سالار وزراء۔ امراء درباری کھڑے ہیں۔ نظام سلطنت کی درہمی کے خوف سے اس کی علالت کو چھپا رہے ہیں۔ اور وہ اس نکتہ کو جان چکا ہے۔ اطراف واکناف کے رئیسوں پالیگاروں اور نوابوں کے فرمان جاری ہو رہے ہیں۔

اس وقت امراء و وزراء کمربستہ عرض کر رہے ہیں کہ حضور فرزند جواں بخت کو بلائیں اور امور سلطنت اسکے حوالے کر کے مہمات ملکی کی فکروں کو دل سے دور کریں تاکہ بیماری کا غلبہ زیادہ نہ ہونے پائے وہ شاہ سوارِ میدان شجاعت اس وقت اپنے فرزند جواں بخت کو جو فرمان بھیجتا ہے اسکا

مضمون حسب ذیل ہے۔

جان پدر! اس طرف کا بندوبست نہایت عمدگی کے ساتھ کرکے آؤ۔ مآل اندیشی کے ساتھ دولت و ثروت کے لوازمات میں کامل طور پر نظر غور سے کام لو۔ اگر فوج کی ضرورت ہو تو اطلاع دو۔ چونکہ ہم نے مہمات سلطنت کی تنظیم و تنسیق تمہارے حوالے کردی ہے۔ اسلیئے تاکیداً کہتے ہیں کہ سرکاری کاموں میں تجاہل و تغافل سے کام نہ لو۔ فقط

مذکورۂ بالا فرمان فرزند جواں بخت کو بھیجکر تمام فوج کو ایک ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام دیتا ہے۔ اور حاضرین سے پوچھتا ہے کہ آج کیا تاریخ ہے۔ سب کہتے ہیں کہ ذی الحجہ کی تیسویں تاریخ ہے آج ماہ محرم الحرام کی چاندرات ہے اور حکم دیتا ہے کہ غسل کے لئے پانی تیار کریں۔ حکیم و طبیب غسل سے منع کرتے ہیں۔ مگر وہ ان کی ایک نہیں سنتا۔ غسل کرکے پاک و صاف لباس پہنتا ہے۔ اسکے بعد انگلیوں پر کچھ پڑھ کر گنتا ہے۔ غالباً کلمہ و درود شریف پڑھتا ہے۔ پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتا ہے۔ کلمہ و درود سے فارغ ہوکر دس ہزار سوار شمالی آرکاٹ کی تاخت و تاراج کیلئے بھیجتا ہے۔ اور اظہار رعب کے لئے پانچ ہزار سوار جانب مدراس روانہ کرتا ہے۔

ان سب ضروری امور سے فارغ ہوکر امراء وزراء اور دولت خواہوں کو بلا کر اپنے کارخانوں کی بندوبست کی تاکید کرتا ہے۔ غرض کہ

کی تیاری میں مائل ہو جاتا ہے۔ ۲۲ ڈسمبر ۱۷۸۲ء شنبہ مطابق سلخ ذی الحجہ ۱۱۹۵ھ ہے۔ (بعضوں نے ۷ ڈسمبر لکھا ہے)

سب امراء سرہانے پائینتی کھڑے ہیں۔ وہ اب ناطاقت ہو چکا ہے۔ نہ بولنے کو زبان ہے نہ سُننے کو کان ہیں۔ بستر مرگ پر پڑا دم توڑ رہا ہے۔ اسکے خیمہ پر بلکہ ساری فوج پر اُداسی چھائی ہوی ہے۔ نزع کا عالم ہے اسی حالت میں اس کی پاک روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کرگئی۔

؎ موت زندہ چھوڑنے والی نہیں　　　اس بلا سے کوئی گھر خالی نہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس وقت وہاں جو دولت خواہ اور خیر سگال وفادار وزراء و امراء موجود تھے چنانچہ محمد علی۔ غازی خان۔ مہا مرزا خان۔ بدرالزماں خاں غلام علی خان ابو محمد میر دہ وغیرہ نے مصلحت جان کر نواب بہادر کی موت کی خبر کو شائع ہونے نہیں دیا۔ نعش کو غسل و کفن دیکر عطریات و ادویات سے جنازہ کو محمول کر کے پوشیدہ طور پر دفنانے کے لئے کولار بھیجدیا۔ اور مہا مرزا خان کو حضور سلطانی میں جو اس وقت مہمات کلیکوٹ میں مصروف انتظام و فتوحات تھے روانہ کردیا کہ وہ یہ خبر غم فزا سنا کر سلطان کو لشکر گاہ کی طرف بلا لائے۔ (پورنیا و کرشن راؤ نے خبر مرگ چھپانے میں بہت کوشش کی)۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان نے یہ خبر سنکر فوراً گولا آکر والد بزرگوار کی نعش کو سری رنگ پٹن بھیجدیا۔ اور آپ وارد آرکاٹ ہوئے وزراء امراء اور شاہزادہ کریم شاہ نے فرمانبرداری کے طور پر بادشاہی کی مبارکبادی اور نذرانے پیش کئے اور سلطان عالی شان نے امراء و وزرا کو خلعت فاخرہ دیکر جابجا انکو ضروری مہمات پر مامور فرمایا۔ اور انگریزوں کیساتھ برابر جنگ جاری رکھی۔

پھر مغربی ساحل کیطرف کوچ کرکے جن جن مقاموں پر انگریز قابض ہو گئے تھے ان سے وہ علاقے واپس چھین لئے۔

نواب حیدر علی خان بہادر کی سواری کا شاہانہ تزک واحتشام

نشان حیدری۔ حملات حیدری۔ بل بورنگ کی تاریخ اور دلکس کی تاریخ میں اس شاہانہ جلوس کا بیان جستہ جستہ لکھا ہے مگر ان سب باتوں کو مولانا اشہری مرحوم نے ایک جگہ پر جمع کردیا ہے جسے بجنسہٖ یہاں لکھا جاتا ہے۔

جب نواب حیدر علی خان بہادر ۱۱۸۱ء کیانمڑا اور ملیبار کو فتح کرکے سری رنگ پٹن کو واپس ہوئے اور دستور قدیم فرمایا

اس روز کا جلوس قابل یادگار رہے۔ یہ جلوس پچاس ہزار سوار جرار اور اسّی ہزار پیادہ اور چار ہزار بندوقچی سینگرہ دار پر مشتمل تھا۔ علاوہ اسکے توپخانہ انگریزی اور ہندوستانی اور باندار و علم بردار وغیرہ کی تعداد علحدہ تھی۔ جلوس کی ترکیب یوں قائم ہوی۔ (اور ہوتی تھی)

(۱) سب سے آگے سواران فرنگستان کا خوبصورت رسالہ ہوتا جن کی خوشنما وردیاں اور اونچی اونچی تاباک ٹوپیاں عجیب بہار دکھاتیں۔ اور اُن کے زرق برق اسلحہ اور تنومند گھوڑوں سے عجیب جاہ وحشم ظاہر ہوتا۔

(۲) اُن کے پیچھے تین سو شتر سوار نامہ بر ساز وسامان سے آراستہ دو کوہان والے اونٹوں پر چمکدار بھالے لئے نظر آتے۔

(۳) ان کے بعد دو ہاتھی نہایت سربلند اور نشان بردار ہوتے یہ نشان نیلے رنگ کے ریشمی اور زرکار پھریروں سے آراستہ ہوتے اور ایک نشان پر آفتاب کی صورت اور دوسرے پر چاند اور ستاروں کی صورت زرّیں کام سے بنی ہوی ہوتی۔

(۴) ان کے بعد سب سے اونچے ہاتھی پر ایک جوڑی نقارہ کی رکھی ہوتی اور نقارہ نواز بجاتے بیٹھتے۔ ان نقاروں کی آواز چھ میل انگریزی تک جاتی تھی۔

(۵) پھر قرنا بجانے والے سواروں کا ایک غول ہوتا تھا۔

اس قرنا کے ذریعہ سے جوشیلے راگ فوج کو سنائے جاتے تھے اور سپاہ سالاروں کے کل احکام بھی اس کے ذریعہ سے تعلیم یافتہ فوج کو پہنچائے جاتے تھے۔

(۶) ان کے بعد چار ہاتھی اور ہوتے انپر چوبیس ارباب نشاط بیٹھتے اور موسیقی کے ساز بجاتے چلتے۔

(۷) زاں بعد پانچ ہاتھی اور ہوتے جنپر طلائی مرصع کاریاں رکھی ہوتیں۔ یہ ہاتھی اسلئے ساتھ ہوتے کہ لڑائی کے وقت نواب بہادر مع سرداروں کے سوار ہو۔ لیکن نواب بہادر نے سوائے گھوڑے کے کبھی ان ہاتھیوں پر بیٹھنا پسند نہیں کیا۔

(۸) ان کے بعد چار ہاتھی اور ہوتے انپر زرین پشت پہلو ہودے کسے ہوتے ان ہودوں پر چھ چھ جوان زرہ خود چار آئینہ جوشن بکتر پہنے ہوتے۔ اور بھری ہوی قرابینیں انکے ہاتھوں میں ہوتیں۔ جو ذرا اشارے سے گراب مارنے پر تیار رہوتے۔

(۹) زاں بعد رسالے حبشیوں کے آتے انکے ہتیار نہایت چمکدار ہوتے جنکی چمچاہٹ سے آنکھیں خیرہ ہوتیں ان کے خودوں کے اوپر سرخ وسیاہ پر نہایت لطف دیتے ان کے ہاتھوں پر چمکدار نیزے رہتے اور گھوڑوں کے ابریشمی زینوں میں خولصورت آویزے عجیب بہار دکھاتے۔

(۱۰) ان کے پیچھے کالوں کا عجیب قشوں ہوتا یہ ایک چادر

Marfat.com

ادڑھے اور گھٹنوں کے اوپر تک جانگیے پہنے ۔ اور کمر میں بجتا ہوا گھنٹہ باندھے سر پر شتر مرغ کے پر لگائے مستانہ چال چلتے اور ہاتھوں میں لمبے نیزے ہوتے

(۱۱) ان کے بعد ایک لمبی قطار جھنڈی برداروں کی ہوتی انکی جھنڈیوں میں سرخ اطلس کے پھریرے ہوتے اور جھنڈیوں کے اوپر فولاد کی تیز پھال لگی ہوتی۔

(۱۲) زاں بعد دولت حیدری کے شاہزادے اور سپہدار اور دوسرے افسر اور جان نثار ہوتے جو سر سے پانوں تک غرق فولاد نظر آتے عربی گھوڑوں پر سوار شمشیر زرین نیام کمر سے لگی لباس نہایت خوش رنگ اور زرکار خودوں پر جڑاؤ کلغیاں لگی ہوی بعض شوقین زرہ مینا کار پہنے ہوتے گھوڑوں کے سروں پر جڑاؤ کلغیاں اور موتی کی جھالر لگے ہوے زین عجب بہار دیتے۔ اس جماعت خاص میں کم و بیش چھ سو آدمی ہوتے۔

(۱۳) اس جماعت کے بعد اسی سوار شکاری آتے جو اسباب میں یکہ تاز ہوتے ان کے گھوڑے بھی نہایت اعلےٰ درجہ کے عربی خوبصورت سامان سے آراستہ ہوتے۔

(۱۴) زاں بعد بارہ گھوڑے سواری خاصہ کے چہل پہل دکھاتے کوتل چلتے یہ گھوڑے بہت ہی قیمتی اور شائستہ ہوتے اور ان کے زرین اور مرصع کار زین و لگام بھی لاکھوں روپئے کی قیمت کے ہوتے۔

(۱۵) ان گھوڑوں کے پیچھے ایک فوج پیادوں کی ہوتی

Marfat.com

جو سنہری موٹھ کا ایک لمبا سیاہ رنگ عصا لیے ہوتی

(۱۶) زاں بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑوں پر سوار سونے کے عصائے مرصع کار ہاتھوں میں لیے ہوتے۔

(۱۷) ان کے بعد سب منصب دار خانگی جیسے خانساماں سرگروہ نقیباں اور سلیدار حیدری وغیرہ ہوتے۔ ان کے گلوں میں طوقِ زرین انکی شناخت کا نشان پڑا رہتا۔

(۱۸) زاں بعد میر صدقات کا ہاتھی ہوتا جو پیرزادہ سید مشہور تھا۔

(۱۹) اتنے سلسلہ مواکب کے بعد نواب حیدر علی خان بہادر کا سفید ہاتھی جھوم جھوم کر خراماں ہوتا۔ اس خوش نصیب ہاتھی کے اگلے پاؤں میں چاندی کے حلقے اور گلے میں سونے کی زنجیریں پڑی رہتی تھیں۔ سب ہاتھیوں سے زیادہ بلند اور تنومند تھا۔ اس کی عماری جس میں نواب بیٹھتے۔ سوائے چار کلس کے اور کوئی زینت نہ ہوتی۔ اور دو تیر سونے کی زنجیروں سے بندھے عماری کے دونو طرف لٹکتے رہتے تھے۔ یہ دونو تیر راجہ زامورن حاکم ملیبار کی عماری میں رہتے تھے۔ جب نواب نے اسپر فتح پائی تو وہ تیر نواب کی عماری میں لٹکائے جانے لگے۔ اس ہاتھی کی مستک پر ایک زرین سپہر لگی رہتی تھی اور خواصی میں دو چینور بردار بیٹھے مورچل جھلتے رہتے تھے۔ اس مورچھل سے نہایت عمدہ خوشبو نکلتی اور دُور دُور

تک ہوا کو خوشبودار کردیتی تھی۔

(۲۰) نواب کے ہاتھی کے بعد دوسو ہاتھیوں کی قطار ہوتی تھی جو دو دو ہاتھی برابر رکھکر قائم کیجاتی تھی۔ ان پر طرح طرح کے نقرئی اور طلائی اور مرصع ہودے اور عماریاں کسی ہوتی تھیں ہر ہودے پر ایک سردار بیٹھتا تھا۔ اور اس کی خواصی میں اس کا خدمتگار ہوتا ہاتھیوں کی پوشش اور جھولیں زربفت و زرکاری کی مغرق ہوتی تھیں اور جن ہودوں یا عماریوں پر شاہزادے اور اکابر دولت سوار ہوتے وہ جواہر بیش قیمت سے مرصع ہوتیں جن میں سچے موتیوں کی جھالریں نظر آتیں۔

(۲۱) اس قطار کے بعد پانچ سربلند ہاتھی اور ہوتے انپر ایک ایک طلائی مسجد رکھی ہوتی دوسرے پر تین مچھلیاں جن کے فلوس جواہر سے بنائے گئے ہوتے۔ اور بعض جگہ میناکاری کی ہوی تھی۔ کھڑی ہوی معلوم ہوتیں تیسرے ہاتھی پر ایک بہت بڑی اور موٹی بتی کافور کی شمعدان زرین میں لگی ہوتی۔ چوتھے ہاتھی پر دو دیگچیاں سونے کی دو سنہری چوبوں پر رکھی ہوتیں پانچویں ہاتھی پر ہاتھی دانت کی بنی ہوی ایک چوکی رکھی ہوتی۔

(۲۲) زاں بعد دو رسالے حبشیوں کے اسی ساز و سامان سے پھر نکلتے جیسے پہلے نکل چکے تھے۔

(۲۳) ان کے بعد حبشیوں کی پلٹن آتی ان کا لباس قرمزی رنگ کا ہوتا۔ گلے میں چاندی کے طوق پڑے ہوتے ہاتھوں میں بھالے ا

Marfat.com

نیزے لئے ہوئے ہوتے۔

(۲۴) پھر اور ایک چالاک اور جانباز سپاہیوں کا غول ہوتا جو دو دو ملکر چلتے۔ انکا لباس ریشمی ہوتا اور اُن کے ہاتھوں میں ایک ایک نیزہ چودہ چودہ ہاتھ کا لمبا سیاہ وارنش سے چمکتا ہوا نظر آتا۔ قصہ مختصر نواب حیدر علی خان بہادر کا یہ جلوس جہاں سے گذرتا دشت و صحرا کو لالہ زار بناتا اور تماشائیوں کو باجاہ وجلال بہار دکھاتا جاتا۔ جس کا ذکر مہینوں تک ہوتا رہتا اور درمیان میں جو راجے اور نواب پڑتے وہ بڑے شوق سے اسکے استقبال کو آتے۔ اور اس کے فوجی احتشام کو دیکھتے (نذریں گزرانتے تھے)۔

قصہ مختصر جب نواب کا یہ جلوس سرینگ پٹن کے قریب پہنچا تو میر مخدوم علی خان نے بہت بڑی دہوم دھام سے مع امراء وسرداران دارالامارہ شہر سے چند میل باہر استقبال کیا۔ اور تمام امراء اور سردار اور سب اہل فوج شاداں اپنے گھروں میں داخل ہوئے۔

یل۔بی۔بورنگ۔ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ خاص خاص موقعوں پر وہ اپنی چیدہ سپاہ کو جلوس میں رکھتا۔ اور جلوس کی ترتیب بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ یہ جلوس ایسا شاندار ہوتا تھا کہ سوائے شہنشاہ دہلی کے اور کسی سردار کا جلوس ہندوستان میں اس پر سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔ اسی سے عاقل پتہ لگا سکتا ہے کہ نواب بہادر کی شان وشوکت کا کیا حال تھا۔

Marfat.com

نواب حیدر علی خان بہادر کے خصائل

نواب حیدر علی خان بہادر ایسا بہادر انسان تھا کہ اس کی بہادری کی داد نہ دینا بہادری کا خون کرنا ہے۔ وہ کبھی جنگ و جدال سے خالی بیٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے کھیل تماشوں سے بڑھ کر میدان کارزار میں لطف آتا تھا۔ اسے توپ اور تفنگ کی آواز نغمات داؤدی سے زیادہ پسند آتی تھی۔ وہ بہت بڑا اولوالعزم بادشاہ تھا۔ اگر وہ شجاعت میں چنگیز و تیمور اور نادر و نپولین سے بڑھ کر نہ تھا تو اُن سے کم بھی نہ تھا۔ وہ صرف لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا مگر اس کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اسے ہر کام میں کامل مہارت تھی وہ مادر زاد سپاہی تھا اس لئے وہ جانباز سپاہیوں کی بہت قدر کرتا تھا۔

وہ بات کا پکا قول و قرار کا پورا تھا۔ عادل و انصاف طلب تاجروں اور کسانوں کا مددگار اور صناعوں کا قدردان تھا وہ خلافوں بے وفاؤں، بےدینوں، بازوں کو بہ نظر کراہت دیکھتا تھا۔ وہ علم مجلس سے واقف تھا۔ اسے فطرتاً شاہی رعب عطا ہوا تھا۔ رعایا کو وہ اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ وہ بڑا تاڑ دار انداز تھا جو بات وہ کہتا تھا اسے کر کے دکھا دیتا تھا۔ کیا ہندو مسلمان سب کو ایک آنکھ سے دیکھتا تھا۔ انگریز اس کے نام سے کانپ

اور انگلستان کی عورتیں اس کا نام لیکر بچوں کو ڈراتی تھیں۔

اس نے سپاہی سے ترقی کرکے بادشاہی حاصل کی تھی اسلئے وہ بڑا تجربہ کار ماہر اور مآل اندیش تھا سلطنت کے بانیوں میں جو خصائص ہوتے ہیں وہ سب اس میں بدرجہ اتم موجود تھے باغیوں شریروں مفسدوں اور سرکشوں کا وہ جس قدر دشمن تھا یتیموں غریبوں مسکینوں بیواؤں فقیروں کا اسی قدر دستگیر تھا۔

مرہٹوں نظام اور انگریزوں کے مقابلہ میں وہ ہمیشہ غالب رہا۔ اگر شجاعت کو اسپر ناز اور ہر ہندوستانی کو اسپر فخر ہو تو بالکل بجا ہے۔ اس کی ذات ہی اس قابل تھی کہ ہر ہندوستانی کو اسپر فخر کرنا چاہیئے۔ وہ میدان جنگ میں سپاہیوں کو لڑانا ایسا جانتا تھا کہ جسے دیکھکر بڑے بڑے جنرل عش عش کرتے تھے وہ ہزاروں میں گھس جاتا تھا۔ اور کبھی ہراسان نہیں ہوتا۔ فراست اور قیافہ شناسی میں وہ آپ ہی اپنا نظیر تھا۔

اسکی صولت وسطوت کا یہ حال تھا کہ اس کے ملک سے رہزنی دزدی دغابازی بالکل کافور ہوچکی تھی۔ عمر بھر وہ میدان جنگ میں رہا نہ کبھی ڈرا نہ کبھی کسی حالت میں ہمت ہاری۔ وہ بڑا صائب الرائے اور سلیم الطبع تھا وہ بڑے بڑے ملکی اور جنگی مسائل کو بہت آسانی کے ساتھ حل کرلیا کرتا تھا۔

ایک انصاف پسند منصف مزاج انگریز لکھتا ہے کہ اس

نامور شخص کی نسبت قابل اطمینان رائے قائم کرنا دشوار اور امر محال ہو گیا ہے کیونکہ اس بارے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی رائیں رقابت کی وجہ سے بالکل متضاد ہیں۔

اس کے زبردست حملوں نے انگریزوں کو جس قدر ہراسان اور پریشان کر دیا تھا اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ ۱۷۸۲ء میں فوت ہوا تو مدراس میں علانیہ خوشیاں منائی گئیں۔ اور اب بھی انگریزی مورخ اس کی وفات کو قوم انگریزی کی بڑی خوش قسمتی بتاتے ہیں۔ سب سے بڑھکر اس میں یہ خوبی تھی کہ وہ وعدہ کر کے کبھی نہیں ٹلتا تھا۔ احکام اسلامی کی دل سے قدر کرتا تھا اور انکے آگے اپنا سر جھکا دیتا تھا۔ وہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی باتوں کو بھی تعصب اور تنفر کے بغیر سنتا تھا۔ اس کی قلمرو میں کامل مذہبی آزادی تھی وہ کسی کے مذہب پر کبھی بیجا حملہ نہیں کرتا تھا۔

بعض لوگوں نے اسے مادہوجی سندھیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور مہاراجہ سیواجی کے مشابہ لکھتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ ان سب سے بہت اونچی شخصیت کا انسان تھا۔ بلکہ وہ مذکورہ تینوں شخصوں کے اوصاف کے مجموعہ کا واحد حامل تھا۔ بلکہ سچ پوچھیے تو اٹھارہویں صدی عیسوی میں اس کے درجہ کا آدمی ہندوستان ہی میں کوئی نہ تھا۔

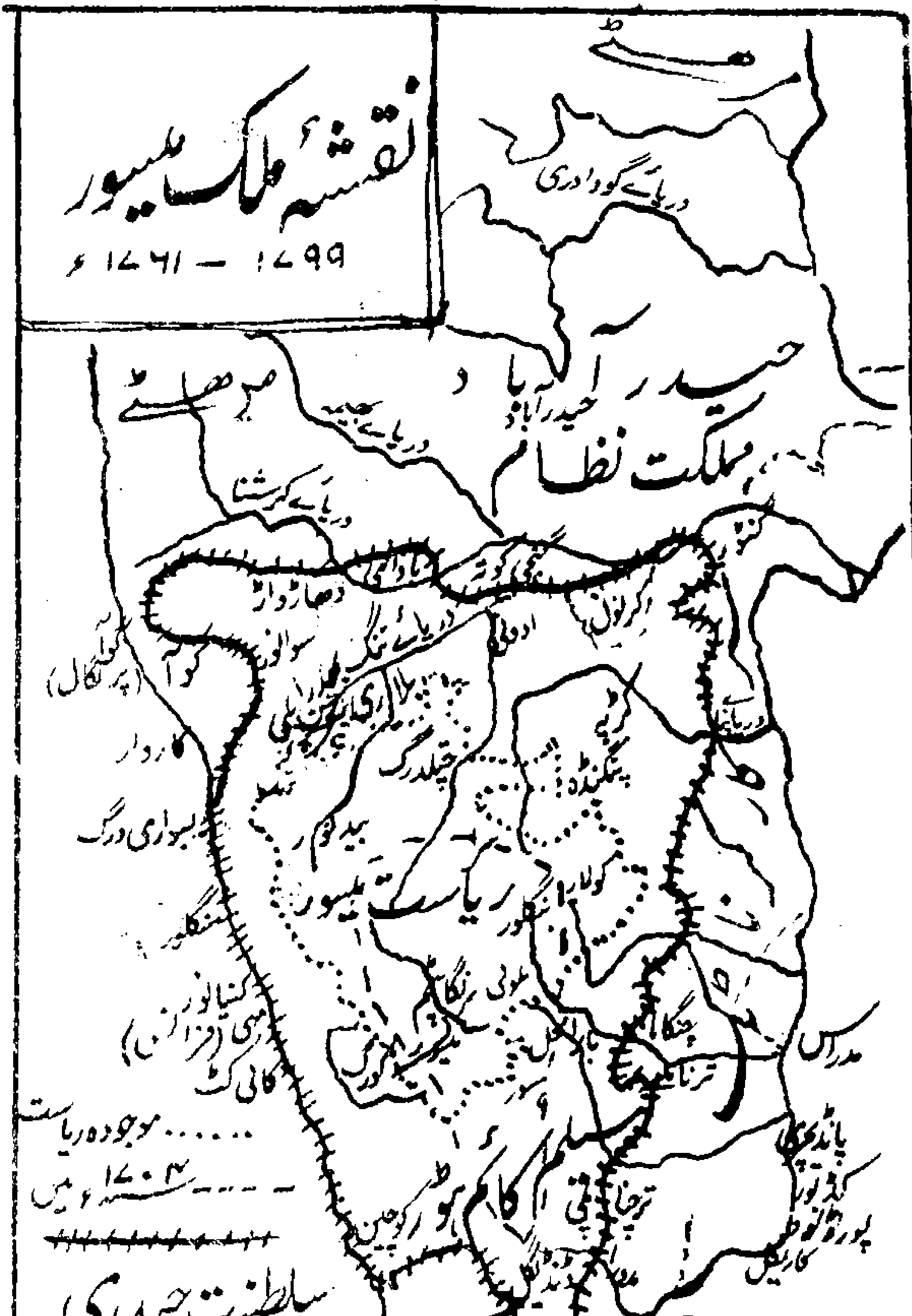

نقشۂ ملک میسور
۱۷۶۱ - ۱۷۹۹ء
دریائے گوداوری
حیدر آباد
مملکت نظام
دریائے کرشنا
مرہٹے
دریائے تنگبھدرا
ریاست میسور
مدراس
کالی کٹ
کاروار
موجودہ ریاست
سلطنت حیدری
کی سرحد

Marfat.com

باب دوم

انتظام سلطنت عدل و داد اخلاق و عادات وغیرہ

پہلی فصل

زمین کا لگان

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب میسور پر قبضہ کیا، وہ ایک معمولی ریاست تھی جبکو اس نے اپنی حکمت عملی، بہادری، اور جوانمردی سے بادشاہت یا سلطنت بنا دیا۔ نواب بہادر کے انتقال کے وقت مقبوضات کرناٹک یعنی نواب ارکاٹ سے فتح کردہ پچیس گرٹیوں کے علاوہ اسکے ماتحت اسی ہزار مربع میل سرزمین تھی۔ اور اکاون پالیگار اور نواب اس کے خراج گزار تھے۔ اسکے ممالک محروسہ کی آمدنی دو کرڑ دس لاکھ ہن یعنے ساڑھے سات کرڑ روپیئے کی سالانہ آمدنی تھی اور اس کی رعایا پچھتر لاکھ نفوس سے زیادہ تھی۔ (نقشہ سلطنت حیدری کو دیکھو)

اس نے اپنے ممالک محروسہ کو بیس ضلعوں پر اور ہر ضلع کو چالیس تعلقوں پر تقسیم کر رکھا تھا۔ اس زمانے میں موجودہ ز

کی طرح زمین کی پیمائش نہیں ہوی تھی نہ سرکار ہی کی طرف سے زمین رعایا کو کندایہ پر مل سکتی تھی۔ بلکہ سرکار کی طرف سے ایک ایک گڑھی کسی خاص مدت کے لیے کسی زمیندار کو آمدنی کا اندازہ لگا کر دی جاتی تھی اور وہ کسانوں میں زمین تقسیم کرتا اور ان سے مالگزاری وصول کرتا تھا۔ اسے سرکار کے طرف سے معقول معاوضہ مل جایا کرتا تھا۔ مالگذاری نہایت نرمی کے ساتھ کئی قسطوں میں وصول کی جاتی تھی۔ اور ضرورت پر جنگی اخراجات کے لئے رعایا کی خوشی سے کچھ نذرانہ بھی لیا جاتا تھا۔

وہ تمام علاقہ جسے آجکل میسور کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حیدر علی کی دست برد سے پہلے کبھی کسی ایک حکومت کے ماتحت نہ تھا۔ نہ حیدر علی کی شہرت سے پہلے اس ملک کا نام میسور تھا بلکہ جب سے اس علاقہ کی تاریخ کا سراغ ملتا ہے اس وقت سے یہاں دو تین ریاستیں قائم تھیں اور اس پورے علاقے پر سلطنت دیجانگر کا بھی قبضہ نہ تھا۔ جب دیجانگر کی قوت میں زوال آیا اور چھوٹے چھوٹے پرگنوں کے زمیندار جنہیں پالیگار یا نائک کہتے ہیں خود مختار ہو گئے۔ تو میسور یا (سرینگا پٹن) کے حاکم یا ڈیر کی حیثیت بھی اس وقت ایک بڑے زمیندار سے زیادہ نہ تھی۔ اگرچہ اس کے قبضہ میں دوسروں کی نسبت زیادہ علاقہ تھا۔

نظم و نسق کے شعبے

حکومت کے تین بڑے صیغے تھے

Marfat.com

جو دفتر فوج اور خزانہ کے نام سے موسوم تھے۔ ایک ایک صیغہ مختلف شاخوں پر منقسم تھا۔ ان صیغوں کے انتظام اور نگرانی کے لیے ایک دیوان اور تین بخشی مقرر ہوا کرتے تھے۔ علاوہ بریں انکے ماتحت بیس فوجدار ستو معاملہ دار اور ستو سر رشتہ دار بہت سے قلعہ دار اور ہر ایک کچہری میں کئے کئے منشی اور متصدی تھے۔ اور کنداچار کے نام سے بے شمار نوکر متعین تھے جو دیوانی اور فوجداری کی خدمت بھی ادا کرتے تھے۔ اور ملکی امور میں بھی حصہ لیتے تھے اور مختلف قلعوں پر مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی مقرر تھے۔ جن کے لیے اُن قلعوں میں ہمیشہ چھ چھ مہینوں تک کافی ہونے کے قابل غلہ (چاول، گیہوں، راگی وغیرہ اناج) رکھا تھا۔ ان سب باتوں کے کے سوا ستره سو سے زیادہ ہرکارے تھے جو تیز روی خطوط اور خبر رسانی میں اپنی نظیر آپ تھے۔

زمانۂ قدیم سے جنوبی ہندوستان میں دستور تھا کہ رعایا سے مختلف قسم کا محاصل وصول کئے جاتے تھے۔ اسی لئے دکن میں آٹھ کُدو نو کتوال کی ضرب المثل بولی جاتی تھی۔ غریب نوازی اور رعایا پروری کے لحاظ سے نواب بہادر نے سب محاصل یکلخت موقوف کردیئے۔ اور ان کے عوض کسی قدر مالگذاری کی مقدار جس سے رعایا پر بار نہ پڑ سکے بڑھا دی تھی جس کو رعایا نے بطیبِ خاطر منظور کرلیا تھا۔ حقیقت میں اس اصلاح سے رعایا کو بہت ہی راحت حاصل ہو چکی تھی۔

Marfat.com

دیوان اور بخشی

نواب بہادر ہر پانچ سال کے بعد دیوانوں کو اُن کی خدمت سے معزول کرکے دوسروں کو انکی جگہ مقرر کر لیتا تھا۔ اسطرح اسکی عہد حکومت میں علی الترتیب دنکٹیا۔ چنیا۔ اسد علی خان۔ صلاحیت خان۔ اور میر صادق یکے بعد دیگرے دیوان ہوئے تھے۔ ابھی میر صادق٭ معزول نہ ہوا تھا کہ نواب بہادر نے قضا کی

دیوانی کا عہدہ چونکہ ایک بڑا با اختیار عہدہ تھا نواب اس خوف سے کہ کوئی دیوان اپنے اختیارات کو بیجا طور پر کام میں لاکر رعایا کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اسی لئے ہر پانچ سال کے بعد دیوانوں کو معزول کر دیتا تھا۔ یہ کام ضرور اسکی مآل اندیشی پر مبنی ہے۔ پورنیا صیغہ دفتر کا بخشی تھا۔ وہ عہد حیدری میں بہت امانت سے کام کرکے نواب بہادر کے دل پر چڑھ گیا تھا۔ کشن راو صیغۂ خزانے کا بخشی تھا۔ اسے بعض موقعوں پر صیغۂ دفتر کے جائزہ لینے کی اجازت تھی۔ میر مخدوم صاحب جو حیدر علی کے نسبتی برادر تھے صیغۂ فوج کے بخشی تھے۔

پٹ مادہیا۔ بالاجی رام۔ اپاجی رام۔ رنگپا نایک۔ رگھو پتیا رام گری رام راجیا۔ دنکٹیا۔ چنیا۔ ڈنڈکل دنکٹیا۔ چنیا۔ مدگری ونکٹیا تمپیا وغیرہ بڑے بڑے افسر ہندو تھے اور مختلف اعلےٰ عہدوں پر مامور تھے جن میں اکثروں کی تنخواہ ماہانہ ہزار روپیہ سے زیادہ تھی۔

بعض مسلمان فوجی افسر محمد علی کمیدان میر رضا علی خان

٭ بعض لکھتے ہیں کہ میر صادق کو ارکاٹ کی گرودگیری دی تھی۔

بدر الزماں خاں۔ غلام علی خان۔ شیخ عمر۔ غازی خاں میر مخدوم علی خاں فیض اللہ خاں۔ مرزا حسین علی بیگ۔ مہا مرزا خاں۔ شیخ جعفر لالہ میاں۔ خاکی شاہ۔ محمد خان۔ ایاز خاں نمبردار خاں۔ محمد مخدوم ابو محمد میردہ۔ محمد امین شجاع الدین میر معین الدین خاں۔ یاسین خاں اور دو شہزادوں کے سوا باقی تمام چھوٹے بڑے عہدوں پر ہندو ہی مامور تھے۔ موشیر لالی اور بعض فرانسیسی فوجی افسروں کی تنخواہ۔ کیا ہندو کیا مسلمان دونوں کی نسبت زیادہ تھی۔ جن میں کسی کو تین ہزار کسی کو چار ہزار اور کسی کو پانچ ہزار روپیہ ملتے تھے۔

مذکورۂ بالا فوجی افسروں میں غازی خان فیض اللہ خان میر مخدوم علی خاں۔ محمد مخدوم۔ محمد علی کمیدان۔ ایسے تجربہ کار جانباز اور جنگ آزمودہ افسر تھے کہ فتح و نصرت وہ جدھر جاتے تھے ان کے قدم چومتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ میر صادق کو دیوانی نہیں گرد گیری دی تھی۔

دار الضرب یا ٹکسال

نواب حیدر علی خان بہادر نے پہلے پہل حیدر نگر میں "ہن" روپیہ" اور پیسے مضروب کر کے ملک میں پھیلائے اسکے بعد بہادری ہن اور بہادری روپیئے کے نام سے سکے مضروب ہوئے جہاں کہیں موقع ملتا نواب بہادر کے حکم سے وہاں سکے مضروب کئے جاتے تھے۔ ہمیشہ سکوں میں اصلاح کی جاتی تھی۔ سکوں میں ایک طرف حرف "ح" اور دوسری

طرف سن ہجری اور سن جلوس اور مقام ضرب لکھا جاتا تھا۔ ایک بار نواب بہادر کا بہت بڑا سفید ہاتھی مرگیا جو اسکی سواری کے لئے خاص تھا۔ جسے وہ بہت عزیز جانتا تھا۔ نواب بہادر کے حکم سے اس وقت جو سکے مضروب ہوئے وہ ان میں ہاتھی کی شکل ڈھلوائی گئی تھی۔

نواب بہادر کی مہریں

نواب بہادر کی مہریں بہت صاف اور خوش نما ہوتی تھیں ایک مہر پر مذکورالذیل سجع کندہ تھا ؎

بہر تسخیر جہاں شد فتح حیدر آشکار — لافتیٰ الّا علی لاسیف الّا ذوالفقار

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک اور مہر تھی جس پر یہ سجع کندہ تھا۔ ؎

ثانی سلطان سکندر قاتل کل کافراں — نائب دین محمدؐ حیدر آخر زماں

نواب بہادر کی بے تعصبی کو دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ روایت ہی غلط ہے۔ یا یہاں لفظ قاتل نہیں ہے بلکہ کوئی اور لفظ ہے جس کو راویوں نے قاتل سمجھ لیا ہے یا پڑھ لیا ہے۔ علاوہ بریں اس کے بعد اور مہریں بھی بنوائی گئیں جن میں صرف نواب حیدر علی خان بہادر بادشاہ میسور کندہ تھا بعض مہروں پر صرف نواب حیدر علی خان بہادر کندہ تھا۔

دربارِ حیدری

نواب بہادر کا دربار بڑی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوتا تھا۔ اس دربار میں کسی کو سرگوشیاں کرنے کی یا بات چیت کی اجازت

Marfat.com

نہ تھی۔ وہ ہر امر میں اپنی مرضی کے موافق احکام صادر کرتا تھا کسی کو اس کے فرمان کی مخالفت کرنے کی مجال نہ تھی۔ اسکے دربار میں عموماً طرزِ حکومت انتظام مملکت۔ بندوبست۔ ہتھیار اوزار۔ ہاتھی گھوڑے اور موقتی ضرورتوں کا تذکرہ ہوتا۔ اہم معاملات طے ہوتے۔ انکے متعلق احکام صادر کئے جاتے اس دربار میں معقول صلاح اور رائے کی بھی بہت عزت تھی۔

نواب بہادر کے دستخط

دربار حکومت سے حکمرانوں کو جو فرامین اور منشور صادر ہوتے تھے اُن پر نیز دوسرے ممالک کے حکمرانوں کے ساتھ جو خط وکتابت کیجاتی تھی اُسپر بھی دستخط کرنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس لئے نواب بہادر نے مشق کرکے اپنے نام کا پہلا حرف اور وہ بھی الٹا لکھنا سیکھا تھا اور اسطرح (ں) اپنا دستخط کیا کرتا۔

تقسیم تنخواہ

نواب بہادر نے تقسیم تنخواہ کو بیٹے کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ کبھی شمسی۔ اور کبھی قمری مہینوں کے حساب سے تنخواہیں تقسیم ہوتیں۔ سرکاری نوکروں کو تکلیفات سے بچانے کی غرض سے پندرہ پندرہ دن کے بعد بھی ضرورت پر تنخواہیں دیجاتی تھیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ تنخواہ ایک یا دو دن دیر سے ملا کرتی تھی مگر بعض خودغرض معترض یہ کہتے ہیں کہ یہ دیر عمداً کرائی جاتی تھی تاکہ تنخواہ ملنے کے بعد سے پھر نئے مہینے کا حساب کیا جائے۔ یہ بات سراسر غلط معلوم ہوتی ہے

Marfat.com

کیونکہ وہ اپنے نوکروں کو ہمیشہ تنخواہ کے سوائے انعام و اکرام سے سربلند کیا کرتا تھا اور مال غنیمت میں سے بھی سپاہیوں کو کافی حق پہنچ جایا کرتا تھا۔ جو آدمی اسطرح کا فیاض ہو اس سے مذکورہ بالا رکیک حرکت کا صادر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔

رشوت ستانی

نواب بہادر راشی اور مرتشی دونوں کا سخت دشمن تھا جب یہ معلوم ہوتا کہ فلاں عہدہ دار نے رشوت لی ہے۔ تو وہ اسے سخت سزا دیتا تھا یہی نہیں بلکہ اس کے مال و املاک کو ضبط کر لیتا تھا۔ اس لیئے ملک میں بالکل رشوت کا سد باب ہو چکا تھا۔

خیانت اور غبن

جو شخص آدمی سرکاری مال کو غبن کرتا یا امانت میں خیانت کرتا ایسے آدمی کو وہ کوڑوں سے پٹواتا۔ اور اس کی جائداد ضبط کر کے اس سے ہرجانہ وصول کرواتا تھا۔

چوری اور رہزنی

رہزنی اور چوری کا ہوکر سے بہت ...

خفیہ پولیس اور جاسوس اسقدر مقرر کیے گئے تھے کہ ... ڈاکہ زنی وغیرہ جرموں کے ارتکاب کرنے والوں کا وہ ہر صورت پتہ لگا لیتے تھے ایسے مجرموں کو بھی سخت سزا دیجاتی تھی۔ اگر اتفاقاً مجرموں کا پتہ نہ چلتا تو جس احاطہ یا

Marfat.com

جب گڑھی یا گاؤں میں یہ واردات ہوتی وہاں کے پٹیل پٹواری چودھری اور بارسوخ آدمیوں پر اسکی ذمہ داری عائد کی جاتی تھی۔ اس قسم کی تعزیروں کو موجودہ زمانے کے لحاظ سے سخت بتلانا بڑی غلطی ہے کیونکہ اس زمانہ میں عام طور پر ہر جگہ ایسی ہی سزائیں دیجاتی تھیں۔

محکمۂ جاسوسی

نواب بہادر کا محکمۂ جاسوسی بہت وسیع تھا جس کا خرچ لاکھوں روپیوں تک ہوا کرتا تھا۔ یہ مخبر ممالکِ محروسہ کی ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کی بھی صحیح صحیح خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ جن کی بدولت نہایت احتیاط سے فوراً تدارک کرلیا جاتا تھا۔ یہ جاسوس سرکاری عہدہ داروں، تاجروں، کسانوں اور مسافروں تک کے حالات کی خفیہ خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ اس لئے ملک میں بدامنی ظلم وستم وغیرہ جرائم ہو نہیں سکتے تھے۔

تقسیمِ اوقات

نواب بہادر سورج کے طلوع ہونے سے پہلے خواب سے بیدار ہوتا ہاتھ منھ دہو کر برآمدے میں ایک چوکی پر بیٹھتا سب سے پہلے جاسوس اور مخبر حاضر ہوتے تھے اور گذشتہ روز کے حالات من وعن بیان کرتے آیندہ کیلئے جو فرمان ہوتا وہ سنکر ادب بجالاتے اور واپس ہوتے تھے۔

پھر عہدہ دار آتے ضلعوں اور تعلقوں کی عرضیاں پیش کرتے ملکے متعلق جو احکام صادر ہوتے ان کے موافق عمل کرتے انہیں تاکید کیجاتی

تھی کہ ہمیشہ رعایا کی راحت اور خوشی مدنظر رکھی جائے۔

اس کے بعد نواب بہادر سرکاری کارخانوں کے معائنے کے لئے جاتا۔ وہاں کے کارکنوں اور کارندوں کو اچھی طرح کام کرنے اور پھرتی کے ساتھ ہر ایک کام کو انصرام کو پہنچانے کی ہدایت کرتا۔ کارخانوں سے واپس آکر دربار عام کرتا۔ یہاں ضروری باتوں پر بحثیں ہوتیں اور ہر امر میں غور و فکر کے بعد فرمان جاری ہوتے دربار عام کے بعد وہ محل میں جاتا خاصہ تناول کرتا کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک آرام لیتا اور پھر حرم بادشاہی میں جاکر اہل حرم کے رنج و راحت کو سنتا اور انہیں جو ہدایتیں کرنی ہوتیں دا کرکے باہر آتا۔

عصر کے وقت عربی گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو جاتا تھوڑی دیر تک اسطرح دل بہلانے کے بعد دربار میں آکر عرضیاں سنتا۔ اور ان کے جوابات لکھواتا ضروری فرمانوں پر دستخط کرتا اور مہریں لگواتا تھا اسکے بعد تھوڑی دیر تک آرام سے بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ پھر تھوڑی دیر تک چہل قدمی کرکے خوابگاہ میں جاکر استراحت کرتا۔

حزم و احتیاط

نواب بہادر ہر ایک کام بڑی احتیاط سے کرتا تھا۔ یہاں تک کہ رسیتوں قنانوں۔ زینوں۔ لگاموں۔ اور حصیر دں تک کو اپنے زیر حفاظت سے رکھواتا۔ استعمال کے بعد ہر چیز اس جگہ رکھائی جاتی تھی۔ جہاں سے وہ

Marfat.com

اٹھائی گئی تھی۔ وہ کسی کام کو یا کسی چیز کو حقیر جان کر اس سے بے پروائی نہ کرتا تھا۔ اپنے آقا کو محتاط دیکھکر نوکر چاکر بھی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی احتیاط اور سلیقہ سے کیا کرتے تھے۔

خفیہ گشت

نواب بہادر دارالحکومت میں یا کسی اور شہر یا مقام میں ہوتا تو آدھی رات کو لباس بدل کر اپنی خوابگاہ سے نکلجاتا۔ گلی گلی پھرتا مسافرخانوں کے پاس جاتا لوگ آپس میں جو بات چیت کرتے وہ سنتا غریبوں مفلسوں ناداروں کو پاتا تو انہیں کچھ دیتا مظلوموں اور مصیبت زدوں کا پتہ چلتا تو دوسرے روز انہیں پیشی میں بلاتا۔ ان کی عرض و معروض کو سنتا۔ اور ان کی دادرسی کیا کرتا تھا۔

عہدہ داروں کا تقرر

جب تک کوئی شخص کسی کام کا اہل نہ ہوتا تھا۔ وہ اسے اس کام پر مامور نہیں کرتا تھا ہر ایک آدمی کو اسکے حوصلے کے موافق کام دیتا تھا۔ چالاک، چست، تندرست اور امانت دار آدمیوں ہی کو عملداری فوجداری قلعہ داری اور سپہ سالاری وغیرہ ملتے تھے۔ وہ سست اور کاہل آدمیوں کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتا تھا۔ جو عہدے دار بے پرواہ اور ظالم ہوتے تھے انہیں معزول کردیتا تھا۔ معزول شدہ آدمیوں کو اسکے ممالک محروسہ میں پھر کبھی کوئی نوکری نہ ملتی تھی۔

Marfat.com

تعمیرات

نواب حیدر علی خان بہادر نے کروڑہا روپیئے خرچ کرکے نئے قلعے بنوائے پرانے قلعوں کی مرمت کروائی ٹوٹے پھوٹے تالابوں کی ترمیم بھی اسکے نظروں سے نہیں بچی تھی مہمان خانے سرائیں بھی اس نے بہت سی بنوائیں شہر گنجام کو اسی نے بسایا تھا۔ تلگھاٹ کی بعض تعمیریں اسی کے شوق تعمیر و ترمیم کی شاہد عادل ہیں۔

تاجر و صنّاع

وہ تاجروں اور صنعت گروں کی بہت قدر کرتا تھا۔ ان کی تائید کو اپنا فرض سمجھتا تھا جو چیزیں وہ لاتے ان کو گراں قیمت پر خریدتا ہی نہ تھا بلکہ انہیں انعام واکرام بھی دیا کرتا تھا۔ تا امکان تاجروں اور صناعوں کو وہ خوش وخرم رکھا کرتا تھا۔ جو تاجر گھوڑے اور ہاتھی لاتے تھے ضرور ان کو دیکھ بھال کر منہ مانگی قیمت پر خرید کر لیا کرتا تھا۔ اگر تاجروں کے گھوڑے انکے ممالک محروسہ میں مرجاتے تھے تو سرکار کی طرف سے ان گھوڑوں کی نصف قیمت شاہانہ فیاضی سے ادا کی جاتی تھی۔ اسلیئے لوگ دور دور سے اسکے لئے عمدہ گھوڑے لایا کرتے تھے اگر کوئی تاجر اثنائے راہ میں کچھ گھوڑے فروخت کرکے باقی گھوڑے پیش کرتا تو نہ دیئے گھوڑے آپ خریدتا تھا نہ دوسروں کو ان گھوڑوں کے خریدنے کی اجازت دیتا تھا۔

مختلف بولیاں

گو نواب بہادر پڑھا لکھا انسان نہ تھا

اور اپنے دستخط تک کرنا نہیں جانتا تھا۔ مگر فطرتاً ملک داری کا ملکہ اسے ملا ہوا تھا وہ اردو (دکنی) کنڑی تلنگی مرہٹی۔ ٹمل۔ زبانوں کو بخوبی سمجھتا اور آپ بھی بولتا تھا۔ یہی نہیں ان زبانوں میں سے ہر ایک زبان میں اپنے مافی الضمیر کو سلاست کے ساتھ ادا کرتا تھا۔

قوت حافظہ

اس کا حافظہ بہت تیز تھا اسے برسوں کی بات یاد رہتی تھی جو بات ایک بار سنتا یا کسی شخص کو ایک بار دیکھ لیتا تو پھر کبھی اسے نہیں بھلاتا تھا کئی آدمی پسِ پردہ ہو کر بات چیت کرتے تو بھی ان کی اکھٹی آوازیں سنکر بتادیا کرتا تھا کہ فلاں فلاں آدمی بول رہے ہیں ایک بار اسنے اپنے ایک نوکر سے تقریباً دس سال کے بعد کہا کہ فلاں روز فلاں قسم کی ایک زین میں نے تیرے حوالے اس غرض سے کی تھی کہ تو محفوظ رکھے وہ لے آ۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ غیر معمولی حافظہ کا انسان تھا۔ مصنف تاریخ حیدر آباد لکھتے ہیں کہ "گو پڑھنا لکھنا اس کو نہ آتا تھا مگر حافظہ ایسا بلا کا تھا کہ قلم دوات سے کا منہ کالا کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔

بے تعصبی رواداری

نواب حیدر علی خان بہادر بہت ہی بے تعصب بادشاہ تھا اُسنے ہندوؤں کے مندروں کو وظیفے دیئے پوجاریوں کو مدد دی ۔ پادری شارٹس جب سریرنگ پٹن آیا تھا تو اسے اجازت دیدی تھی کہ وہ آزادی

کے ساتھ مذہبی وعظ کرے اور لوگوں کو عام اجازت تھی کہ جس کا جی چاہے
اس کا وعظ سنے اسمیں سرکار کی کچھ مخالفت نہیں" دی میسور رائل فیملی
کا مصنف اپنی کتاب کے ۲۱۰ ویں صفحہ میں لکھتا ہے کہ سرنگاپٹن میں
اسوقت جو رنگناتھ کا مندر ہے وہ حیدر علی خان بہادر ہی کا بنوایا ہوا ہے
کیونکہ عہد حیدری میں قدیم مندر کو آگ لگ کر وہ جلکر خاکستر ہو گیا
تھا دوبارہ ۱۷۷۲ء میں نواب بہادر کے حکم سے بنوایا گیا۔

محترمہ سیتا دیوی بی۔ اے۔ اپنے ایک تحقیقاتی
مضمون میں لکھتی ہیں کہ ریاست میسور میں ننجنگڈ کا جو مشہور مندر ہے وہ
حیدر علی کی رواداری کی بہترین یادگار ہے۔ بدنام حیدر علی جب ایکمرتبہ
ادھر سے گذرا تو اس نے ہیرے کی دو آنکھیں خاص طور پر بنوا کر بت کے
لگادیں۔ اور ایک بڑی جاگیر مندر کے لئے دیدی۔ چنانچہ آج ہیرے کی
دو آنکھیں بھی مورت میں موجود ہیں اور جاگیر بھی۔ کون انصاف پسند
ہے؟ جو اس بدیہی ثبوت کے بعد بھی حیدر علی سلطان کو متعصب اور
ہندو کش کہہ سکے۔

مسٹر بل۔ بورنگ کی تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ
کھنڈے راؤ کے ساتھ پالا پڑنے سے اس کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ برہمن دغاباز
ہوتے ہیں پھر بھی اس کو مالگذاری کا انتظام اس ناقابل اور غیر معتبر قوم
کے سپرد کرنا پڑا۔ اس نے سارا انتظام انھیں کے سپرد کردیا تھا۔

Marfat.com

دوسری جگہ مسٹر بل بورنگ لکھتا ہے کہ حیدر علی میں تعصب نام کو بھی نہ تھا۔ اور اس قسم کے مذہبی خیالات سے حتی الوسع اجتناب کرتا تھا۔ اور جب تک اس کے افسر فرمانبردار رہتے تھے اس وقت تک اس کو اس بات کی ذرہ بھی پروا نہ ہوتی تھی کہ وہ کونسے مذہب وملت کے پیرو ہیں۔

عدل و انصاف

اس کے پاس کیا امیر کیا غریب سب کے لئے ایک قانون تھا۔ اس نے ایک دفعہ ٹیپو سلطان کو کوڑے لگائے۔ چتلدرگ پہ شہزادہ ٹیپو سلطان نے بیکار فوجکشی کی اور فتح نہ کیا۔ اس کوتاہی کے سبب سے جو سرکاری اخراجات ہوئے تھے انکی تلافی شہزادہ کے صرف کے لئے ملوں کی جو گڑھیاں چھوڑ رکھی تھیں اُن کی ضبطی سے کرلی۔

مرہٹوں کے حملوں کے زمانے میں چھاپہ مارنے سے مرہٹوں کا جو مال و اسباب ٹیپو سلطان کو مل گیا تھا۔ اس کی رپورٹ کرنے میں دیر ہوئی تو شہزادہ ٹیپو سلطان کو دو ہزار ہون کا جرمانہ لگایا گیا۔ جو اس کے صرف خاص سے وصول کرلیا گیا۔

ایک روز سرشام نواب بہادر حسب دستور کوچہ بازار میں ہوا خوری کے لئے نکلا۔ ایک بڑھیا نے فریاد کی کہ میں غریب بیوہ ہوں میری لڑکی کو آپ کے ایک افسر آغا محمد نے چھین لیا ہے یہ عرضی اس بڑھیا

Marfat.com

نے عرضی گیروں کے سردار حیدر شاہ کے ہاتھ میں دی۔ حیدر شاہ نے باتیں بنا کر نواب بہادر سے کہا کہ وہ پردہ نشین نہیں کسبیوں اور خانگیوں کیطرح بسر کرتی ہے اسلئے آغا محمد نے اسے گھر میں ڈال لیا ہے۔ نواب بہادر نے بخوبی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکی پردہ نشین اور شریف ہے تو لڑکی بڑھیا کو دلادی حیدر شاہ کو غلط بیانی پر دو سو کوڑے لگوانے کا اور آغا محمد کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ یہ ہے عدل یہ ہے انصاف

خوش مذاقی

نواب حیدر علی خان بہادر نے سرینگ پٹن میں قلعہ کے باہر مشرق رُخ ایک پُر فضا باغ اور اس میں ایک عمدہ محل بنایا اور اس کا نام دریا دولت رکھا۔ اس میں مختلف ملکوں سے پھولوں کے پودے منگوا کر لگوائے اور سنگم کے متصل ایک بڑا باغ بنوایا جسمیں مختلف قسم کے پھولونکے نیز اقسام کے میووں کے درخت لگوائے اور وہاں بے شمار روپیہ خرچ کرکے ایک عمدہ بارہ دری بنوائی تھی جس میں سنہری اور روپہلی گلکاریاں کی گئی تھیں اور اس کے متصل ایک رنگ محل بھی بنوایا تھا۔ بنگلور میں جو لال باغ ہے وہ بھی نواب بہادر ہی کا بنوایا ہوا ہے جسمیں اقسام کے پھولوں کے پودے اور میووں کے درخت لگوائے اور سینکڑوں نوکر رکھکر اُن پودوں کو پانی سینچوایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ لال باغ کے اطراف پہار دیواری اور درمیان میں ایک عمدہ محل بھی بنایا تھا شاید یہ محل اُسی

Marfat.com

جگہ بنا ہوا ہوگا جہاں آج آئینہ محل ہے۔ علاوہ بریں شہر حیدر نگر کو ایسا آراستہ کرایا تھا کہ جبکی ہر گلی اور کوچہ میں عمدہ روشیں بنی ہوئی تھیں اور ان روشوں کے دونوں طرف عمدہ عمدہ پھولوں کے پودے لگوائے تھے اور سڑکوں پہ کنکر بچھوا کر سڑکیں پختہ کرادی تھیں۔ حیدر نگر نیز میسور اور بنگلور میں بھی عمدہ شاہی محل تعمیر کروائے گئے تھے۔

کھیل اور تماشے

نواب بہادر ایک جری آدمی تھا اس سبب سے وہ جرأت کے کاموں کو بہت پسند کرتا تھا وہ تفریح کے طور پر کھیل تماشوں کی ترتیب کے احکام دیتا محل کے روبرو بیلوں مینڈھوں بھینسوں اور ہاتھیوں کو لڑوا کر ان کا تماشہ دیکھتا۔ پہلوانوں کی کشتیاں ہوتیں شاہانہ فیاضی سے پچھاڑنے اور پچھڑنے والے دونوں کو انعام دیتا۔ ریچھوں اور شیروں کے ساتھ آدمیوں کو لڑاتا اگر آدمی غالب آتے تو انعام سے مالا مال ہوتے۔ اگر درندے غالب آنے ہی کی صورت دکھائی دیتی تو وہ خود تاک کر ایسی گولی مارتا کہ درندے وہیں ڈھیر ہو جاتے اور آدمی بچ جاتے تھے۔

تنخواہ محفوظہ

نواب بہادر کے حکم سے سواروں کو مہینے میں صرف بیس دن کی تنخواہ دیجاتی تھی۔ اور دس دن کی تنخواہ محفوظ رکھی جاتی تھی اسطرح جمع شدہ روپیہ ان کی ضرورتوں کے وقت مثلاً بیاہ شادی میں اور دوسری تقریبوں اور براتوں

Marfat.com

میں دیا جاتا تھا۔ مگر اس عمدہ اور بہترین طریقہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ روپیہ خزانہ ہی میں رہجاتا تھا۔ پھر پوچھنے کی مجال کون کرتا تھا اس رکیک اعتراض کا جواب ہی کیا ہے۔

شادی برات

شادی براتوں اور دوسری تقریبوں کے منانے کے لئے سرکاری اجازت کی ضرورت تھی جو لوگ ایسے تقریبوں میں شریک ہوتے پرچہ نویس اُن کی حالتوں اور حرکتوں اور کاموں سے واقف ہوکر خفیہ رپورٹ بھیجا کرتے تھے۔

شورش اور ہنگامے

سرکاری تاکید تھی کہ لوگ شارع عام پر یا کسی خاص جگہ پر اکھٹے ہوکر شور و شر نہ کریں۔ یا بات چیت کرتے نہ ٹھیں تاکہ لوگوں کی آمد و رفت اور اُن کے کاروبار میں ہرج واقع نہ ہو۔ اس فرمان کے خلاف ارتکاب کرنے والوں کی باز پرس کیجاتی تھی۔ اور ان سے تاوان لیا جاتا تھا۔ اس سبب سے لوگ نہ کہیں بیجا طور پر جمع ہوتے تھے اور نہ کوئی ہنگامے کی صورت پیدا ہوتی تھی۔

مسافروں کی آمد و رفت

ممالک محروسہ میں کوئی اجنبی مسافر آتا تو سرکاری نوکر اسکی جامہ تلاشی کرتے تھے اگر اسکے پاس راہداری نہ ہوتی تو اسکو سفر کرنے سے روک دیتے تھے اس لئے مسافر بھی خفیہ طور پر آتے اور سرکاری

Marfat.com

نوکروں کی نظر سے بچتے رہتے تھے۔ اگر ممالک محروسہ کے باشندے بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تو انہیں سرکاری کچہریوں سے راہ داری لینی پڑتی تھی۔

سرکاری نوکر اور رخصت

کیسی بھی ضرورت ہو سرکاری نوکر کو اجازت کے بغیر کہیں آنے جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اسلئے اکثر سرکاری نوکر اس خوف سے کہ رخصت کی اجازت ملنے تک ایک مدت گزر جائیگی بھیس بدل بدلکر اپنے کاموں کو جاتے اور وہاں چھپ چھپا کر رہتے پھر وہاں سے آنکھ بچا کر آتے اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے یا اپنی اپنی نوکریوں پر داخل ہو جاتے تھے۔

دسہرہ

گو نواب بہادر مسلمان تھا مگر اپنی ہندو رعایا کی خوشی کے لئے۔ کیونکہ اپنے بادشاہ کو اوتار مانتی ہے جشن دسہرہ مناتا تھا جسمیں قدیم راجاؤں کے راجکماروں کو بھی شریک کرلیتا تھا۔ اس زمانہ میں ہر قسم کے کھیل تماشے ہوتے تھے۔ جسے دیکھکر سب خوش ہوتے تھے۔ اس جشن میں فوجداروں منصب داروں اور عہدہ داروں کو خطاب اور خلعت دیئے جاتے تھے اور مستحق نوکروں کو انعام و اکرام بھی ملا کرتا تھا۔

رعایا کی عام حالت

عہد حیدری میں رعایا خوش حال اور فارغ البال تھی اگر دشمن ان پر

لوٹ پڑتے اور لوٹ مار کرتے تو سرکار کیطرف سے اُن کا ہرجانہ ادا کر دیا جاتا تھا۔ نواب بہادر ہمیشہ اپنی رعایا کی خوشحالی کو مدِ نظر رکھتا تھا اسکی سلطنت میں رعایا کے ایسے بھی گھر تھے جن میں تیس ۳۰ تیس ۳۰ مرد اور پندرہ پندرہ عورتیں کام کرنے والی ہوتی تھیں اوران کے ہاں بارہ ہل۔ بیس جوڑی بیل پچاس پچاس گائیں بھینسیں اور دوسو سے زیادہ بھیڑ بکریاں ہوتی تھیں ایسے گھروالے عام طور پر تین سو ستر ۳۷۰ ایکڑ خشکی اور پچاس ۵۰ ایکڑ تری کی زمینوں میں فصل لیا کرتے تھے۔

وہ کسانوں کی بہت عزت وحرمت کرتا تھا جب کبھی وہ سفر میں ہوتا تھا۔ جہاں کہیں عمدہ کھیتیاں اور باغات دیکھتا تھا تو وہاں جاتا انہیں اور اچھی محنت کرکے فصل لیکر فائدہ اٹھانے کی تاکید کرتا تھا جو کھیتیاں بہت ہی عمدہ ہوتی تھیں جو لڑکے اور لڑکیاں اورانکی حفاظت اور پاسبانی کرتی رہتی تھیں۔ اپنے پاس بلاکر انہیں روپیے اور اشرفیاں بھی دیا کرتا تھا وہ رعایا پروری کے اصول خوب جانتا تھا۔

شیعہ سنی

ایک بار شیعہ اور سنی مذہبی بحث کرکے جھگڑنے لگے یہ سنکر نواب بہادر نے انہیں بلوایا اوران کی بندۂ مذمت سنکر انھیں قائل کرادیا کہ اس بحث میں دونو غلطی پرہیں اور تاکید کردی کہ کبھی کہیں کسی وقت ایسی بحثیں نہ ہونے پائیں۔

دوسری فصل

شمائل ذاتی وخصائص خلقی،

جسم کی ساخت

نواب حیدر علی خان بہادر قد آور انسان تھا اس کا جسم چھریرا اور مضبوط تھا رنگ تمازت آفتاب سے سالولا ہوگیا تھا، آنکھیں چھوٹی چھوٹی چمکدار تھیں ناک اونچی اور خمدار تھی سینہ کشادہ گردن لمبی اور پیشانی چوڑی تھی، اسکے ہاتھ لمبے لمبے کلائی باریک اور بازو موٹے تھے اس کا حلقوم باہر ابھرا ہوا تھا آواز بلند تھی نہ پست اور ہمیشہ متوسط درجہ کی آواز میں بات چیت کرتا تھا۔

غذا

وہ کبھی کسی غذا کی فرمائش نہ کرتا تھا جو بھی غذا باورچی اپنی پسند سے پکاتا تھا وہ پیٹ بھر کے کھالیا کرتا تھا، اس کی غذا ہرگز اس کی منزلت اور مرتبے کے موافق نہ ہوتی تھی بہ نسبت میٹھی چیزوں کے وہ کھاری چیزوں کو شوق و ذوق سے کھایا کرتا چاول اور دال کو وہ معیوب نہ سمجھتا تھا، سفر کی حالت میں کشمش کیساتھ جوار چاول یا راگی کی روٹی کھالیا کرتا تھا اس کا سفرہ بہت بڑا ہوتا تھا جس پر اسکے دوست احباب سب جمع ہوتے تھے کھانے کے وقت ظریفانہ گفتگو ہوا کرتی تھی، اس کی غذا بالکل سیدھی سادی ہوتی تھی جیسے کہ

Marfat.com

کسی سپاہی کی غذا ہو۔

پوشاک

وہ اگرچہ بادشاہ تھا مگر اس کا لباس سیدھا سادہ ہوتا تھا۔ وہ سفید پوشاک کو بہت پسند کرتا تھا کبھی سُرخ اور نافرمانی رنگ کے کپڑے پہن لیا کرتا تھا اور برابر سر پر ہاتھ کی قرمزی پگڑی باندھا کرتا تھا۔ اس کی پوشاک بہت چُست ہوتی تھی جب کبھی وہ ہوا خوری کو نکلتا اس کے ہاتھ میں ایک جڑاؤ مٹھ کا بید ہوتا تھا اور وہ جب اورنگ بادشاہی پر جلوہ افروز ہوتا تو ہیرے اور جواہر کے مزین کئے ہوئے مرصع دستہ کا پیش قبض اپنے آگے رکھ لیا کرتا تھا ایک اصفہانی تلوار ہمیشہ اسکے پرتلے میں پڑی رہتی تھی کبھی کبھی ایسے موقعوں میں گراں بہا ہیرے جواہرات کا بنا ہوا ایک پدک یا مالا گلے میں پہن لیا کرتا تھا۔

بستر

ایک چھوٹی سی ریشم کی شطرنجی ایک یادو پتلی بانائیں اور ریشمی چادرتین تکیے ہی اس کے بستر میں ہوتے تھے۔ اس کے سوا توشک لحاف وغیرہ تکلفات کو ہرگز پسند نہیں کرتا تھا۔ اسلام کی سادہ تعلیم کا گویا خود نمونہ تھا۔

نیند یا آرام

وہ ہمیشہ دوستوں کے جمگھٹ میں بیٹھکر کھانا کھایا کرتا تھا اور محل کے بیرونی حصہ میں ایک چارپائی پر سویا کرتا تھا۔ خوابگاہ میں یا اسکی

چارپائی کے ارد گرد دو یا تین حریفیں اور خواصیں رہا کرتی تھیں۔

صبر و تحمل

بڑا متحمل اور بارکش انسان تھا جاڑا اور بارش کی سختیاں اسے نہیں ستاتی تھیں ایک ایک دو دو دن تک وہ بھوکا رہ سکتا تھا نہ وہ کسی مصیبت میں گھبراتا تھا نہ کبھی اسکے اوسان خطا ہوتے تھے معرکہ آرائی تالیف قلوب رعایا پروری غربا نوازی کے گُر اسے خوب معلوم تھے فضائل اخلاق کے سبب ساتھ وہ مآل اندیشی میں اپنے تمام ہم عصر نوابوں اور راجاؤں میں ممتاز تھا سستی۔ غفلت۔ بے پروائی کبھی اسکے پاس پھٹکنے نہیں پائی تھی وہ ہمیشہ ترقی کی راہیں ڈھونڈتا تھا اور انہیں پر کام ہوا کرتا تھا اور سیاست میں ہمیشہ منہمک رہتا تھا۔ اور بالکل ایک معمولی آدمی کے مانند کارخانوں کی دیکھ بھال کرتا پھرتا تھا۔ اور موقع پر سینکڑوں میل تک گھوڑے کی سواری کرتا چلا جاتا تھا۔

قدرتی مناظر

وہ حضر سے زیادہ سفر میں رہتا تھا نیا ملک نئی سرزمین نئے نئے قدرتی مناظر سے وہ حظ اٹھایا کرتا تھا بھر پور بہتے ہوئے دریاؤں میں اپنے ہاتھی اور گھوڑے ڈال کر پار ہوجاتا تھا وہ نہایت کم گو اور کم سخن بھی تھا اس کی بات چیت نہایت ملائم اور شیریں ہوتی تھی بلکہ اس کی باتیں اور حرکتیں متین اور سنجیدہ ہوتی تھیں۔

Marfat.com

نواب بہادر کی فوجی تعلیم

ملا فیروز مصنف جارج نامہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے

کہ جب حیدر علی کی عمر بائیس سال کی ہوئی تو وہ اپنے باپ کے فرمان سے پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر جنگی کرتب سیکھنے کے لئے پانڈیچری کو گیا وہاں جاکر انکی روزانہ جنگی قواعد بساز وسامانِ جنگ دیکھکر بالکل اسی طرح اپنی فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا اور وہاں جنگی مشق کرتے اُن سے سب جنگی کرتب سیکھے۔ چنانچہ "جارج نامہ" والے نے اس بات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ ؎

چو می تافت زد فرہ پہلوی	درا نامہ بنہاد حیدر علی
بپرورد تا شد زخردی بزرگ	بہ رزم و بہ پیکار گردے سترگ
دو و بیست سالہ چو شد نامور	سوئے فلچری شد بگفت پدر
بہمراہ او بود پنجہ سوار	دو صد ہم پیادہ ورا بود یار

اور بعض انگریز لکھتے ہیں کہ حیدر علی خان نے فنون جنگ مسٹر لارنس اور کلیو کی ابتدائی لڑائیوں سے سیکھے تھے جن کے ساتھ اس کو کرناٹک میں معرکہ آرائی کا اتفاق ہوا تھا اس کے بعد وہ اُن اصول کو ترقی دیتا رہا۔ اس نے انگریزوں کے متعدد نامی افسروں کو جبکہ اُن کے ساتھ کثیر فوجیں تھیں شکستیں دی ہیں۔ اور فرانسیسوں کو بھی مغلوب کیا ہے۔ اگر صرف وہ انگریزوں یا فرانسیسیوں سے جنگی تعلیم حاصل کرتا تو اُسے اُن کے مقابلے میں

کامیابی ہو نہیں سکتی تھی بلکہ وہ مشرقی اور مغربی دونو قسم کے طریق جنگ کو دیکھ کر اپنے تجربہ سے ... کا ... اصول انتخاب کئے تھے ان مشرقی اور مغربی اوصاف نے ملکر اس کی بہادر طبیعت اور پولیٹکل دماغ میں ملک گیری اور ملک داری کا خاص ملکہ پیدا کر دیا تھا۔

قیافہ شناسی

وہ بڑا قیافہ دان تھا جب وہ کسی آدمی کو دیکھ لیتا تو اُس کے خیالات اور حالات سے واقف ہو جاتا تھا وہ قیافہ دانی میں آپ ہی اپنا نظیر تھا ہاتھی گھوڑوں ہیروں جواہروں کی قیمت کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگا یا کرتا تھا۔ باوجودیکہ وہ انکی قیمتوں کا صحیح اندازہ کر لیتا تھا مگر شاہانہ فیاضی سے پسندیدہ چیزوں کی قیمت زیادہ ... ادا کرتا تھا اس لئے تاجر لوگ اس کے پاس گرانبہا چیزیں ... جھگڑا یا کرتے تھے۔

رنواس یا حرم شاہی

اس کے محل میں تقریباً چھ سو خواصیں یا تلیا تمنیاں رہتی تھیں یہ صرف مختلف القوم ہی نہ تھیں بلکہ مختلف الوطن اور مختلف المذہب تھیں یہ خواصین رنگ روپ۔ قد و قامت آنکھ ناک دراز مو پتلی کمر ہونے کے لحاظ سے چار گروہوں پر تقسیم کی گئی تھیں ہر ہر گروہ پر ایک ایک عورت حکمران مقرر کی گئی تھی ہر ایک پر اس کی فرمانبرداری لازم تھی یہ خواصیں اور انکی حکمران عورتیں سب کے سب نواب بیگم کے مجرے کو ہر صبح بن ٹھن کر جایا

Marfat.com

کرتی تھیں۔ نواب بہادر کبھی کبھی حرم میں ایک مقررہ اور معہودہ وقت میں جایا کرتا تھا۔ جب وہ جاتا تو نواب بیگم دروازے تک اس کے استقبال کو آکر اسے لے جاتی تھیں پھر یہ سب خواصیں اشارہ پاکر گروہ گروہ جدا جدا کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اس نے ان خواصوں سے شاید ہی کبھی بات چیت کی ہو نواب بیگم ہی ان خواصوں کا حال سنتیں اور وہی ان کا جواب دیا کرتی تھیں۔

ناٹک سال یا رقص خانہ

نواب بہادر کے ہاں رقاصہ خواصوں کی بھی ایک کثیر تعداد تھی۔ محل ہی میں انکے رقص کا انتظام کیا جاتا تھا۔ یہاں کا سارا انتظام عورتوں ہی کی نگرانی میں ہوا کرتا تھا۔ یہاں کسی مرد کو آنے کی اجازت نہ تھی ان رقاصہ خواصوں کو گانے بجانے اور رقص کرنے کی باقاعدہ تعلیم دلائی جاتی تھی جنگوں اور سخت مہموں سے فرصت پاکر آتا تو نواب بہادر محفل رقص و سرود میں داخل ہو کر حظ اٹھایا کرتا اور اس طرح تکان کو دور اور غم غلط کرتا۔

طوائف کا گروہ

نواب بہادر سفر ہو یا حضر ہمیشہ ہر روز سر شام طوائفوں کے گروہ کو بلا کر ان کا گانا سنا کرتا تھا اور اسطرح اپنی تکان کو دور کر کے روحانی غذا حاصل کیا کرتا تھا۔ علاوہ بریں بعض مسلمان طوائف بھی نوکر تھیں مسلمان طوائف کو زرین ساڑیاں اور ہندو طوائف کو سفید ساڑیاں اوڑھنے کا حکم تھا۔ اس محفل سرود میں خاص خاص درباری اور عہدہ دار بھی شریک کئے جاتے تھے۔

Marfat.com

کفایت شعاری

نواب بہادر فطرتاً ایک جنگجو آدمی تھا سپاہیوں کی بہت قدر کرتا تھا اُن سے بہادری کے کام سرزد ہوتے تو انہیں دل کھول کر انعام واکرام دیا کرتا تھا مگر اور باتوں میں اسراف سے بہت حذر کرتا تھا۔ اسے فضول خرچی سے دلی نفرت تھی وہ سپاہیوں کو اُن کی بھلائی کے موافق انعام دیا کرتا تھا میدان جنگ میں جو سپاہی مارے جاتے تھے ان کے پس ماندوں کو وہ کچھ نہیں دیا کرتا تھا۔ البتہ اُن میں کوئی نوکری کے قابل ہوتے تو انہیں سرکاری نوکری مل جایا کرتی تھی۔ مگر چرکوی گی جنگ میں جو لوگ مارے گئے اُن کے پس ماندوں کو شاہانہ طریق پر مدد دی گئی اور اُن کی دلجوئی کی گئی۔

خط بنوائی

وہ ہمیشہ منگل یا جمعہ کے دن خط بنوایا کرتا تھا ان دنوں کے سوا اور دنوں میں خط نہیں بنواتا تھا وہ ابتدائے حکومت میں سر منڈوایا کرتا تھا مگر بعد میں چار ابرو کا صفایا کرانا شروع کیا۔ اسی لئے اسکی تصویر تین قسم کی ملتی ہیں۔

سلیم الحواسی

وہ ایک ہی وقت میں کئی کام کر سکتا تھا عرضیاں بھی سنتا اور دوسری عرضیوں کے جوابات بھی لکھواتا اور ساتھ کھیل تماشے بھی دیکھتا جاتا تھا مدتوں کی باتیں وہ بخوبی یاد رکھتا تھا کبھی کسی آدمی کو ایک بار دیکھ لیتا تو پھر کبھی اسے نہیں بھولتا تھا۔ ایک کا نوشتہ دوسرے سے پڑھا کر سن لیتا تھا۔

Marfat.com

لڑکوں کی تعلیم و تربیت

نواب بہادر گو خود پڑھا لکھا آدمی نہ تھا مگر وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتا تھا۔ اسی لیئے اس نے شاہزادوں کی تعلیم و تربیت کے لیئے قابل اُستاد اور لائق اتالیق مقرر کیئے تھے اس نے شاہزادوں کو اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کی تعلیم بخوبی دلائی تھی۔ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ اس نے شاہزادوں کو کشتی رانی گھوڑے کی سواری۔ نیزہ بازی۔ تیر اندازی شمشیر زنی کی بخوبی تعلیم دلائی تھی اس کے بعد اس نے شاہزادہ ٹیپو سلطان اور شاہزادی کریم شاہ صفدر شکوہ کو اپنے ساتھ میدان جنگ میں لیجا کر دشمنوں پر حملہ کرنے کمینگاہوں میں بیٹھنے شبخون مارنے دشمنوں کی زد سے بچنے اور فوج کو لڑانے کے جمیع طور طریق خود ہی سکھلائے تھے اس لیئے نواب بہادر کے شاہزادے دوسرے شاہزادوں کے مانند بزدل سست اور کاہل نہ تھے۔

ہدایت و نصیحت

جب شہزادۂ بلند اقبال ٹیپو سلطان کو کسی مہم پر روانہ کرتا تو اپنے نزدیک بلا کر بٹھاتا اور کہتا کہ میں تجھے ہونہار نوجوان سمجھکر اس اہم کام کی ذمہ داری تیرے سپرد کرتا ہوں اتنی توپیں اس قدر سپاہ اور استنار دیہ لیجا ہر امر میں احتیاط سے کام لے چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی بے پروائی نہ کر اپنی سپاہ

Marfat.com

کو خوش رکھ اور ساتھ ہی فوجی سرداروں کو بلا کر اسطرح ہدایت کرتا کہ تم ہمیشہ شاہزادے کے ساتھ رہو اسکے اشارہ پر کام کرو اور اسے ایسا موقع نہ دو کہ وہ اپنی بہادری سے دشمنوں کی فوج میں اکیلا کود پڑے ان سب کو رخصت کرنے کے بعد میدانِ جنگ سے برابر ان کی خبریں منگواتا جس قدر روپیہ فوج اور سامان حرب و ضرب وہ طلب کرتے فوراً سے جلدی بھیجتا اور ان کی مدد کرتا۔

شاہزادوں کو تنبیہ

شاہزادوں کو تاکید تھی کہ وہ کم از کم چار دن میں ایک مرتبہ اپنی بیوں کے ساتھ رہیں۔ اور شرع کے خلاف نہ کریں امراء اور وزراء کے ساتھ عمدہ برتاؤ کریں۔ رحم و کرم اور خوش اخلاقی کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

افسروں کے ساتھ سلوک

جب وہ کسی افسر پر خفا ہوتا اور اسکے بعد جب اسے معلوم ہوتا کہ اس کی غلطی نا جب تھی تو وہ برملا اس سے معذرت کرتا اور اس طرح اپنے جاں نثار افسروں کی خفگی کو وہ دور کرتا اور اسے لاڈ ناز سمجھکر کریمانہ اخلاق سے انکی خفگی اور سختی کو برداشت کرتا۔

ایک روز اس نے طعن کے طور پر کہا کہ چن کری کی جنگ میں میرے افسر اور میری فوج مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ گئی اور اسطرح سے وفاداری اور نمک حلالی کا پورا حق ادا کیا۔ یہ سن کر ونی کدرے یاسین خان جھلا کر بولا کہ ہاں جناب! فتح و شکست تو تقدیری معاملہ ہے یہ میری جو آنکھ ضائع ہوئی

Marfat.com

اور مجھے جو یہ زخم آئے ہیں کسطرح آئے اُسکے ساتھ سائنہ طیش میں آکر کچھ سخت اور سست الفاظ بھی کہے جنہیں سنکر قدردان نواب بہادر نے فرمایا بھائی یٰسین خان یہ جو میں کہہ رہا تھا ہرگز تمہارے متعلق نہیں مجھے معاف رکھئے۔ وغیرہ تسلی آمیز الفاظ سے اس کے غصہ کو دھیما کیا۔

ایک روز نواب بہادر نے اپنے سپہ سالار محمد علی کو کسی مہم پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی کہ اس مہم کے لئے اس قدر روپیہ کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر نواب بہادر خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم ہر وقت اسی قدر روپیہ لیتے ہو اور بے جا طور پر خرچ کر دیتے ہو۔ روپیہ سمیٹنے کو تمہیں یہ ایک حیلہ ہاتھ آیا۔ یاد رکھو تم سے رتی رتی کا حساب لیکر تمہیں بیڑھیاں ڈلوا دونگا۔ اور پھانسی پر لٹکا دونگا۔ فضول خرچوں سے تجوریاں خالی کر دیتے وغیرہ فقرے کہے۔ اس وقت محمد علی نے خزانچیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ نواب صاحب کی عقل کس قدر گہرے پانی میں ہے۔ اور اپنی فطری دانشمندی کو جتانے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے اس موقع پر روپیہ کی ضرورت ہے وغیرہ الفاظ کہکر بڑبڑانے لگا۔ یہ باتیں نواب بہادر سن رہا تھا مگر اسطرح سے ٹال گیا گویا سنیں ہی نہیں۔ اور خزانچیوں سے کہا کہ اس کم عقل کو روپیہ دیکر یہاں سے دفع کرو۔

پروفیسر غلام حسین اپنی تاریخ میں ہند میں لکھتے ہیں کہ نواب حیدر علی خان بہادر کے جنگی کارنامے اس کی قابلیت اور سپہ سالاری کی

Marfat.com

شہادت دیتے ہیں۔ وہ اٹھارہویں صدی کا بہترین ہندوستانی جرنیل ثابت ہوا اُس نے اپنی فوج کو بخوبی قابو میں رکھا۔ جب کسی فوجی افسر نے اطاعت گزاری میں تساہل سے کام لیا تو اسے بخوبی سزا دی حتیٰ کہ ایکمرتبہ اپنے بیٹے ٹیپو سلطان کو بھی تازیانے لگوائے میسور کے لوگ اب تک حیدر علی خان بہادر کی بہادری کے راگ گاتے ہیں۔

ظرافت

یہ اپنے خاص خاص افسروں کے ساتھ کبھی ظریفانہ انداز میں گفتگو کیا کرتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ فتح سرا کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا تو اسے شہر میں جابجا قبریں نظر آئیں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہاں ہر طرف اس قدر قبریں کیوں ہیں انہوں نے کہا کہ یہ ایک ویرانہ تھا حضور کی عنایت سے شہر آباد ہو رہا ہے۔ اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں کے باشندے کیا عورت کیا مرد سب اپنے گھروں کی حفاظت میں لڑ کر مارے گئے ہیں اسلئے انکے گھروں کے پاس ہی قبریں بن گئی ہیں۔

گالی گلوچ

جب وہ کسی پر خفا ہوتا تو اسے "لونڈی کا تیا" "لونڈی بچہ" کہا کرتا تھا ایک روز کسی ندیم نے جھلا کر کہا کہ ایسی گالیوں کا استعمال بادشاہوں کے شایان نہیں ہے یہ سن کر نواب بہادر نے فرمایا کہ یہ واقعہ ہے کہ حضرت حسنؑ اور حسینؑ کے سوا بی بی زادے کون ہیں۔ انہیں کی ماں ایک بی بی تھیں انکے سوا سب

Marfat.com

لونڈیاں ہیں ۔ یہ کہکر اسے خوش کر دیا۔

اندھوں کو کام پر لگانا

ایک روز نواب بہادر نے کسی اندھے فقیر کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نوکری کر سکو گے؟ اس نے کہا ہاں! تو اسے ایک کارخانہ میں نوکر رکھوا دیا۔ اور اس کے لئے روزانہ ایک درم مزدوری اور سالانہ دو جوڑے کپڑے دینے کا حکم صادر فرمایا اسطرح کئے اندھوں کو اُس نے کارخانوں میں کام کرنے کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

اہل خانہ

نواب حیدر علی خان بہادر کی پہلی شادی پیرزادہ سید شہباز (عرف شاہ میاں) ساکن سرا کی لڑکی سے ۱۷۴۷ء میں ہوئی۔ اس بیوی سے ایک لڑکی تولد ہوئی۔ پھر اس بیوی کو فالج ہو گیا تو اس نیک نہاد بیوی نے نواب بہادر کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دی۔ تو نواب بہادر نے نواب میر معین الدین خان حاکم کرم کنڈا کی لڑکی فاطمہ بیگم عرف فخر النساء کے ساتھ شادی کی اسی بیوی کے بطن سے شاہزادہ ٹیپو سلطان پیدا ہوا۔ اس کتاب کی ابتدا میں یہ بیان مفصل لکھا گیا ہے۔ مذکورہ پہلی بیوی کے بھائی میر مخدوم علی خان ہیں۔ جو نواب بہادر کی فوج کے جرنل تھے۔ دوسری بیوی کے بھائی میر رضا علی خان تھے۔ فالج زدہ پہلی بیوی چند سال تک زندہ رہیں۔ اس کے بعد انکا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد نواب بہادر نے مہدی بیگ جمعدار کی لڑکی سے

شادی کی۔ اس تیسری بیوی کے بطن سے شاہزادہ کریم شاہ (عرف صفدر شکوہ) اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بیوی کا بھائی حسین علی بیگ تھا

غرض نواب بہادر کے محل میں دو بیویاں دو شہزادے

دو شاہزادیاں اور شاہ باز صاحب کے بیوی ان کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ علاوہ بریں حیدر صاحب کلاں کی بیوی جملہ گیارہ نفوس تھے۔

نواب بہادر کی دو بیویوں میں بڑی بیوی (والدہ ٹیپو سلطان)

ہی مختیار کل تھیں وہ جب کبھی سفر سے واپس آتا اپنے اہلبیت کے لئے ضرور گراں بہا چیزیں لا کر دیتا اور انہیں خوش کرتا تھا۔ وہ بڑی بیوی کے سوا دو مردوں کے ساتھ شاذو نادر ہی بات چیت کیا کرتا تھا جب کبھی بیوی خفا ہوتیں تو نہایت نرمی سے اور اخلاق سے ان کے غصہ کو بجھایا کرتا تھا۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ان کی خدمت اور محبت کے مقابلہ میں ان کا اس قدر ناز برداشت نہ کرنا حیوانیت ہے۔

ل۔ بی۔ بورنگ نے اپنی تاریخ کے پہلے حصہ میں لکھا ہے کہ نواب بہادر نے فتح کڑپہ کے بعد نواب کڑپہ عبدالحلیم خان کی بہن سے بھی شادی کی تھی جو بخشی بیگم کے نام سے مشہور تھیں۔ اور اینا جی مصنف حیدر نامہ لکھتا ہے کہ نواب بہادر نے سرینگ پٹن کے قاضی صاحب کی لڑکی سے بھی شادی کی تھی تاریخوں کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت میں نواب بہادر کے ہاں دو سے زیادہ بیویاں نہ تھیں۔

Marfat.com

بعض مورخین نے قلیا تمنیں اور اردا بیگنیوں اور خواصوں کو دیکھکر سب کو سب کو نواب بہادر کی بیویاں بتایا ہے۔ یہ انکی غلطی ہے۔

پاس مذہبی

وہ ہر بات میں بہت سخت تھا مگر مذہبی احکام کے روبرو ہمیشہ اس کی گردن جھکی رہتی تھی۔ جب کبھی سنتا کہ یہ مذہبی حکم ہے تو بسر و چشم اسکو قبول کرتا۔ اور کبھی اس سے سرتابی نہیں کرتا تھا۔ جو لوگ احکام مذہب کے پابند ہوتے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں وہ اُن کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

کتب خانہ

گو نواب بہادر اَن پڑھ تھا جہاں کہیں اور جب کبھی اُسے کتابیں ملتی تھیں۔ وہ اپنے کتب خانہ میں جمع کروایا کرتا تھا چنانچہ ارکاٹ کی فتح کے بعد جب بہت سی کتابیں ملیں تو حکم دیا کہ حفاظت کے ساتھ یہ کتابیں اپنے کتب خانہ میں پہنچائی جائیں۔

علما و فضلا کی قدردانی

وہ علما و فضلا کی بہت قدردانی کرتا تھا انہیں معقول وظیفہ دیکر سریرنگ پٹن میں رہنے کی اُن سے درخواست کرتا تھا اس طرح بہت سے علما و فضلا اور شعرا، سریرنگ پٹن میں جمع ہو گئے تھے چنانچہ مولوی قاری حافظ سید عبدالقادر صاحب نزہت تخلص اپنے بھائی

مولوی حافظ سید عبدالحکیم صاحب کو لیکر شاہنور سے بطور سیر سرنگ پٹن آئے تو نواب بہادر نے نہایت تعظیم و توقیر کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کیا اور اُن سے کہا کہ آپ بزرگوں کا سرینگ پٹن میں رہنا سلطنت کو عزت و رونق کا باعث ہے۔ آپکے خدمت گاروں کا ماہواری خرچ ہزار ہزار روپیئے مقرر کر دونگا۔ لیکن اُن بزرگوں نے اپنے والد بزرگوار سے اجازت لیکر آنے کا عذر پیش کیا۔ نواب بہادر نے انہیں گراں بہا تحفے تحائف دیکر نہایت عزت و توقیر کے ساتھ ان کو روانہ کیا اور کئی میل تک اُن کے ساتھ جاکر انہیں رخصت کرکے آیا۔

تالیف قلوب ایم۔ شامراؤ اپنی تاریخ میسور کے حصۂ دوم کے صفحہ ۳۷ میں لکھتا ہے کہ ایکمرتبہ رنگناتھ نامی مجسم بت جبکہ تمیر پر چڑھا ہوا تھا جل گیا تو نواب بہادر نے اسے فوراً اپنے صرف خاص سے بنوا کر دیا۔ اور اسی زمانہ میں جو مندر لوٹ گیا تھا اس کی بھی تعمیر کرادی۔

یہ ہے مسلمان بادشاہونکی رواداری اور بے تعصبی اگر کوئی کور چشم اس عظیم المرتبت منصف مزاج رعایا پرور بہادر بادشاہ کو متعصب اور بے انصاف اور ظالم بتائے تو قلم در کف دشمن است۔ کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

اصلاحات مذکورہ بالا ایم شامراؤ دوسری جگہ

Marfat.com

اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ لوگ۔ کوہ چامنڈی پر جاکر وہاں جو بُت ہے اُس کے آگے اپنی انگلیاں۔ ناک۔ کان وغیرہ کاٹ کر بطور نذر چڑھاتے۔ یا قربانی دیا کرتے تھے نواب بہادر نے حکم دیکر اسی قبیح رسم کو ایک لخت موقوف کرادیا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس بادشاہ نے ناک۔ کان وغیرہ کی قربانی کو ناجائز اور قبیح رسم سمجھکر موقوف کرادیا ہو کیا اُس نے اپنے ملک میں انسانی قربانی کو روا رکھتا ہوگا۔ اور ستی کی رسم کو جائز سمجھا ہوگا۔ نہیں نہیں ضرور یہ کہنا ہی پڑے گا کہ اس نے انسانی قربانی اور ستی کی رسم بھی موقوف کرادی تھی۔

خدا کی ذات پر بھروسہ

اُسے خدا کی ذات پر بہت بھروسہ تھا وہ ڈھلمل یقین نہیں تھا

جب وہ کرنول پر حملہ آور ہوا تو نواب کرنول کے پیر جو بڑے ولی اللہ تھے انہوں نے نواب کرنول سے یہ کہکر کہ تجھے ہم غنیم کے مقابلہ میں فتح دلائینگے نواب کرنول کو جنگ پر آمادہ کیا۔ اس وقت نواب بہادر کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ دشمن کی مدد پر ایک ولی اللہ بزرگ ہیں جنگ کرنی مصلحت نہیں شاید وہ بزرگ جلال میں آکر کچھ نقصان نہ پہنچائیں اس وقت نواب بہادر نے کہا کہ کیا ہمارا ولی (خدا) ہمارا محافظ نہیں ہے وہ اسکے ولی پر غالب آئیگا اور ہم نواب کرنول پر غالب آئیں گے۔

یہ کہکر نواب بہادر نے فوج کو بڑھایا اس وقت مذکورہ بالا ولی اللہ نے نواب کرنول کو مصالحت کر لینے پر مجبور کیا اس نے کئے روپئیے نذرانہ پیش کر کے مصالحت کرلی۔

وصیت نامہ

ایم شامراؤ اپنی تاریخ میسور میں لکہتا ہے کہ نواب بہادر نے ایک وصیت نامہ لکہ رکھا تھا جس میں تحریر تھا کہ ٹیپو سلطان کو چاہیئے کہ وہ انگریزوں کے ساتھ دوستی رکھے اور انکے ساتھ دشمنی نہ کرے۔ اس وصیت نامہ کا ذکر اس کتاب کے سوا دوسری کتابوں میں نہیں شاید ایسی کوئی روایت ہوگی جسے ایم شامراؤ نے دلوثق کے ساتھ وصیت نامہ لکھدیا ہے۔

خاندانی شادیاں

سنہ ۱۷۶۹ء میں جب میسور کی جنگ سے فراغ حاصل ہوا تو ارکاٹ سے اپنے ساتھ لائے ہوئے بخشی امام صاحب نائط کی لڑکی کو شہزادہ ٹیپو سلطان کے ساتھ منسوب کر کے شادی کی تاریخ بھی مقرر کردی مگر ٹیپو سلطان کے والدہ نے اس نسبت کو پسند نہ کر کے چرکولی کے شہید لالہ میاں صاحب (جو شہباز صاحب کے داماد تھے) کی دختر سے انکی شادی کرنی چاہی اس وقت نواب بہادر سنہ ۱۷۷۱ء میں مذکورہ دونو لڑکیوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کا نکاح کردیا۔

Marfat.com

اس کے بعد شہباز صاحب کی دختروں کی شادیاں کردیں اور ۱۱۷۸ھ شاہزادہ کریم شاہ کی شادی نواب شاد نواب عبدالحکیم خان کی دختر کے ساتھ کردی اور اپنی لڑکی جو باقی رہگئی تھی اس کی شادی نواب مذکور کے فرزند عبدالخیر خاں عرف خیر اسیاں کے ساتھ کردی۔ مذکورہ بالا تمام شادیاں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ دارالحکومت ہی میں منائی گئیں۔ شہر آراستہ کیا گیا تھا اطراف واکناف کے خراج گذار ریاستکار مدعو کیے گئے تھے۔

تیسری فصل

متفرقات

نواب بہادر کے القاب

ہم عہد نوابوں اور راجاؤں نے نواب بہادر کو جن القاب کے ساتھ مخاطب کیا تھا۔ ان میں بعض یہ ہیں:۔

والا ورِ صف شکن میدانِ جنگ۔ طالب ناموس و ننگ۔ قانون پرکار دِ حرب میں مشاق۔ فنون طعن و ضرب میں یگانہ آفاق۔

سزاوار القاب سرزگ امیر بزرگ۔ حاکم با شکوہ شان عظمت و حشمت نشان زیب مسند حکومت و شجاعت حامی شریعت و سلطنت۔

Marfat.com

صوبہ دار صوبہ سرا۔ بادشاہ مرزبوم کورگ وکیا سرطا؛ سلطان حکمران چیرکوبی وکالیکوٹ۔ نواب بنگلور و بالاپور سبوپن۔
مرزبان فرمانده مرازستان ونشیبستان فرمان فرمائے جزائر مالدیو۔

عام سزائیں

خاص خاص جرموں کی سزا کیلئے ہمیشہ نواب بہادر کے حضور میں دو سو نسق چی کوڑے لیکر حاضر رہتے تھے نواب بہادر کے حکم کے مطابق یہ لوگ کوڑے لگاتے تھے۔ اس میں امیر و غریب سپاہی اور افسر میں کچھ امتیاز نہیں کیا جاتا تھا

یتیموں کی پرورش

نواب بہادر کے تمام ملک میں یہ طریقہ جاری تھا کہ جو لڑکے یتیم ہوتے تھے۔ انکی پرورش سرکار کیطرف سے کی جاتی تھی اور انہیں جنگی کرتب سکھائے جاتے تھے۔ جب وہ جنگی تعلیم سے فارغ ہوتے تھے تو انہیں فوج میں بھرتی کر لیا جاتا تھا۔ دار الحکومت میں جو بیوائیں تھیں انکے وظیفے مقرر تھے۔

بلند خیالی اور الوالعزمی

"کتاب حیدر علی سلطان میں تحریر ہے کہ" سب مورخین کا اتفاق ہے کہ نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر غیر معمولی کام اس طور پر وقوع میں آئے جو صفحات تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہینگے۔ نواب بہادر بھی ایک دم بیکار وجنگ اور مشغلۂ تیر و تفنگ سے بیکار نہ تھا۔ اس کا قول تھا کہ بہادر آدمی تن بے سر کا اچھلنا کودنا دیکھکر رقص بسمل کا لطف حاصل کرتا ہے۔ اور اس کو توپ

Marfat.com

و تفنگ کی آواز آہنگ سرود سے زیادہ مزہ دیتی ہے مردوں کی نشست گاہ خانۂ زین ہے۔ اور بہادر آدمی کو ایک لڑائی کے فتح کر لینے میں جو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ کسی جشن سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اکثر فرماتے تھے کہ اگر میں اپنے جیسا ایک اور شخص پاؤں تو خدا کی تائید سے ہفت اقلیم فتح کر لوں۔ اور حضرت عمرؓ کی فتوحات کا نقشہ دکھا دوں۔ مجھ کو بعض لوگ امی کہتے ہیں مگر اس کی پروا نہیں۔ میرا پیغمبر بھی امی تھا۔ یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک نمونہ ہے جو اس نے مجھ جیسے جاہل سے ایسے کارنمایاں ظہور پذیر کئے۔ جو ہزاروں عالموں سے وقوع میں نہ آئے۔ کئی مورخ لکھتے ہیں کہ حیدر علی خان کے عزم کا پلہ کسی طرح تیمور و نادر سے گھٹ کر نہیں پایا جاتا۔

فتح محمد

کرنل ولکس لکھتا ہے کہ نواب بہادر کے باپ فتح محمد کی ایک شخص نے بلند تربیت کی ... امرائے میسور میں سے ایک ... نوکر بنکر بتدریج ترقی کرکے نائک ... ایک بیوہ جس کا شوہر مرہٹوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور وہ ایک ... خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور فقر و فاقہ سے گذارتی تھی جسکی دو لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک کے ساتھ دوسری کا نکاح فتح محمد کے ساتھ ہوا تھا ... میں چھوٹی لڑکی سے شہباز اور حیدر علی ... اور ... آقا۔ وہ تو جب جنگ میں مارے گئے تو ایک ظالم ... اور اسکے بچوں کو بہت تکلیف دی کہ اپنا دفینہ اس کے حوالے کریں ...

Marfat.com

بمعیت شمار ہیدہ اس ظالم کے ہاتھ سے رہائی پاکر اپنے بھائی ابراہیم صاحب کے پاس بنگلور آگئی (مسز لوئیا جس کو بانو الموہی نائطہ میر کبر علیخان بیں دوسرائیں رہتے تھے) ایم رشا مرو اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ فتح محمد صوبہ دار سرا کے ہاں نوکر تھا اور وہاں نائیک بنا پھر کمانداری فوجداری حاصل کی۔ اور بودی کوٹ جاگیر میں ملی۔ بولار کا مقبرہ اور بودی کوٹ آثار قدیمہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ایم رشا مرو کی تحریر صحیح ہے۔ تاریخ ٹیپو حیدر نامہ میں لکھا ہے کہ آخری عمر میں فتح محمد میسور کے سپاہ سالار تھے [illegible]ء میں انتقال کیا۔

نواب بہادر کے خلاف سازش

میسور کی دوسری جنگ ہو رہی تھی۔ اور پائیں گھاٹ میں ہر طرح نواب بہادر کا غلبہ تھا۔ یہ دیکھ کر مدراس گورنمنٹ نے یہ سوچ کر نواب بہادر کے خلاف دار الحکومت میں شورش کرادی جائے تو یہ واپس ہو جائیگا۔ اس خیال سے سریرنگ پٹن سے آکر تنجاور میں جو ترمل راؤ اور نارائن راؤ رہتے تھے۔ ان کے ذریعہ سنہ ۱۷۸۲ء میں میسور کی رانی لکشمی کے کے ساتھ درپردہ اقرار کرلیا۔ جس کی بڑی شرطیں یہ ہیں۔

(۱) انگریز حیدر علی خان بہادر سے ملک فتح کر کے راجہ کے خاندان والوں کو دیدیں گے۔ اس جنگ کا خرچ حکومت میسور کو ادا کرنا لازمی ہوگا۔

(۲) نئی حکومت میسور میں جو قائم ہوگی وہ سالانہ پانچ لاکھ

Marfat.com

روپیئے انگریزوں کو دیگی۔

(۳) انگریز اس سلطنت کو ہمیشہ دشمنوں سے محفوظ اور اور اپنی نگرانی میں رکھیں گے۔

یہ قرار ہوا ہی تھا کہ چند روز میں انگریزی افسر پکٹ جو اس تحریک کا بانی تھا اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اس لئے یہ تجویز عملی جامہ پہن نہ سکی۔ نواب حیدر علی خان بہادر کے عہد میں ایسی کسی سازش کو کبھی سرخروئی حاصل ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

نظام جنگی

ریاست میسور میں کسی فرنگی کو کبھی کچھ شہرت حاصل نہ ہو سکی۔ تو اس کا سبب یہی ہے کہ نواب بہادر اور اُس کے بیٹے اعلےٰ درجہ کے سپاہ سالار اور جنگی انتظامات میں فرنگی سرداروں سے بڑھکر تھے۔ اور منچلے سپاہی تھے

وفات نواب بہادر

منتخبات تاریخ فارسی میں لکھا ہوا ہے کہ نواب حیدر علی خان بہادر کی وفات کی خبر بہت راز میں رکھی گئی تھی سوائے دو چار خاص آدمیوں اور حکیمونکے کسی کو معلوم نہ تھا تاہم یہ خبر چھپی نہ رہی شائع ہو گئی اور انگریزوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا مگر بعض آپس کی نااتفاقیوں سے جو جرنلوں اور کرنلوں کے درمیان اپنے اپنے اختیارات کے متعلق تھیں فائدہ اٹھا نہ سکے۔

Marfat.com

کولار کا مقبرہ

کولار کے مقبرہ میں نواب حیدر علی خان بہادر کے والد ... خاص والدہ ، جنہا د والدہ ، والد ... بھائی شہباز صاحب کی قبروں کے سوا اور رشتہ داروں کی قبریں بھی ہیں۔ اس مقبرہ کا انتظام سرکار ایک ناظم کے ذریعہ سے کراتی ہے نواب کے والدہ کا انتقال ؁۱۷۶۳ء میں ہوا جن کی نعش کولار کے مقبرہ میں دفن کرادی گئی۔

نواب بہادر کا مقبرہ

نواب حیدر علی خان بہادر نے دریائے کاوری کی دو ... ون کے سنگم کے قریب ایک بہترین باغ بنا کر اس کا نام لال باغ رکھا تھا۔ جہاں اقسام کے میووں اور پھولوں کے پودے لگائے گئے۔ اس باغ کو نواب بہادر کی پسندیدہ جگہ سمجھ کر ٹیپو سلطان نے نواب بہادر کی نعش کولار سے منگوا کر یہاں دفن کردائی۔ اور عہد نامۂ منگلور کے بعد ؁۱۷۸۵ء میں اس مزار پر ایک شاندار مقبرہ بنوا دیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے مشہور مقبروں میں سے یہ بھی ایک مقبرہ ہے اور گنبذ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ان بہادر باپ اور بیٹوں کا ہر سال عرس ہوتا ہے۔ ؁۱۷۹۴ء میں جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے اپنی والدہ کو بھی والد بزرگوار کے پہلو میں ہی دفن کرایا اب سرکار ایک ناظم کے ذریعہ یہاں کی دیکھ بھال کراتی ہے۔

Marfat.com

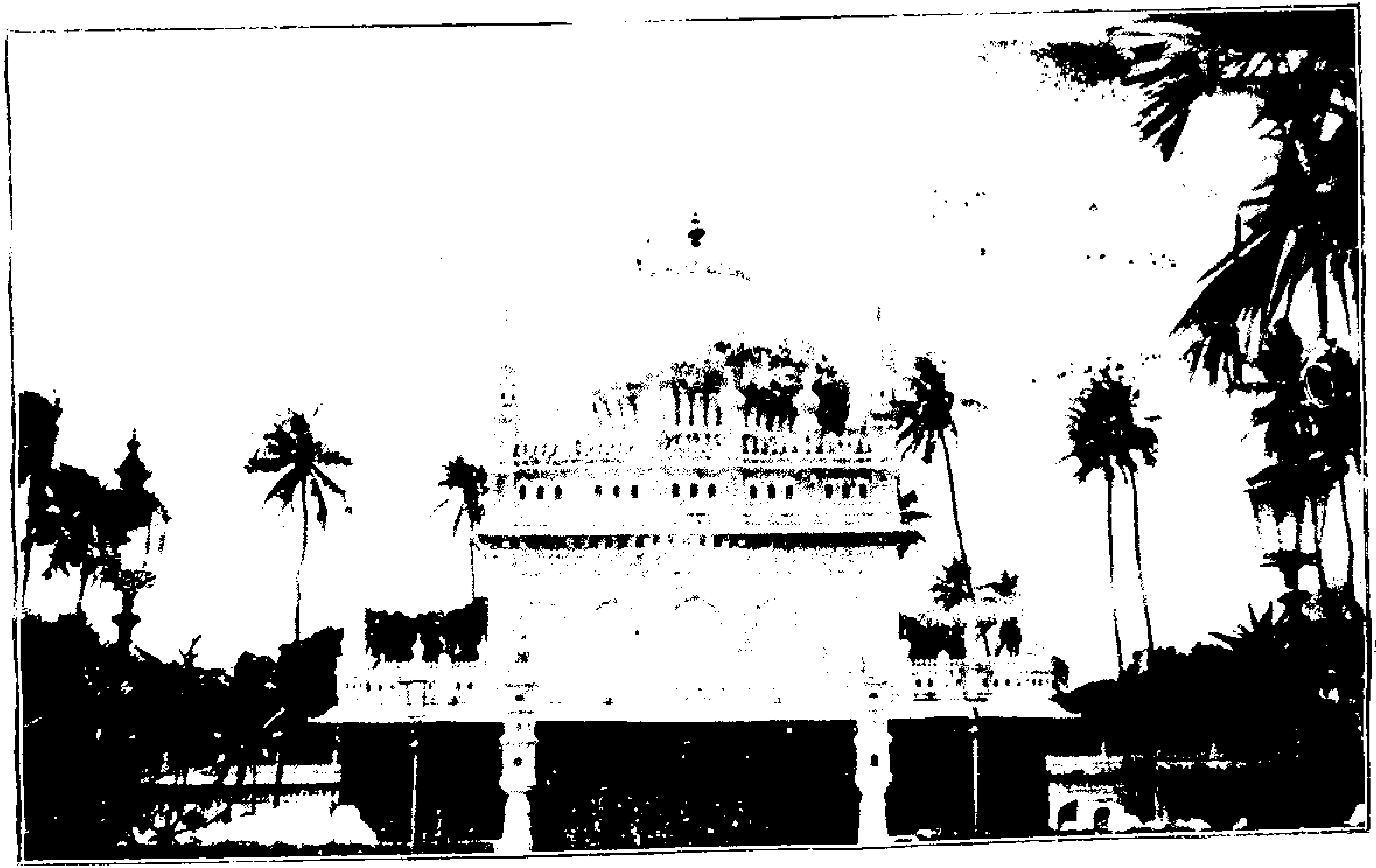

THE THUM OF NAWAB HYDER ALI KHAN BAHADUR

Marfat.com

Marfat.com

فوجداری ڈنڈیگل

جب نواب بہادر ڈنڈیگل میں فوجدار ہو کر تھا یعنے ۱۷۵۵ء سے ۱۷۵۷ء تک۔ اس زمانہ میں اس نے پہل بھی فرانسیسوں کی مدد سے اپنی فوج کو آراستہ کر لیا تھا۔ اور جب انگریزی سردار کلیٹڈ نے مدھورا پر فوجکشی کی تو اس وقت نواب بہادر نے فرانسیسوں کی مدد کی تھی چنانچہ اس واقعہ کو جارج نامہ کا مصنف اسطرح لکھتا ہے۔

فرانسیس رابود اددستدار — روانش زانگریز بہ پُر غبار
بدانگہ کہ کلیا دشد باسپاہ — بسوے مدورا بہ پیمود راہ
نیارست بگرفت آنرا بزور — نمودہ بزرچشم ور دار کور
گرفت آنچناں جائے دشوار سخت — ز دزبان گمراہ شوریدہ بخت
کمر بستہ حیدر بداں پائیگاہ — بیامد بہ ہمراہ فراداں سپاہ
کہ بودہ فرانسیس راپشت دیار — زکلیا دو فوجش برآرد دمار

خراج گذار ریاستیں

مذکورالذیل ۱۵ ریاستیں نواب بہادر کی خراج گزار تھیں ان سے سالانہ تقریباً بیس۲۰ لاکھ ہون یعنے ستر لاکھ روپیئے خراج وصول ہوا کرتا تھا۔

(۱) یلگی۔ (۲) ہمنت گنڈا۔ (۳) ادکو (۴) جربلہ (۵) ہبشتر (۶) ڈمبل (۷) ددڈواڑ (۸) کوچی (۹) گدداں (۱۰) آنکل (۱۱) ہنگندر

(۱۲) چیٹ میلر ملیبار (۱۳) یل . انگر (۱۵) نرہ گل (۱۶) تمنا یکن پیٹ
(۱۷) کنوّل (۱۸) کنتور (۱۹) کنیا نور (۲۰) سادنور (۲۱) ادھونی[1]
(۲۱) چل کل نرپ (۲۲) . . نور (۲۳) کن لگیری (۲۴) آنے گوندی
(۲۵) . . کل (۲۶) ہرپن ہلی (۲۷) گمنا یکن ہلی (۲۸) گودی کنڈا
(۲۹) کوٹی . کرڈے پل . . (۳۰) موگرلی (۳۱) رامری دنگٹ گری (۳۲)
نرگندا . (۳۳) گولپ نایکن پالیہ (۳۴) یلنی (۳۵) گھنسم نایکن پالیہ
(۳۶) درو پار . . (۳۷) گنم میڈی (۳۸) چرکل (۳۹) رائے درگ
(۴۰) تلچیری (۴۱) ستجا پور . (۴۲) پندی کونا (۴۳) نارنیو نار .
(۴۴) کالی ہلی . (۴۵) میکل نایکن پالیہ (۴۶) اما نایکن پالیہ
(۴۷) ایانایکن پالیہ (۴۸) گوپی نایکن پالیہ (۴۹) ٹردر (۵۰) اپاچی
گوڑن پالیہ . (۵۱) پلا پرنگی .

مفتوحات کرناٹک

میسور کی دوسری جنگ میں نواب بہادر نے وفات پانے سے . پہلے پائیں گھاٹ کے مذکورالذیل مقامات فتح کرکے وہاں اپنی طرف سے تھانے قائم کردیئے تھے . اور بخوبی انتظام کردیا تھا .

(۱) ارکاٹ (۲) تمری . (۳) ترنا ملے (۴) دھوبی گڑھ (۵) گڑیاتم (۶) پرماکل اور نصرت گڑھ (۷) ماہی منڈل (۸) آرنی (۹)

۱؎ نواب بسالت جنگ سے بھی نواب پیش کش لیا کرتا تھا .

Marfat.com

چنگماو (۱۰) گاوری (۱۱) پاک گیلاس گڑھ (۱۲) چیتل پٹھ (۱۳) شیموگہ (۱۴) جمبر گڑھ (۱۵) ساتن گڑھ (۱۶) چیتل بیسٹ (۱۷) ... (۱۸) پیلور (۱۹) کمبر کونم (۲۰) ترپور (۲۱) تر پانور (۲۲) تکوا (۲۳) ستاد گوٹی (۲۴) بلیھری (۲۵) گھونا چل (۲۶) چیچی (۲۷) ترپا نور (۲۸) کرنات گڑھ (۲۹) مدھواریتن (۳۰) چنی (۳۱) پانڈ گری (۳۲) ترکات پتور (۳۳) پتیور (۳۴) چید مبرم (۳۵) جھوٹی (۳۶) بالی بال سانبرنی۔

بدنور کے متعلق ایک روایت

(حاشیہ: ... (۱) ... / ... اشعار ...)

بدنور کو فتح کر لیا اور آپ کو گرفتار کیا۔ ... ایک ... نے بدنور پر نو بخشی کی اور فتح کے ابداء سے ... سے اس کے سب اقرا منگلور لیکر اس کے بندوبست کو گیا ... اس مہابدی اور اس کی شوریدہ سرماں نے نواب بہادر کو مار ڈالنے کی تجویز کی۔ آخر کار ایک برہمن کے ذریعہ وہ راز فاش ہوگیا ... اور اس کی ماں دونوں گرفتار ہوگئے۔ نواب بہادر نے بدنور پر قبضہ کر لیا۔ اس روایت کو جارج نامہ کے مصنف نے بالتفصیل لکھا ہے۔ چنانچہ اس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

چو حیدر بپرداخت از منگلور ... بیامد ... بدان نام ... نور

Marfat.com

[illegible] ساز زندہ جان و تن ۔ بکاخ اندر آمد یکے برہمن
[illegible] گفتن آغاز کرد ۔ سر راز پوشیدہ را باز کرد
سپیدہ رو الفش بر آشفت سخت ۔ براں مادر و پدر گم کردہ بخت

جہاز سازی

جب مغربی ساحل نواب بہادر کے قبضہ میں آگیا تو حکم دیا کہ جہاز بنائے جائیں اس فرمان سے کئے جہاز بنوائے گئے انہی جہازوں کے ذریعہ علی راجہ نے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے جزائر مالدیپ فتح کر کے سلطنت حیدری میں انکوشامل کر دیا تھا۔ اور شاہ [illegible] نے بھی عہد نامہ مدراس کے بعد نواب بہادر کو ایک بہت بڑا جہاز بطور ہدیہ بھجوایا تھا۔ لیکن اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نواب بہادر کو بحری طاقت بھی حاصل تھی کیونکہ۔ بقول ولکس میسور کی دوسری جنگ کے زمانہ میں نواب بہادر نے ایک بار کہا تھا کہ میں سینکڑوں بیلیوں اور بریٹ ویٹوں کو شکست دے سکتا ہوں۔ مگر سمندر کو خشک نہیں کرسکتا۔ یعنے انگریزی بحری طاقت کا مقابلہ دشوار ہے۔

ہر دل عزیزی

ایم بیشا مراڈ لکھتا ہے کہ "میسور کی دوسری جنگ کے لئے نواب بہادر نے اپنی فوج کثیر لیکر کوچ کیا تو اس کی فتح و فیروزی کے لئے مندروں میں ہندوؤں نے اور مسجدوں میں مسلمانوں نے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں"۔ تاریخ عالم کے کسی صفحہ میں راجہ اور پرجا کی اس قدر گہری محبت کا ثبوت ہرگز نہیں مل سکتا

قلعجات

نواب بہادر کے ماتحت دو ہزار سے زیادہ قلعے تھے ان میں سے اکثر قلعوں کی اس نے مرمت کروائی۔ اور بعض قلعہ بالکل توڑ دیکر نئے سرے سے بنوائے۔ جب ریاست نواب بہادر کے قبضہ میں آگئی تو اس نے سریرنگ پٹن۔ مدور چن پٹن بنگلور۔ سکوٹہ اور دیونہلی کے قلعے سب سے اول مضبوط کرادیئے۔ اور ہزاروں آدمیوں کو اس نے ان قلعوں کے بنانے پر لگا دیا جب کسی قلعہ کو فتح کرتا تو فوراً اس کی ترمیم پر بہت سے [illegible] لگوادیتا تھا

سریرنگ پٹن کا قلعہ

سنہ ۱۴۵۴ء میں ناگمنگل تمنا مرودنا بہ دھن نایک نے دیجانگر کے راجہ کی اجازت سے سریرنگ پٹن میں مٹی کا قلعہ بنایا۔ اس قلعہ میں دیجانگر کے گورنر رہتے تھے پھر راج وڈیر کے قبضہ میں آیا سنہ ۱۷۶۱ء میں میر مخدوم علی خان نے مٹی کے قلعہ کو ڈھاکر سنگین قلعہ مع خندق بنایا۔

بنگلور کا قلعہ

سنہ ۱۵۳۷ء میں یلہنکہ کے پالیگار کیمپے گوڑا نے مٹی کا قلعہ بنایا۔ پھر یہاں مرہٹی حکم رہے پھر قاسم خان نے راجہ میسور کو دیا پھر یہ قلعہ مرہٹوں کے ہاتھ آیا۔ سنہ ۱۷۴۶ء میں حیدر علی خان کے ماتحت آیا سنہ ۱۷۶۱ء میں ابراہیم صاحب نے اس کو ڈھاکر سنگین قلعہ مع خندق تیار کیا۔

نقشۂ میسور

موجودہ ریاست میسور کے رقبہ میں
سنہ ۱۷۲۵ء میں جو ریاستیں قائم تھیں
ان کا نقشہ حسب تحقیق مسٹر شامراؤ
مصنف میسور درج کرتے ہیں ۔

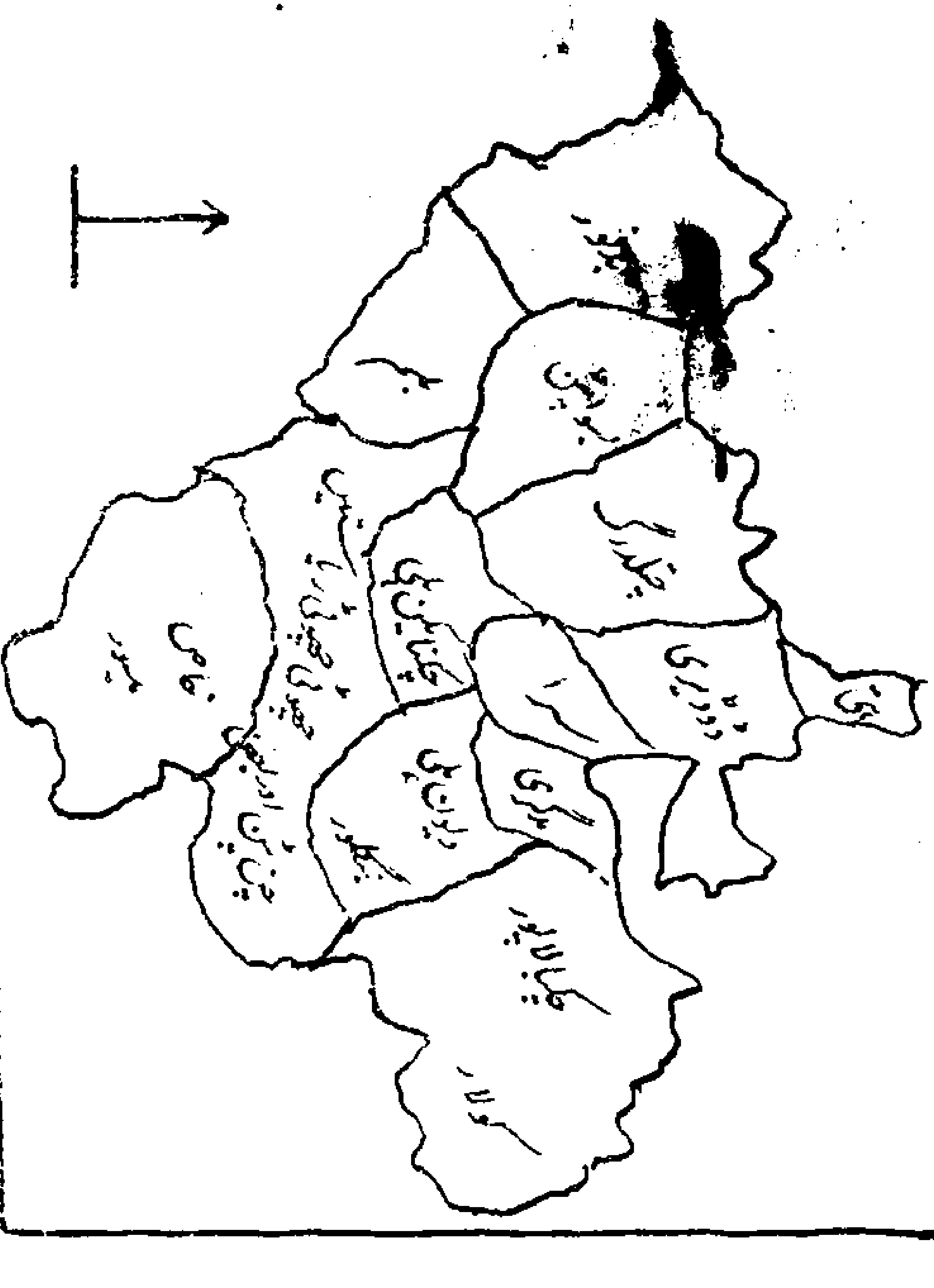

چوتھی فصل

بعض روایات

یہ وہ روایتیں ہیں۔ جو عام طور پر دکن میں مشہور ہیں۔

(۱) ایک روز دربار میں بہت سے علما و فضلاء جمع تھے۔ نواب بہادر نے قلم لیکر کچھ لکھا۔ اور علماء کو دکھلا کر کہا کہ پڑھو۔ سب اس تحریر کو الٹ پلٹ کر دیکھتے رہے مگر کسی نے کچھ نہ کہا۔ نواب بہادر نے ان علماء سے کہا کہ تم کیوں نہیں کہدیتے کہ یہ لکیریں ہیں۔

(۲) ایک بار نواب بہادر نے علما سے پوچھا کہ دَدَیْ مَن الوَاکرِیجِرَاتِ الذِیْنَ دُو کَالُو ا۔ کا کیا مطلب ہے علماء غور کرتے رہ گئے۔ کسی نے کچھ نہ بتایا۔ اس وقت نواب بہادر نے فرمایا کہ تم کیوں نہیں کہہ دیتے کہ یہ بے معنے فقرہ ہے۔ یا با الفاظ دیگر مہمل ہے

(۳) ایک روز نواب بہادر کے دستخط کو کسی محرّر نے بار بار تعجب کی نظر سے دیکھا تو نواب نے اس سے کہا کہ تم میرا دستخط کیا دیکھتے ہو ادھر دیکھو۔ یہ کہکر اپنی پیشانی پر انگلی رکھی۔ یعنے بادشاہی امر نوشت ہے۔ دستخط پر موقوف نہیں۔

(۴) جب چیلدرگ پر نواب بہادر کا قبضہ ہوگیا اس وقت

اس نے ایاز خان کو وہاں کا فوجدار بنانا چاہا تو اس وقت اس نے عرض کی کہ میں تو اَن پڑھ ہوں اس قدر بڑی خدمت کسطرح سرانجام دے سکتا ہوں۔ یہ سنکر نواب بہادر نے مسکرا دیا اور کہا کہ ایاز خان! لکھنا اور پڑھنا منشیوں اور متصدیوں کا کام ہے نہ حاکموں کا۔ دیکھو میں بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتا مگر اس قدر بڑی سلطنت کا انتظام کس خوبی کے ساتھ کر رہا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ حکمرانی کے لیے دل میں ہوشیاری اور ہاتھ میں کوڑا چاہیئے۔

(۵) روایت ہے کہ بچپن میں نواب بہادر اپنے ساتھ لڑکوں کو لیکر کھیلتا تھا۔ تو جن کو اپنے تابعدار بناتا۔ اور آپ ان کا حکمران بنتا تھا اور بانس کی چھڑیوں کے گھوڑے بناکر ہر ایک کو ایک ایک گھوڑا دیتا اور انکو اپنے حسب ارادہ چلایا پھرایا کدایا کرتا تھا۔

(۶) ایک بار نواب بہادر سرینگ پٹن میں کسی راستہ سے گذر رہا تھا۔ چوبدار ساتھ تھے۔ ایک فقیر پاؤں دراز کئے ہوئے بیٹھا تھا نوکروں نے کہا کہ نواب بہادر آرہے ہیں۔ اپنے دراز کئے ہوئے پاؤں کھینچ کر درست کرلے۔ اس نے کہا کہ جاؤ نواب آئے یا بادشاہ میرے جنتی پاؤں ہیں میں کبھی انہیں نہ کھینچونگا۔ یہ سن کر نواب بہادر نے حکم دیا کہ سچ ہے اسکے پاؤں جنتی ہیں مگر یہ شخص بے ادب ہے۔ ایسے بے ادب کے پاس جنتی پاؤں کا ہونا اچھا نہیں۔ اس کے پاؤں کاٹ کر کسی پاک مقام

Marfat.com

میں رکھو۔ یہ سن کر فقیر سیٹ پٹا گیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اسے معاف کر دیا گیا۔

(۷) کہتے ہیں ایک بار نواب بہادر نے بہترین پکوان پکا کے اور اپنے امیروں کی ضیافت کی۔ تو بعضوں نے دستر خوان پر بیٹھکر اتنی کم غذا کھائی کہ نواب بہادر کو رنج ہوا۔ دوسری مرتبہ ان امیروں کی ضیافت کی۔ موٹا دھانا کھانا پکوا کر اُن کے سامنے رکھوایا اور حکم دیدیا کہ جو امیر رکابی میں کچھ بچائے اسے کوڑوں سے پیٹا جائے پھر سب نے چپ چاپ کھا لیا۔ اور کچھ نہ بچایا۔

عہد حیدری کے برکات

نواب حیدر علی خاں بہادر کی سلطنت بہت وسیع تھی جس میں ہندو آبادی زیادہ اور مسلم آبادی بہت کم تھی عموماً ہندوؤں کا پیشہ زراعت و تجارت تھا۔ اور مسلمانوں کا پیشہ سپہگری تھا۔ بعض مسلمانوں کے سوا تمام نوکریوں اور عہدوں پر ہندو ہی مامور تھے۔ ملک کی مالگذاری کا تمام انتظام برہمنوں ہی کے ہاتھوں میں تھا۔ پٹیل پٹواری عملدار سررشتہ دار۔ اوران کا سارا عملہ ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا۔ سب کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ کوئی کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کرتا تھا۔

نواب بہادر شمالی ہندوستان۔ عرب۔ ایران اور ترکستان

Marfat.com

سے بہت سے مسلمان قبیلوں کو بلا کر اپنے ملک میں بسایا تھا۔ اُن میں سے بعض کے وظیفے بھی جاری تھے ان اجنبیوں میں بہت سے باکمال ایسے تھے جن کا وجود ملک کیلئے فخر و افتخار کا باعث تھا۔

جن راجاؤں یا پالیگاروں اور نوابوں نے خراج دینا منظور کیا تھا۔ اور برابر خراج ادا کرتے تھے نواب بہادر نے ایسوں کے علاقے کبھی اپنی سلطنت میں شامل کر لینے کی کوشش نہیں کی جو پالیگار یہ راجہ اور نواب فساد کرتے اور سرکشی سے باز نہیں آتے تھے وہ مقید اور اُن کا علاقہ سلطنت میں شامل کر لیا جاتا تھا۔

امور سلطنت میں بہ نسبت مسلمانوں کے ہندوؤں کا اعتبار زیادہ کیا جاتا تھا۔ چونکہ مختلف ملکوں سے صنّاع بلائے گئے تھے اسلئے اس عہد میں صنعت و حرفت کی زیادہ ترقی ہوی تھی فوج چونکہ بیشمار تھی۔ اسلئے ملک میں تجارت کو فروغ حاصل تھا۔ اس عہد میں تاجروں کو بہت امداد دیگئی تھی۔ کسانوں کو زر تقاوی دے دے کر ملک کو آباد کیا گیا تھا۔ اگر بارش کی قلت سے یا حملہ آوروں کی لوٹ مار سے رعایا کی فصلیں تباہ ہوجاتی تھیں تو اُن کو دو دو تین تین سال کی مالگزاری معاف کردی جاتی تھی اور کبھی اُنکو سرکار کی جانب سے ہرجانہ دیا جاتا تھا۔ عدل و انصاف میں مساوات سے کام لیکر رعایا کے دلمیں یہ بات بٹھادی جاتی تھی کہ ہندو اور مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

ہندوؤں کی شادی بیاہ، ریت رسم اور درد وغم میں مسلمان اور مسلمانوں کی تقریبوں میں ہندو نہایت خلوص سے شریک ہوا کرتے تھے۔ ملک صرف آبادی نہیں متمول بھی تھا چنانچہ ملک میں جو پیداوار ہوتی یہیں کھپ جاتی تھی۔ کپڑے ہتیار [illegible] برتن بھانڈے اور ضرورت کی سب چیزیں یہیں بنائی جاتی تھیں جس لئے تمام کسانوں بیاجروں اور صنعت گروں کے گھروں میں تن برستے تھے۔ الغرض عہد حیدری اہل ملک کے لئے خدا کی رحمت تھا۔

رعایا کو ہر طرح امن تھا یہاں تک کہ کسانوں کو بونے کے لئے عمدہ تخم بھی مہیا کرائے جاتے تھے تاجروں کی مراد بر آئی ہوئی تھی صنعت گروں کے گھر خزانے بنے ہوئے تھے۔ عالموں فاضلوں پنڈتوں کی قدر دانی کی جاتی تھی۔ ملک میں جابجا مختلف قسم کے سرکاری کارخانے کھلے ہوئے تھے جن میں ہزاروں آدمی کی کھپت ہوتی تھی۔ الغرض ملک میں بعض فقیروں اور سنیاسیوں کے سوا مفت خوروں کی کثرت نہ تھی۔ بے کاری کا دور دورہ نہ تھا ہر ایک آدمی کام پر لگا تھا۔ اگر کوئی کام نہ تھا تو سرکاری نوکری اسے مل ہی جاتی دنیا بھر کے قابل لائق ماہر انسان ملک میں آکر جمع ہو چکے تھے۔ مذہبی اور قومی تفرقہ باقی نہ تھی اس لئے ملک کی وحشت تمدن سے بدل گئی تھی۔ ہر بات میں تمیز پیدا ہو چکی تھی۔ نشست و برخاست کھانا پینا رہنا سہنا لین دین بیاہ شادی۔ ریت رسم۔ چال چلن۔ پوشاک۔ زیب و زینت

زیور، ہتیار، سب میں ایکبار اصلاح ہوگئی۔ اور سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آنے لگے۔ کیا ہندو امرا اور کیا مسلمان امیر سب کا ایک رنگ سب کی ایک روش تھی۔ نواب بہادر ہی کی حکومت نے لوگوں کو ہندوستان میں سب سے پہلے حب الوطنی کی تعلیم دی ہے۔

شیرازیوں کی آمد

پی کرسٹنا راؤ (میسور گزیٹیئر) اپنی تاریخ کے صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے کہ ۱۷۷۵ء میں نواب حیدر علی خان بہادر نے شیراز واقع فارس سے ایک ہزار قابل آدمیوں کو بلا کر اپنی فوج میں بھرتی کیا اور منتخب آدمیوں کو لانے کے لئے دوسرے وکیل روانہ کیا۔ صاحب نشان حیدری لکھتے ہیں کہ نواب مرحوم اہل اسلام را از ہر دیار طلبیدہ ممالک محروسہ را بخلاف ایام ماضی از اسلامیان آباد کردہ بود۔

یہی نہیں مغربی۔ رومی۔ تاتاری۔ ترکی۔ شامی عربی فرانسیسی انگریز جہاں کہیں سے قابل آدمی مل سکے۔ کروڑہا روپے خرچ کرکے نواب نے اپنے ملک میں جمع کر دیئے تھے۔

شاعر۔ ناثر۔ جوانمرد۔ جنگجو۔ قدردانی کا غلغلہ سن کر سلطنت حیدری میں جمع ہو گئے تھے۔

گویا سلطنت حیدری ایک شادی خانہ تھا جس میں ہر ملک کا آدمی مدعو کیا گیا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

Marfat.com

پانچویں فصل

ماخوذات

جناب غلام حسین ایم۔ اے۔ پروفیسر تاریخ و اقتصادیات تحریر فرماتے ہیں کہ حیدر علی اکبر اعظم کی طرح اَن پڑھ تھا مگر حکومت کرنے کی اہلیت اکبر جیسی ہی تھی ملکی امور کی سرانجام دہی میں اس نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے کام لیا۔ غضب کا ذہن تھا حساب کتاب کی محنتی حافظ کی وجہ سے جانچ پڑتال کرتا تھا۔ اسے صحیح مشیر چننے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔

پروفیسر سری رام شرما ایم۔ اے لکھتے ہیں کہ حیدر علی اٹھارہویں صدی کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اس کی شجاعت کو انگریزوں نے خود تسلیم کیا ہے۔ اس کا نظام سیاست بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اس کی سلطنت کا بندوبست برہمنوں کے ہاتھ میں تھا اور ان پر اس کو بے حد اعتبار رکھتا تعصب کی تو اس کو ہوا تک نہ لگی تھی ہندو اور مسلمانوں میں وہ ذرا بھی امتیاز نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو قابلیت کے لحاظ سے جگہ دیتا تھا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ اسکے ماتحت وفادار اور ایماندار ہوں کاہل اور کام چور لوگوں کو وہ سخت سزا دیتا تھا وہ متکبر نہ تھا اور ادنےٰ درجہ کے لوگوں سے بھی شرافت کا برتاؤ کرتا تھا سلطنت کا سارا کام خود اسی کی رائے سے ہوتا تھا۔ اور ہر ایک معاملہ پردہ

Marfat.com

بذات خود غور کرتا تھا۔ پانچ زبانوں کو وہ بخوبی بول سکتا تھا۔ اس کی یادداشت بڑی زبردست تھی وہ لمبے چوڑے حساب زبانی لگا لیا کرتا تھا۔ اور پیچیدہ سے پیچیدہ معاملات ذہن نشین کر لیا کرتا تھا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ ایک راست باز دلیر اور ایماندار شخص تھا۔ اور سیاسی نکتہ خیال سے اسکا مقابلہ مہاداجی سندھیا اور رنجیت سنگھ سے کیا جاتا ہے۔

جی۔ سی۔ ایلن۔ اپنی کتاب تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ راجہ میسور کی فوج میں مسلمان سپاہ سالار جس کا نام حیدر علی تھا یہ شخص علم سے بالکل بے بہرہ تھا اور کچھ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ مگر وہ بڑا اولوالعزم اور بہادر تھا۔ رفتہ رفتہ میسور کی فوج کا کمانڈران چیف ہو گیا تھا۔ اب بادشاہ بننے میں صرف ایک درجہ باقی رہ گیا تھا۔ آخر ہندو راجہ کی جگہ بادشاہ یعنی سلطان میسور بن گیا۔

سلطان حیدر علی نے اپنے سپاہیوں کو انگریزی طرز پر قواعد سکھائی اور فرانسیسی افسر فوج کی قواعد سکھانے کے لیے ملازم رکھے اور بہت سا ملک فتح کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں بہت طاقتور ہو گیا۔ اب اس نے فتح پر فتح حاصل کرنی شروع کی کبھی تو وہ اپنے ہمسایہ مرہٹوں پر چڑھائی کرتا تھا اور کبھی کرناٹک پر جہاں انگریزی حکومت تھی حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کا نام ہی لیے سے لوگ ڈرتے تھے۔

سلطان حیدر علی میں جو ایک معمولی سپاہی سے ترقی کرتے کرتے

بادشاہ بن گیا تھا۔ بہت سے اعلےٰ اوصاف موجود تھے۔ قد اوسط درجہ کا تھا اس کی ناک اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اور چہرہ آفتاب کی طپش سے سانولا ہوگیا تھا۔ وہ ہمیشہ صاف اور ستھرا رہتا تھا۔ سر پر گہرے رنگ کی قرمزی دوپٹہ باندھتا تھا۔ یورپین طریق کا لباس پہنتا تھا۔ اس کا کوٹ سفید ساٹن کا ہوتا تھا۔ جس پر سنہری گلکاریاں ہوتی تھیں۔ اور زرد رنگ کا پاجامہ پہنتا تھا سلطان ہر کام کی نسبت خود ہی حکم دیتا تھا۔ اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی تیز آنکھیں ہر ایک بات کو فوراً تاڑ جاتی تھیں گو کہ وہ علم سے بالکل بے بہرہ تھا تاہم اس میں انسانوں پر حکومت کرنے کا پورا مادہ موجود تھا۔

ڈپٹی لعل نگم بی۔ اے۔ دہلوی سوانح حیدر علی میں لکھتے ہیں۔ مخالفین چاہیں جتنے نقص جتائیں جو چاہیں سو من گھڑت باتیں بتائیں لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو وہ بہت سے اوصاف کا مجموعہ معلوم ہوگا۔ جرأت اختراع اور دلیری اس کا حصہ تھا۔ وہ مدبر صاحب تجویز با حوصلہ اور شکست کے بعد ہمت نہ ہارنے والا تھا وہ وعدے کا سچا تھا اور انگریزوں کے ساتھ مروت برتنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ اگرچہ اس کا دبدبہ اور خوف میسور کے باشندوں کے دل پر طاری تھی۔ لیکن اس کا نام ابتک لوگ عزت کی ساتھ لیتے ہیں اور اس کی شجاعت اور دلیری کا سکہ دلوں پر کچھ ایسا بیٹھا ہے کہ امٹ ہے۔

Marfat.com

ایم. رستا مراد. ایم. اے. جو کچھ دن پہلے ریاست میسور
کے صیغۂ تعلیم کے انسپکٹر جنرل تھے وہ اپنی تاریخ "میسور سمستان چرترے"
میں لکھتے ہیں کہ نواب حیدر علی خان بہادر بالکل غیر متعصب حکمران تھا اکثر اوقات
اس نے ہندوؤں کے مندروں کی مدد کی اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ نواب
حیدر علی خان بہادر کے زمانہ میں مرہٹوں اور نظام دکن کی اس ملک پر ایسی
یورش تھی کہ میسور کا نام ہی ہندوستان سے مٹ جاتا۔ مگر نواب بہادر نے اپنی
شجاعت اور لیاقت خداداد سے اس آفت کو ٹالا۔ یادوا خاندان کے حکمرانوں
کے ہاتھ سے ریاست نکلکر مسلمانوں کے ہاتھ میں آنے سے صرف میسور کا نام باقی
ہی نہیں رہا بلکہ اس ریاست نے بڑی شہرت حاصل کی اور ناموری بھی
حیدر علی خان بہادر کی وفات کے وقت میسور کی سلطنت دریائے کرشنا تک
وسیع تھی۔ بہت سے پالیگار یا راجہ اس سلطنت کے باجگزار تھے

ڈاکٹر۔ ایم۔ ایچ۔ کرشنا آئنگار جو اس وقت میسور یونیورسٹی
کے پروفیسر ہیں۔ وہ اپنی تاریخ "ہندو دیشدا چرترے" میں لکھتے ہیں کہ نواب
حیدر علی خان بہادر بہت ہی بڑا شجاع اور دلاور حکمران تھا۔ میدان جنگ
میں اپنی فوج کو بڑی دانشمندی کے ساتھ لڑاتا تھا اگرچہ وہ اَن پڑھ تھا
مگر نہایت دور اندیش۔ اور بہادری سے ریاست کو وسیع اور بہت ہی خوبی
کے ساتھ انتظام سلطنت کیا اور نہایت توجہ کے ساتھ امور سلطنت کی
گتھیوں کو سلجھایا کرتا تھا کسی طرح کے مذہبی تعصب کے بغیر عدل و انصاف

Marfat.com

سے حکومت کرکے اس نے ریاست میسور کو ترقی دی۔ اور اس کی سلطنت دریائے کرشنا تک وسیع ہو گئی۔ اور جنوب میں مدراس تک پھیل گئی۔

میرزا عباس صاحب شوستری۔ فارسی پروفیسر مہاراجہ کالج میسور "ایران نامہ" کے دیباچہ میں اسطرح رقم طراز ہیں کہ حیدر علی ابتدا میں ایک سپاہی تھا۔ آخر عمر میں وہ ایک سلطان بن گیا اور مملکت میسور میں صاحب اختیار و اقتدار بنکر اس ریاست کے حدود کو اس نے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں وسعت دی اور انگریزوں کے سے مقتدر حکمرانوں کے ساتھ جنگ کرکے اکثر معرکوں میں غالب رہا۔

محترمہ سیتا دیوی بی۔ اے۔ اپنے ایک تحقیقی مضمون میں جو اخبار مدینہ میں شائع کیا تھا۔ اسطرح لکھتی ہیں "سلطان حیدر علی ہند کا وہ نامور بادشاہ ہے جس پر سارے ہندوستان کو فخر کرنا چاہیئے لیکن بدقسمتی سے یہ مایۂ ناز ہستی بھی نامور مورخوں کے تعصب سے محفوظ نہ رہ سکی اور اسے ہندوستان کا دشمن ثابت کرکے تاریخ میں اس کی بہت بھیانک تصویر پیش کیجاتی ہے۔ لیکن میں اس مضمون میں بتاؤنگی کہ آیا سلطان حیدر علی درحقیقت ایسا متعصب اور ہندوکش ہے جیسا کہ مروجہ تاریخوں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ یا وہ روشن خیالی اور رواداری کا مجسمہ ہے۔

حیدر علی پر سب سے پہلے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے ہندو راجہ سے غداری کی اور اس کا ملک چھین لیا۔ اور خود بادشاہ

بن بیٹھا لیکن اگر تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ الزام بالکل غلط نظر آئے گا حیدر علی کے عروج سے پہلے میسور ایک معمولی ریاست تھی جس میں صرف تینتیس گاؤں تھے۔ یہاں کے راجہ پہلے بیجاپور کے مسلمان بادشاہوں کے باجگزار تھے اسکے بعد ۱۶۸۷ء میں یہ شہنشاہ اورنگ زیب کے باجگزار ہوگئے۔ چند سال بعد اورنگ زیب نے میسور کے راجہ چک دیوراج وڈیر کو جگ دیو کا خطاب دے کر نوبت اور نقارہ رکھنے کی اجازت دی تھی۔ میسور کی جاگیر سرا کے مغل گورنر کے ماتحت تھی حیدر علی راجۂ میسور کی ملازمت اور سپاہ سالاری کے عہدہ تک پہنچا اس کے تھوڑے عرصہ بعد مغل شہنشاہ ہند نے حیدر علی کو سرا کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے شاہانہ مراتب اور نقارہ نشان مع خطاب نوابی دربار مغلیہ سے عطا ہوئے۔ اسطرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حیدر علی راجۂ میسور کے ماتحت اب نہ تھا۔ بلکہ راجۂ میسور اس کے ماتحت تھا لیکن اس کے باوجود اس نے راجہ کی ہمیشہ عزت کی۔ باوجودیکہ راجہ میسور تینتیس گاؤں کا مالک تھا اور نواب حیدر علی کے زیر نگین اسی ہزار مربع میل ملک تھا لیکن وہ راجۂ میسور کو اپنا آقا سمجھتا تھا۔ اور اس کی ہر ممکن خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتا تھا اُس نے کئی بار میسور کو تباہ ہونے سے بچایا لیکن جب راجہ کے غدّار وزیروں نے راجہ کو بالکل مفلوج کر دیا اور خود وفادار حیدر علی کے خلاف سازشیں کرنے لگے تو اُس نے مجبور ہو کر جاگیر میسور کی زمام خود اپنے ہاتھ میں لی اور راجہ کو ایک باجگزار والئی ریاست کی حیثیت سے اپنی نگرانی میں رکھا۔

Marfat.com

حیدر علی کے لئے آسان تھا کہ وہ اسی طرح جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی نے ارکاٹ۔ اودھ۔ ناگپور۔ ستارا کے شاہی خاندانوں کو جلا وطن کیا تھا۔ کر دیتا لیکن "بدنام" حیدر علی نے راجہ میسور کے اعزاز و مناصب کو بدستور قائم رکھا دسہرہ کے موقع پر راجہ کا جلوس نہایت شان و شوکت کے ساتھ نکلتا تھا۔ اور اس موقع پر جو دربار ہوتا تھا اس میں حیدر علی اور اس کے لڑکے ٹیپو سلطان کی جانب سے راجہ کی خدمت میں نذریں پیش کی جاتی تھیں۔ کیا اس کے بعد بھی حیدر علی کو غدار اور نمک حرام کہا جا سکتا ہے؟

حیدر علی کی سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ ہندو اور مسلمانوں میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھتا تھا۔ اس کا پہلا پرائیویٹ سکرٹری کھنڈے راؤ تھا۔ اس کے وزیروں میں کشن راؤ اور پورنیا کے نام صفحات تاریخ پر موجود ہیں۔ سفارت کے اہم ترین عہدوں پر بالعموم ہندو متعین ہوتے تھے اور اسے ہندوؤں پر اس قدر اعتبار تھا کہ بڑے سیاسی قیدی ہمیشہ ہندو ہی پالیگاروں کے قلعہ میں قید کئے جاتے تھے۔

منتخبات تاریخ فارسی میں اسطرح حیدر علی کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ جنوبی ہند میں لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ ایک جوان شخص (حیدر علی) کا نام مشہور ہوا۔ گویا قلم تقدیر نے اس بات

Marfat.com

کو لکھدیا تھا کہ وہ میسور بلکہ تمام جنوبی ہندوستان کو بالکل بدل دے

ولادت حیدر علی خان

جارج نامہ والے نے حیدر علی کی ولادت کا حال اس طرح لکھا ہے کہ ایک شخص جس کا نام ندیم تھا بنگلور کے قریب وہ ہمیشہ دیونہلی میں رہتا تھا۔ وہاں اس کا گھر دار بھی تھا۔ اس نواح یا علاقہ کا جو حاکم تھا اس کا وہ نوکر بھی تھا۔ اس کے ماتحت تھوڑی سپاہ بھی تھی۔ جو اپنے مالک کی بڑی فرمانبردار تھی۔ چونکہ اس علاقہ کا جو حاکم تھا اس کو اپنے پاس سے دور رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اسلئے بنگلور کی سرداری اسے دیدی اسے خدا نے سنہ ۱۷۲۸ء میں ایک بیٹا دیا۔ اس نے اس کا نام حیدر علی رکھا۔ اب جارج نامہ والے کے الفاظ سنو ے

ز آغازِ حید رسرایندہ مرد
بدینساں بنزدیک من یادکرد

یکے مہترے نام او بُد ندیم
بہ نزدیک بنگلور بودہ مقیم

بدیونلی داشت پیوستہ جائے
بدش اندراں جاے کاخ وسرائے

بنزد طرفدار آں بوم و بر
بدہ نوکر و نوکری نام ور

بفرمانِ او بود لختے سپاہ
خداوند خود را بجاں نیک خواہ

نگشتی سرمو زراہ وفا
پراز مہر جان وتہی از جفا

چو مہتر مراد را زبد دید دور
ورا مہتری داد بر بنگلور

نہال شبستان او باردر
شدوایزدش داد زیبا پسر

زکاہ مسیحی شمارہ ز سال — چو شد ہفتہ با بیست برشش زوال
زمادر چنین گشت آں نامور — شدہ شاد زاں پور فرخ پدر
پوری تافت زو فرۂ پہلوی — ورا نام بہادر حیدر علی

مذکورۂ بالا واقعہ جو نظم میں بندھا ہے صحیح واقعہ ہے مگر ناظم نے قصور حافظہ سے حیدر علی کے باپ کا نام ندیم اور سن ولادت ۱۷۲۲ء کی جگہ ۱۷۲۸ء لکھدیا ہے۔

محمد اسمٰعیل کی وفات

نواب بہادر کے بھائی محمد اسمٰعیل جو شہباز کے نام سے مشہور تھے جو دلونہلی میں فوجدار تھے جن کے پاس بہت سے ہاتھی گھوڑے اور سوار پیادہ باقاعدہ فوج پندرہ ہزار تھی۔ اور دو سو فرانسیسی بھی نوکر تھے ۱۷۵۷ء میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کا سب مال و متاع فوج و حشم اور انکی معتمد سب سرزمین حیدر علی خان بہادر کے قبضہ میں آگئی جس سے نواب بہادر کی طاقت میں بہت بڑا اضافہ ہوا رجاج نامہ والے نے اس کا بیان اسطرح کیا ہے۔

چو بر بند فزوں سال شد نوں و داد — برادر یکے داشت بازو و داد
بدش نام آن نامجو اسمٰعیل — سپہ را ظفر گشت ہم زو دلیل
شدش روزگار بزرگی تباد — سپہر کہن زمانہ زیں کہ سیاہ
چو بنمود پدرود خاکی سرائے — سوی خانۂ جاوداں کرد جائے

فراواں سپہ بُد ورا زیر دست | ہیونانِ تازی و فیلان مست
بود آنچہ بر مہتران را بہ کار | بہ بزم و بہ رزم و بگاہِ شکار
ہمہ بود آمادہ و ساختہ | فراخورد پایہ بپرداختہ
بدستش بہ اندازۂ جاہ و ارز | بہ آئین جاگیر بُد جا و مرز
چو بربود مرگ از سرِ او کلاہ | بحیدر رسید آں ہمہ دستگاہ
چو بگرفت جائے برادر بہشت | فراواں بشد کارِ حیدر درشت
سپاہش رسیدہ بگاہ شمار | سوار و پیادہ سہ، و پنج ہزار
دو صد ہم فرانسیس پیکار جوے | چو دیگر سپہ بُد پرستار روے

اسی بیان کے موقع پر اپنا چٹی مصنف حیدر نامہ لکھتا ہے کہ تمام مال و متاع اور دھن دولت اپنے بھائی شہباز صاحب کی حیدر علی خان کے ہاتھ آئی جس سے اس کی طاقت میں اور اضافہ ہو گیا

اسیطرح مصنف دی رائل فیملی میسور لکھتا ہے کہ بھائی کے مرنے سے اس کی دھن دولت حیدر علی خان کے ہاتھ کیا آئی کہ قدرت نے دو قوتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ یہ شخص (حیدر علی خان بہادر) اپنی جنگی اور ملکی لیاقت کی برکت سے ایک نہایت نیچے درجہ سے بڑھتا بڑھتا نواب میسور بن گیا۔

مولوی ہدایت اللہ بی۔ اے۔ اپنی کتاب تاریخ ہند میں

تحریر کرتے ہیں کہ ریاست میسور کا علاقہ بہت تھوڑا تھا اور اس بہادر حیدر علی سلطان کی اولالعزمی اس چھوٹی سی ریاست پر قناعت نہیں کر سکتی تھی الغرض اس کے آئندہ بیس سال جنگ و جدال اور کشور کشائی یا مفتوحہ مقبوضات کی حفاظت میں گذرے باوجود مرہٹوں۔ نظام دکن اور انگریزوں کی شدید مخالفت کے اس نے اپنی سلطنت کو بہت وسیع کر لیا۔ اور اس کا خیال تھا کہ نظام دکن اور مرہٹوں سے ملکر انگریزوں کو پہلے مدراس سے پھر کل ہندوستان سے بھگا دے۔

مولوی سید ہاشمی صاحب فرید آبادی تاریخ ہند حصہ سوم میں لکھتے ہیں کہ حیدر علی سلطان کی جو اول اول فوج میں رسالدار تھا پہلے میسوری کے دیوان سے ناچاقی ہوی اور جنگ کی نوبت پہنچی تو دلوائی کو سرنگا پٹم میں محصور ہونا پڑا آخر میں حیدر علی سلطان نے اسے اور راجہ کو گرفتار کر کے ریاست پر خود قبضہ کر لیا۔ اور اپنی جنگی مستعدی سے اور دلیری سے ملک میں نئی روح پھونکدی وہ بے علم اور سخت گیر آدمی تھا لیکن فن جنگ سے طبعی مناسبت تھی، اور سپاہی کی قدر کرنی جانتا تھا یہی وجہ تھی کہ چند سال میں میسور کی فوج نے جنوبی ہند میں اپنے کام کا سکہ بٹھا دیا مدراس کے انگریز حیدر علی سلطان کے نام سے کانپتے تھے اور مرہٹے اور نظام الملک بھی ہر وقت اس کے حملہ سے اندیشہ مند رہتے تھے۔

"میسور کی ہسٹری" نام کتاب جو ایک تعلیمی اسوسی ایشن

Marfat.com

ذریعہ کنڑی زبان میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ۱۷۶۰ء اگست کی بارہویں تاریخ کے روز صبح کے وقت کھنڈے راؤ نے قلعہ پر حیدر علی خان بہادر اور انکی تھوڑی سپاہ پر گولہ باری کروائی اور اس کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہوا ہے کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے نہایت ہوشیاری اور دانشمندی سے بائیس سال تک حکومت کی اور اپنی سلطنت کو بے حد وسعت دی اور ہندوستان ہی میں نام وری حاصل نہیں کی بلکہ یورپ میں بھی اسکی بہت شہرت ہے۔

میسور گزیٹیر جلد پنجم جو ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا ہے اس میں تحریر ہے کہ حیدر علی سلطان ۱۷۶۱ء ماہ جون کی آٹھویں تاریخ کو سرینگ پٹن پر قبضہ کر لیا۔

نواب حیدر علی خان بہادر کا ایک مراسلہ

یہ نواب بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو فارسی خط ہے اس کا ترجمہ:-

نامۂ نواب حیدر علی خان بہادر فرمانروائے ملک دکن

بنام

کریم خان زند فرمان فرمائے مملکتِ ایران۔

Marfat.com

مورخہ ۹ رمضان ۱۱۷۹ ہجری

جب تک آفتاب کے ظہور اور مہتاب کے نور سے ساحت
آسمان و زمین نوریاب ہوں اور گلزار زمین ابر آزادی سے سرسبز
و شاداب ہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت سے

خداوند اورنگ شاہنشہی — سپہدار اقلیم فرماں دہی
خدیو زمان شاہ عالی تبار — شہ دادگر خسرو نامدار
فروزندہ رایت سروری — فروزندہ خورشید اوج بری

زیب و زینت پیرا بالش تمکین و جاہ نوازندۂ خلق اللہ
کی شمع اقبالی تائید ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔

آپ کا الطاف نامہ جس کے مضمون سے سراسر اخلاص
و محبت کا رایحہ پیدا ہوتا ہے ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی
خبر خیریت کی دریافت کا انتظار تھا بساعت مسعود در زمان محمود سیادت
پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والاجاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم
و زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصولی ہوا۔ اسکے شاہدے
و مطالعہ سے دل اور دماغ میں کمال انبساط او سرور نے جگہ پائی۔
مخلص نیازمندان مراتب موالات و محبت کے سننے سے جو عزیزان مذکور
کی زبانی معلوم ہوئے الطاف اساسی کا شکر گذار ہوا چونکہ اتفاق و

و وفاق عامۂ بنی آدم سے نیکیاں و حسنات پیدا ہوتے ہیں پھر جب دو صاحب
شوکت حاکموں اور ذی اقتدار بادشاہوں کے درمیان موالفت اور
موانست کی بنیاد قائم ہو تو بے حد و بے شمار برکات و فوائد کا مترتب
ہونا ظاہر ہے۔

اس لئے یہ وفاکیش اس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف
ذاتی اور کمالات فطری سنکر حسب مضمون اس شعر کے ؎

مصاحبت چہ ضروری است آشنائی را ٭ ہنوز باد یمن بو نکہت عرنی است

اس جناب سے اتحاد و ارتباط کا خواہاں ہوا تھا الحمد للہ
کہ دل نیاز منزل کو اس شاہ والا تبار کی فتوحات اور مروت سے جو
امید تھی وہ بخوبی ظہور میں آئی یعنی اتحاد و محبت کا آفتاب دونوں دلوں پر
پرتو فگن اور کاشانۂ وداد و اتفاق روشن ہوا۔

یہ بات جو از راہ الطاف و کرم قید تحریر میں آئی ہے کہ
یہ اخلاص شعار اپنی سرکاری کشتیوں اور جہازوں کی لنگرگاہوں کیلئے
جو بندر کہ ممالک ایران کے متعلقہ بنادر ایران سے درکار ہو آپ کو لکھے
الحق جب بنائے یکجہتی و اتحاد قائم ہوئی تو جانبین کے دیار و امصار ایک
حکم میں داخل ہوئے نیاز مند ملک ایران کے کل علاقوں اور جزیروں کو
اپنا ہی سمجھتا ہے اور اب اس فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم الطاف
امید یہ ہے کہ اس صفا کیش کے قلمرو کے سب جزیروں کو اور بنادر کو

Marfat.com

اپنا تصور فرما کر جس بندر کی خواہش ہو اس سے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور دولت ایران کے مشیروں و معتمدوں کو وہاں روانہ فرمائیں بندر مذکور بسر و چشم اُن کے حوالے کر دیا جائیگا۔ تا یہاں سے بڑے بڑے شہتیر کنارے اور تختے وغیرہ جہازوں کی تیاری کا سامان جو اس اطراف میں کثرت سے ملتا ہے اور نیز اس دیار کے دوسرے تحائف اور عجائب ہمیشہ وہاں پہنچا کریں۔ باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور اللہ کے ذریعہ سے رائے جہاں کشا پر روشن ہونگے۔ شفقت شاہانہ سے امید ہے کہ ہمیشہ بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن کی صحت و آسائش اور تحائف کی فرمائش پر متضمن ہوں دل آرزو مند کو محظوظ فرماتے رہیئے۔

الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہے

فقط

نامۂ نواب حیدر علی خان بہادر والئی ملک دکن

بنام

نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر والئی اودھ

عماد السعادت میں لکھا ہے کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے

والیٔ اودھ شجاع الدولہ کو لکھا کہ نہایت افسوس ہے کہ آپ کے پاس اس قدر توپ خانہ اور پیادہ سوار فوج ہے۔ اور نصاریٰ جو آپ کے مذہب کے دشمن ہیں اور تمام مسلمانوں کے بدخواہ ہیں ان کو ممالک بادشاہی سے نکالا جائے۔ اگر آپ میرا مشورہ قبول کریں تو اس طرف سے میں مسلمانوں اور فرانسیسیوں کی عظیم الشان سپاہ لیکر یورش کردوں اور ادھر سے آپ حملہ کردیں اور تمام امراء ہندوستان کو بھی شریک کرلیں تو یقین ہے کہ اس قوم کی جڑ اکھڑ جائے اور کلکتہ دارالاسلام بنجائے پھر اس پر آپ قبضہ کرلیں۔

شجاع الدولہ نے اس کے جواب میں لکھا جب ہم نے انگریزوں سے لڑائی کی کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا آخرکار انگریزوں نے اپنی مرضی سے ہمارا تمام ملک چھوڑ دیا۔ اور ہماری حکومت ہم پر بحال کردی پس افسوس ہے کہ ایسے احسانات کے عوض دل میں برائی رکھی جائے۔ ہماری دولت [illegible] تمام انکی وجہ سے ہے مذہبی تعصب کیوجہ سے محسن کشی پر کمر باندھنا کب جائز [illegible] محسن کشی پر کمر باندھ نہیں سکتا جو کچھ آپنے میری قدرت حشمت کا حال لکھا ہے [illegible] کے لئے ہے نہ کہ انگریزوں کے واسطے میں ہمیشہ یہ آرزو رکھتا ہوں کہ انگریزوں [illegible] پر حملہ کروں نہ کہ خود ان سے لڑوں۔

ناظرین کو مذکورہ خط اور اسکے جواب ہی سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں میں اتحاد قومیت مذہب کی خاطر قربانی کرنا کتنا دشوار کام ہوگیا تھا۔ فاعتبروا یااولی الابصار

Marfat.com

چھٹی فصل

ماخوذات مع ریمارک

ملک کی پامالی

یل۔ بی۔ بورنگ لکھتا ہے کہ دشمنوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے نواب حیدر علی خان کو اپنے ملک کے پامال کرنے میں کچھ دریغ نہ تھا۔

بی کشن راؤ (میسور کمیشن) ہسٹری آف میسور (۲) تاریخ ۲۹۳۰ میں لکھتا ہے کہ نواب حیدر علی خان مرہٹوں کو نقصان پہونچانے کی غرض سے اپنے ملک کو پامال کرا دیتا تھا۔ اور یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اسکے فعل سے ملک برباد اور رعایا تباہ ہو جاتی ہے۔

نشان حیدری کا مصنف ایک واقعہ لکھتا ہے کہ مرہٹوں نے جب ایک لشکر عظیم لیکر سلطنت حیدری پر چڑھائی کی اور جن راہوں سے وہ گزرے وہاں کی کھیتیاں پامال اور گاؤں برباد ہو گئے ... مرہٹے ... کرکے واپس ہوئے۔ اس وقت نواب بہادر نے سیدھے ... شدہ مقامات کی طرف جاکر چک بالاپور میں اپنا کمپ قائم کیا پھر جو جو مقامات پامال ہو چکے تھے وہاں گیا۔ رعایا کی ڈھارس بندھائی۔ انہیں ہل چلانے کے لیے بیل بیج تخم پاشی کے لئے تخم فراہم کرا دیئے۔ خزانوں کا منھ کھولکر خوب زر تقاوی دیا۔

دو دو تین تین سال کا لگان معاف کردیا۔

جس بادشاہ نے پامال شدہ گاؤں والوں کی اس قدر مدد کی ہو۔ اس نے جو ملک اور گاؤں خود برباد کرا دیئے ہوں۔ وہاں کی رعایا کی کیا کیا نہ مدد کی ہوگی۔

نشانِ حیدری کا اتہام

نشانِ حیدری کا مصنف بے شک عہد حیدری میں اور عہد سلطانی میں میسور میں تھا۔ اس نے ایک عجیب واقعہ جسے عقل قبول نہیں کرتی لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ارکاٹ کی مہم میں نواب بہادر نے ہر قوم کی شکیلہ اور جمیلہ دوشیزہ لڑکیوں کو بعض مردم آزار اور بد عاقبت خوابہ سراؤں کی اغوا سے بجبر بلوا کر ان سے اپنی آغوشِ عشرت کو گرم کیا تھا۔

نشانِ حیدری کی اس غلط روایت کو دیکھکر تنبیہہ المراد والے نے اور ایک جگہ۔ یل بی بورنگ نے بھی اشارۃً اس کا ذکر کیا ہے سینکڑوں تاریخیں فرانسیسوں انگریزوں اور ہندؤں نے بھی لکھی ہیں۔ اور وہ چن چن کر نواب بہادر کے عیوب بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کسی نے یہ ذکر نہیں کیا۔ اس لئے یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ صاحب نشانِ حیدری نے بیجا اتہام لگایا ہے۔

ارکاٹ کی مہم اس وقت ہوی جبکہ نواب بہادر کی عمر ۶۰ سال سے متجاوز تھی۔ جوانی میں جس نے ایسا نہ کیا ہو۔ وہ بڑھاپے میں کیا کریگا۔ یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ دیکھو یل بی بورنگ خود لکھتا ہے کہ نواب بہادر امور سلطنت

Marfat.com

میں اس قدر منہمک رہتا تھا۔ کہ وہ اپنی بیویوں کی طرف بھی کم مخاطب ہوا کرتا تھا۔ چونکہ نواب بہادر عیاش آدمی نہ تھا۔ اس لئے اس واقعہ کو غلط سمجھنا چاہیے

نوابی کا خطاب

کسی نے لکھا ہے کہ اسے بسالت جنگ نے نوابی کا خطاب دیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ بسالت جنگ نے یہ خطاب دلوایا۔ کوئی لکھتا ہے کہ نواب حیدرآباد نے شاہ دہلی سے نوابی کا خطاب دلوایا۔ کوئی لکھتا ہے کہ کسی نے نہ خطاب دیا نہ دلایا خود اس نے اپنے نام کے ساتھ نواب لکھوانا شروع کیا۔

سر چارلس اسٹوارٹ جس نے کتاب حیدر علی اور ٹیپو سلطان ۱۸۰۶ء میں لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ حیدر علی خان کو شاہ دہلی نے نظام حیدرآباد کی وساطت سے نواب کا خطاب دیا۔ اکثر مورخ اسی بات پر متفق ہیں۔ اسلئے یہ بات درست ہے۔

اگر کسی نے اُسے خطاب نہ بھی دیا ہو تو کیا ہوا چونکہ اس کے اشارے پر نوابوں کی نوابی قائم رہتی تھی۔ یا چھن جاتی تھی۔ بہت سے نواب اور راجہ اس کے خراج گذار تھے۔ اگر وہ شہنشاہ ہونے کا بھی دعوٰے کرتا تو اس کے لئے شایاں ہی تھا۔ کیونکہ اس وقت نہ کوئی نواب اس کے برابر طاقتور تھا نہ کوئی راجہ۔ خود شہنشاہ دہلی بھی اسکے مقابلہ میں کچھ نہ تھا۔

انگریزوں کی وعدہ شکنی

رئیس لکھتا ہے کہ عہدنامہ مدراس کے موافق انگریزوں نے حیدر علی

کی مدد اس لئے نہیں کی کہ انہوں نے اسی طرح کے مواعید مواثیق نظام حیدر آباد اور مرہٹوں کے ساتھ بھی کئے تھے۔ اور وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ انگریزوں کو امن اسی صورت میں تھا کہ نظام مرہٹے اور حیدر علی میں سے کسی کو دوسروں پر غلبہ نہ ہو جائے اور وہ آپس میں لڑتے رہیں۔

رلیس ہو یا اور کوئی وہ کچھ بھی لکھے مدراس گورنمنٹ تو کسی صورت میں وعدہ شکنی کے دھبے سے کبھی پاک نہیں ہو سکتی۔

ہچ۔ ہچ۔ ڈاڈول لکھتا ہے کہ انگریزوں کو نظام مرہٹوں اور نواب حیدر علی میں توازن قوت کا قائم رکھنا لازمی تھا تاکہ اُن میں سے دو مل کر تیسرے کو پامال نہ کر دیں۔ یا ان میں سے کوئی طاقتور بن کر دوسروں کو پامال نہ کر دے۔ اسی لئے انگریزوں نے مرہٹوں کے خلاف حیدر علی کی مدد نہ کی تاکہ اس کے غالب آنے سے اس کی قوت میں اضافہ نہ ہو جائے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔

عہد نامہ مدراس

عہد نامہ مدراس میں مدراس گورنمنٹ کو نواب حیدر علی خان بہادر کے پیش کردہ شرائط کو مان لینا پڑا تھا۔ اس عہد نامہ کے متعلق رلیس لکھتا ہے کہ جنگ چھیڑ کر مدراس گورنمنٹ نے جس غلطی کا ارتکاب کیا جنگ کی انتہا میں اس سے بڑی سخت غلطی کی۔ اس سے شاید رلیس کا یہ مطلب ہے کہ حیدر علی کی من مانی شرطوں کو مدراس گورنمنٹ نے کیوں قبول کیا۔ اسے اُن شرطوں کو قبول نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اگر مدراس گورنمنٹ نواب بہادر کی پیش کردہ شرطوں کو تسلیم نہ کرتی

تو مدراس پر نواب حیدر علی خان بہادر کا پھریرا لہرایا ہوتا۔

مگر یہ سچ۔ ڈاڈول لکھتا ہے کہ مدراس کا عہد نامہ انگریزوں کے حق میں مفید تھا کیونکہ مدراس میں حیدر علی کی پیش کردہ شرطوں سے اس کی فیاضی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور وہ شرطیں سخاوت بھری ہیں۔

جعلی خطوط

جارج نامہ کا مصنف لکھتا ہے کہ دلوا (دیوان) نام ایک عورت رہتی تھی اس کے ذریعہ سے نواب بہادر نے کھنڈے راؤ کی فوجی افسروں کی طرف سے اپنے نام پر لکھے ہوئے جعلی خطوط کھنڈے راؤ کو ملنے کا بندوبست کیا تھا۔ بعد میں کھنڈے راؤ کے فوجی افسر پیر خان کو بھی کھنڈے راؤ کی طرف سے توڑ لیا تھا۔

جنگوں میں اکثر اس طرح کے واقعے ہوا ہی کرتے ہیں اس میں غنیم کی خطا کیا ہے۔ درمیانی نمک حراموں کی خطا ہے جنھوں نے اپنے آقا کو دھوکہ دیا ہو۔

میسور کی دوسری جنگ

ریس لکھتا ہے کہ ہسٹنگز نے جنگ چھیڑ کے خود اپنے آپ کو اس شخص کے جال میں پھنسا دیا تھا جو ایک بڑا بے قرار۔ چالاک۔ ترقع شناس ان تھک کوشش کرنے والا اور آن واحد میں ہندوستان کی اور ریاستوں میں فتنہ برپا کرا دینے کی طاقت رکھنے والا دشمن تھا۔ . . . .

اور یہی ریس حیدر علی کے متعلق اور لکھتا ہے کہ وہ فطرتاً "بڑا

قابل۔ من چلا سور ما تھا اور اپنی ذات شجاعت سے بہادروں میں اپنے آپ کو سربرآوردہ بنا لیا تھا۔ وہ اپنی شجاعت اور فوجی مہارت سے فوج ہی کو قابو میں رکھنا نہیں جانتا تھا بلکہ اور فوجی گروہ جو موقع بہ موقع پیدا ہو جاتے تھے ان کو بھی اپنے علم کے نیچے جمع کر لیتا اور انہیں کمان کرنا بھی اسے آتا تھا۔

افواج حیدری

یل۔ بی۔ بورنگ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا حیدر علی کھلے میدانوں میں مرہٹوں کے ساتھ نبرد آزما ہو سکتا تھا یا نہیں۔ اس سے پہلے اس کا جواب ہم نے لکھدیا ہے۔ اس لئے یہاں صرف ریس کی تاریخ کی رائے کو یل۔ بی۔ بورنگ کے سوال کا جواب بنا کر لکھتے ہیں۔

ریس لکھتا ہے کہ مرہٹی افواج کسی ایک افسر کے ماتحت نہیں تھیں مختلف آدمی انکی افسری کرتے تھے اور سب پیشوا کو غاصب سمجھتے تھے اور اسکی قوت محدود ہو رہی تھی علاوہ بریں مرہٹی سپاہ میں باہمی بے اعتباری تھی۔ برخلاف اسکے حیدر علی کی سپاہ ایک حاکم کی فرمانبردار تھی جو اسے خوب لڑانا جانتا تھا اور اس کی افواج اس پر جان فدا کرتی تھیں۔ بہر صورت حیدر علی کی فوجیں مرہٹی فوجوں سے بہت ہی لڑاکا اور جنگجو تھیں۔

بحری قوت

ریس لکھتا ہے کہ حیدر علی یہ بخوبی جانتا تھا کہ انگریزوں کو ہندوستانی رئیسوں پر بحری قوت کی وجہ سے برتری ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی بحری طاقت کے

بڑھانے میں بہت کوشش کی تھی۔

ایچ۔ ایچ۔ ڈاڈول لکھتا ہے کہ بمبئی گورنمنٹ اور حیدرعلی میں ایک معاہدہ ہوگیا تھا جبکہ اس نے مغربی ساحل فتح کرلیا تھا۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ حیدرعلی کی بحری طاقت کو بڑھانے کے لئے بمبئی گورنمنٹ بمبئی میں اس کے لئے ایک بحری مستقر بنادیگی۔ اور وہ ان کے لئے بعض رعائتیں دیگا لیکن سنہ ۱۷۶۶ء میں نظام کے ساتھ عہد نامہ ہو جانے سے اور محمد علی کی اغوا سے انگریزوں اور حیدرعلی میں دوستانہ تعلقات قائم نہ رہ سکے اس لئے مذکورہ بالا عہدنامہ پر عمل نہ ہوسکا۔

گو بحر ہند میں انگریزوں کے برابر حیدرعلی کو بحری قوت نہ حاصل ہوسکی۔ مگر اس نے بہت سے جہاز بنوا دیئے تھے اور جزائر مالدیپ کو فتح کرلیا تھا۔ اور مغربی ساحل پر اسکی کئی بندرگاہیں تھیں۔

شراب نوشی

دو ایک انگریزی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ روز حیدرعلی خان کے ہاں مجلس شراب منعقد ہوتی تھی۔ اور شراب کا دور چلتا تھا۔ یہ بات ان مورخوں نے صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ وہ بادشاہوں کے لوازمات میں سے شراب کو بھی سمجھتے ہیں۔ دگرنہ وہ حقیقت میں شراب نہیں پیتا تھا کیونکہ اس کے باپ اور دادا اگرچہ جانباز سپاہی یا سپاہ سالار تھے مگر وہ زمرۂ مشائخین میں سے تھے اس کے سوا اگر واقعی وہ شراب پیتا ہوتا تو جس مورخ

(صاحب نشانِ حیدری) نے اسپر آغوش گرفتہ کرنے کا اتہام لگایا ہے وہ وہ کب یہ امر کئے بغیر رہ سکتا تھا۔

غاصبیت

میل۔بی۔بورنگ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۷۶۶ء میں حیدر علی نے راجہ چک کرشنا راج کے انتقال کے بعد سلطنت پر قبضہ کر لیا اور یہ نہ سمجھا کہ مرہٹے اس بات سے ناراض ہونگے۔ یہ بھی نواب بہادر کی ذات پر اتہام ہے۔ کیونکہ جب اس نے سنہ ۱۷۶۱ء میں حکومت پر قبضہ کیا تو سنہ ۱۷۶۶ء میں راجہ کے ماتحت جس قدر ملک تھا۔ وہ راجہ کے لئے چھوڑ ہی کر قبضہ کیا۔ اگر سنہ ۱۷۶۶ء میں بھی وہ قبضہ کرتا تو دوسرے کو راج گدی پر کاہے کو بٹھاتا تھا۔ یہ غلط ہے کہ حیدر علی کے زمانہ میں راجہ کو کچھ تکلیف پہنچی ہو یا ان راجاؤں کی شان و شوکت میں کچھ کمی آئی ہو۔ راجہ گو محدود ملک کے حکمران ہوتے تھے مگر حیدر علی باوجود ایک بادشاہ ہونے کے اُن کی عزت و حرمت کرتا تھا۔۔۔ پیدائش برسی مست نگردی مردی۔

نندراج کی موت

سنہ ۱۷۷۵ء میں نندراج مر گیا مگر بعض لوگ حیدر علی پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ راجہ نے مرہٹوں کے ساتھ حیدر علی کے خلاف خفیہ خط و کتابت کی تھی اس لئے حیدر علی نے حمام میں جب راجہ تھا تو اسے دم گھونٹ کر مروا دیا۔ یہ غلط کیونکہ اگر وہ راجہ کو مارنا چاہتا تو جلادوں کے حوالہ کرتا یا دار پر کھنچوا دیتا تھا اسے کس کا خوف تھا۔

Marfat.com

کھنڈے راؤ کو سزا

پی کشن راؤ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ حیدر علی نے راجہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کھنڈے راؤ کو طوطے کی طرح پالیگا۔ یہ ایک استعارہ تھا۔ مگر اُس نے اسے پنجرے میں ڈلوا کر دودھ اور چاول اس کی غذا مقرر کرکے اس استعارہ کو حقیقت کا جامہ پہنا دیا۔ دشمن وہ بھی جان کا جو دشمن ہو جس نے بارہا جان سے مار ڈالنے کی کوشش کی ہو۔ اس کے ساتھ اسکے سوا کیا برتاؤ کیا جا سکتا ہے۔

سخت سزائیں

یل۔ بی۔ بورنگ وغیرہ مورخ لکھتے ہیں کہ وہ سخت بے رحم نہ تھا مگر بہت سخت سزائیں دیتا تھا۔ یہ بھی بے جا اتہام ہے۔ کیونکہ حیدر علی کا برتاؤ مجرموں کے ساتھ اس عہد کے تمام رئیسوں کی نسبت بہت اچھا تھا ہاں باغیوں سازشیوں کے ساتھ وہ سختی سے پیش آتا تھا۔

انگریزوں کے ساتھ نفرت

بعض مورخ لکھتے ہیں کہ وہ انگریزوں کو سخت نفرت کی نگہ سے دیکھتا تھا۔ اس کی کوئی وجہ بھی تو ہے۔ سب متفق ہیں کہ وہ انگریزوں کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم رکھنا چاہتا تھا۔ مگر انگریزوں نے وعدہ شکنی اور فتنہ انگیزیاں کرکے اس کو اپنا دشمن بنالیا تھا۔

انتہا درجہ کی خوبی

صبر و استقلال بادشاہوں کے

Marfat.com

لئے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ یہ اس میں بدرجہ کامل موجود تھی اس کے سوا نواب بہادر نفسیات کا بھی بڑا ماہر تھا چنانچہ چرکوی کی جنگ میں اسے سخت صدمہ پہنچا تقریباً تمام سامان حرب ہاتھوں سے جاتا رہا سپاہی مارے گئے بارود گولہ جل گیا اور تن تنہا راتوں رات وہ بھاگ کر سرینگ پٹن آیا۔ یہاں پہنچکر اس نے ایک مجلس ترتیب دی اور اس میں سب سپاہیوں کو جمع کرکے ایک پرجوش تقریر کی اور سپاہیوں کا دل بڑھا دیا۔ اس تقریر کو جارج نامہ والے نے یوں قلمبند کیا ہے۔ ؎

اگر سوخت بارود و بان و شتر — ازان غم ندارم بسے قلعہ پر
چو باشد بعالم خدا مہربان — ندارم غم از سوخت باروت وبان
امیران من نیک خواہ من اند — ہوادار فر کلاہ من اند
خزاین بمن دادہ حق بے شمار — بیاشم بفرق یلان وقت کار
چو یکدل شتابیم در روز جنگ — شود دشمن ما دو دل بے درنگ
چنان رخنہ بندیم بر بد سگال — کہ ترک چو کرک شود پائمال
الا اے سواران شمشیر زن — جوانان شیر افگن و پیل تن
سواری بر اسپان تازی کنید — ز فرق عدو گوے بازی کنید
برآرید شمشیر کین از نیام — کہ از خصم لازم بود انتقام
بفوج عدو تیرہ باران کنید — ہوا را چو ابر بہاران کنید
بہ پیلان ببندید کوس دو در اے — کہ تا گاو و ماہی بجنبد ز جائے

Marfat.com

چو سر بر کشد آفتاب بریں — من و ترک و تیغ و میدان کیں

غرض اس تقریر نے جادو کا کام کیا اور سب نے متفق ہو کر ایسے حملے کیے کہ آخر سرخروئی حاصل ہو کر ہی رہی۔

بہادر بنڈہ

واقعات مملکت بیجاپور نام کتاب میں تحریر ہے کہ بہادر بنڈہ ایک گاؤں کپل سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ نواب حیدر علی خان بہادر ہی کا بسایا ہوا ہے یہاں پہاڑ پر ایک قلعہ ہے۔ اس کے دروازے کا نام سلطانی دروازہ ہے۔ دوسرا ایک دروازہ ہے اس پر ایک کتبہ ہے جس میں لکھا ہے کہ حیدر علی خان بہادر کے حکم سے محمد عثمان ساکن کولار نے سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں بنایا۔ قلعہ کے پاس ایک تالاب ہے۔ وہ بھی نواب بہادر کے حکم ہی سے بنایا گیا تھا اس کا نام چاند گنٹہ ہے۔ اس پر ایک کتبہ ہے جس میں تحریر ہے کہ نواب بہادر کے حکم سے محمد خان بہلی نے بنایا۔ اس پر کیا موقوف ہے ایسے قلعہ اور تالاب جن پر نواب بہادر کے نام کے کتبہ ہیں۔ جا بجا دریائے کرشنا سے لیکر ڈنڈیگل تک پائے جاتے ہیں۔

حیدر علی کی جنگجوئی

سب مورخ متفق ہیں کہ ہندوستان میں انگریزوں کو جس قدر آدمیوں کے ساتھ لڑنا پڑا ہے۔ ان میں سب سے سخت نواب بہادر ہی تھا۔ اور اس نے جس قدر انگریزوں کو تکلیف پہنچائی اس قدر تکلیف

انگریزوں کو کسی اور آدمی کی طرف سے نہیں پہنچی۔

چند خاندانی شجرے

ہم ذیل میں چند خاندانوں کے شجرے ایل بی بورنگ کے لکھے ہوئے تحریر کرتے ہیں تاکہ پیشواؤں۔ نظاموں اور ارکاٹ کے نوابوں کے نام کہ جو اس کتاب میں آئے ہیں، انکی توضیح ہو جائے۔

پونا کے پیشواؤں کا شجرہ

(۱) بالاجی وشوناتھ سنہ ۱۷۱۳-۲۰ء

- (۲) باجی راؤ سنہ ۱۷۲۰-۴۰ء
  - (۳) بالاجی باجی راؤ سنہ ۱۷۴۰-۶۱ء
    - وشواس راؤ
    - (۴) مادھو راؤ سنہ ۱۷۶۱-۷۲ء
    - (۵) نارائن راؤ سنہ ۱۷۷۳-۷۷ء
      - مادھو راؤ نرائن سنہ ۱۷۷۲-۹۵ء
  - (۶) رگھوناتھ راؤ (رگھوبا)
    - (۷) باجی راؤ سنہ ۱۷۹۵ء سے سنہ ۱۸۱۸ء تک
      - دھونڈو پنت
- چمناجی

نظام حیدر آباد کا شجرہ

میر قمر الدین خان نظام اول

(۱) نظام الملک سنہ ۱۷۲۴ء سے سنہ ۱۷۴۸ء تک

میر غازی الدین خان

(۲) میر محمد ناصر جنگ سنہ ۱۷۴۶-۵۰ء

سلابت جنگ

میر ناصر الملک

دختر

(۴) صلابت جنگ سنہ ۱۷۵۱-۶۱ء

(۵) میر نظام علی خان

(۳) ہدایت محی الدین مظفر جنگ سنہ ۱۷۵۰-۵۱

ارکاٹ کے نوابوں کا شجرہ

محمد سعید یا سعادت اللہ خان

سنہ ۱۷۱۰ء سے سنہ ۱۷۳۲ء تک

دوست علی نواب زادۂ سعادت اللہ خان

سنہ ۱۷۳۲ء سے سنہ ۱۷۴۰ء تک

↓

صفدر علی خان
سنہ ۱۷۴۰ء سے سنہ ۱۷۴۲ء تک

دختر
یہ لڑکی حسین دوست خان
عرف چندا صاحب کی بیوی ہے۔

محمد سعید خان سنہ ۱۷۴۲ء سے سنہ ۱۷۴۳ء تک

نواب انوارالدین خان سنہ ۱۷۴۳ء سے سنہ ۱۷۴۹ء تک

محفوظ خان — محمد علی خان — عبدالوہاب خان

فتح محمد کی کتخدائیاں

فتح محمد (فتح علی) والد نواب بہادر نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں تھیں اس کی بیویوں کے شجرے مختصر طور پر اپنی تحقیق سے لکھے جاتے ہیں

۱۔ پیرزادہ برہان الدین ساکن تنجاور

لڑکی (سیدانی بی)
فتح محمد کی پہلی بیوی

لڑکی
لڑکی
(محمد امام برادر فتح محمد کی بیوی)

لڑکا صاحب
ابراہیم صاحب
قلعدار بنگلور

۲۔ نائطہ میرزا اکبر علی خان جاگیردار و ساکن سرا

Marfat.com

اکبر نایطہ میر اکبر علی خان جاگیردار و ساکن سرا

بڑی لڑکی	چھوٹی لڑکی (مجیدہ بیگم)
فتح محمد کی دوسری بیوی	فتح محمد کی تیسری بیوی والدہ
	شہباز صاحب اور حیدر علی

یہی نایطہ میر اکبر علی خان ہے جو دکن سے آکر سرا میں تھا جسے یہاں جاگیر مل چکی تھی اس کے بال بچے سرا میں رہتے تھے۔ یہ کسی مہم پر جاتے ہوئے تریکیرہ کے پاس قزاقوں کے ہاتھوں سے لٹ کر مارا گیا۔

بنگلور کی جاگیر

تم نے پڑھا ہے کہ جب حیدر علی خان نے سرنو سراؤ سے سنہ ۱۷۴۷ء میں بنگلور فتح کر لیا تو مرہٹوں کے خوف سے نجراجیا نے بنگلور حیدر علی کو راجہ کی طرف سے بطور جاگیر دلا دیا۔ یہ بیان کارنامۂ حیدری، حیدر نامہ، حملات حیدری میں مفصل لکھا ہوا ہے۔ ہیچ ہیچ۔ ڈاڈول اپنی کتاب کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں اسطرح رقم طراز ہے کہ حیدر علی ایک جانباز سپاہی (فوجی افسر) کا لڑکا ہے جو بتدریج ترقی کر کے بنگلور کے قلعہ کا افسر بن گیا پھر وہ اپنے آپ کو میسور کا وزیر اعظم (یا دلوائی) بنانے میں کامیاب ہو گیا پھر حکمران میسور بن گیا یہ میسور کا نیا حکمران محض امی تھا لیکن بہت ہی بڑا مستعد ذہین چالاک اور تیز دماغ آدمی تھا۔ اس نے سب سے اول اپنے ملک کو وسعت دی بہت جلد

Marfat.com

ساحل ملیبار پر قبضہ کر لیا. جب وہ شمال کی طرف بڑھا تو اس نے نظام اور مرہٹوں کو سد راہ پایا. جنگ ہفت سالہ میں انگریزوں کے خلاف اس نے فرانسیسیوں کی مدد اس لئے نہیں کی تھی کہ وہ خوب جان گیا تھا کہ فرانسیسی قوت (ہندوستان میں) رو بزوال ہے۔

کامپری ہنسیو ہسٹری آف انڈیا مصنفہ بیچ۔ بوریج جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں لکھا ہے کہ

کورٹ آف ڈائرکٹرس نے اپنے ہندوستانی مقبوضات کے متعلق اپنی پالیسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ ہمارا مقصد و مدعا یہی ہے کہ موجودہ ہندوستانی طاقتیں ہماری شمولیت کے بغیر ایک دوسرے کی باہمی روک تھام کرتے رہیں۔

پی۔ اے۔ رابرٹس اپنی ہسٹری آف برٹش انڈیا میں لکھتا ہے کہ سنہ ۱۷۶۹ء میں مدراس کے فصیلوں کے پاس حکمران میسور نے ہماری مخلوق کے باعث عہدنامہ کی شرائط منوالیں جس سے ممالک مفتوحہ واپس کر دیئے گئے۔ اور حکومت مدراس نے سیاسی بے وقوفی سے میسور کے حکمران کو اس حالت میں جبکہ کوئی دوسری طاقت اسپر حملہ آور ہو مدد دینے کا اقرار کیا اس آخری شرط سے انگریزوں کو اور بھی زیادہ مصائب میں مبتلا ہونا پڑا۔

سنہ ۱۷۷۱ء میں جب حیدر علی نے امداد چاہی اور انگریزوں نے اس کی مدد نہ کی اور اپنے اقرار کے خلاف عمل کیا۔ جو نہایت ہی شرم و عار کا باعث ہے

Marfat.com

برک (جس نے ہسٹنگز پر مقدمہ دائر کیا تھا) لکھتا ہے کہ حیدر علی کو اپنی طاقت پر اتنا بھروسہ ہوگیا تھا اور وہ اس قدر طاقت ور بن گیا تھا کہ جس سے اسنے اپنے عزم مصمم کو راز مضمر بنا کر نہ رکھا وہ سب اسباب جو انگریزوں کی بربادی کا باعث تھے جمع کر لیئے اور ایک سیاہ ابر کے مانند مدراس کے طرف چڑھ آیا۔ مدراس گورنمنٹ بے وقوفی سے مبہوت بنکر اس شہاب ثاقب کو دیکھ رہی تھی جو انکی فضا کو مکدر کر رہا تھا۔ اور یکایک وہ پھوٹا اور کرناٹک پر انگریزوں کی تباہی کے سامان پھیلا دیئے گذشتہ زمانے کی اور بربادیاں اس بربادی کے مقابلہ میں ہیچ اور تکلف کی صورت میں دکھائی دیتی تھیں۔ گاؤں، گھر، مندر جو ملتے تھے وہ جلا دیئے گئے (منرو کانجی ورم کے تالاب میں سامان حرب پھینک کر مدراس کو بھاگ گیا۔) ۱۷۸۰ء میں کرناٹک کے پائے تخت پر وہ قابض ہوگیا۔

ساتویں فصل

ماخوذات

بی ایس سبراؤ اور شیش گری راؤ اپنی تاریخ ہند کے تیسرے حصہ میں (کنڑی زبان) لکھتے ہیں کہ حیدر علی خان اگرچہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر جوانمرد اور مستقل مزاج آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ الٹا حرف حطی (ح) لکھکر اپنا دستخط کیا کرتے تھے۔ مگر پانچ زبانیں انہیں خوب آتی تھیں خدا نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا کیا

تھا۔ اور نظام مملکت میں مہارت کامل حاصل تھی۔ آپ میں یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ جو کام جس روز کا تھا اسے اسی روز ختم کر دیتے تھے۔ آپ ایک غیر متعصب حکمران تھے مگر آپ کو روپیہ کا لالچ بہت تھا۔

سنہ ۱۷۶۱ء میں تمام ملک میسور پر حیدر علی خان بہادر کا قبضہ ہو گیا تھا تاہم آپ نے بادشاہی اختیار نہ کی اور تخت پر نہ بیٹھے معمول کے موافق میسور کے وڈیری تخت نشین ہوتے رہے مگر تمام کاروبار سلطنت تو آپ ہی انصرام کو پہنچایا کرتے۔ انہوں نے سرا۔ بدنور کلیکوٹ وغیرہ مقامات فتح کر لیئے۔ انگریزوں کے ساتھ بھی آپ نے جنگ میں فتح پائی۔ مرہٹوں کے ساتھ جو جنگیں کیں ان میں کامیابی ہونے سے سلطنت میسور دریائے کرشنا تک وسیع ہو گئی حیدر علی خان نے پھر انگریزوں کے ساتھ میسور کی دوسری جنگ کرتے ہوئے سرطان کے پھوڑے کے صدمہ سے انتقال کیا۔

بشیر الدین احمد واقعات مملکت بیجاپور حصہ سوم صفحہ ۶۰۴ میں لکھتے ہیں کہ "نواب حیدر علی خان اور اس کا بیٹا ٹیپو سلطان غیر معمولی فراست وکیاست اور ملٹری اسپرٹ کے لوگ تھے۔ ملک ہند میں انگریزوں کو ان سے زیادہ دلیر جوانمرد اور بہادر بادشاہوں سے کبھی مقابلہ نہیں پڑا۔ ان دونوں کی سلطنت اگرچہ صرف اٹھتیس برس ہی رہی۔ مگر ان کے کارنامے صفحہ دنیا پر ہزاروں سال رہیں گے۔

ان کا ورثہ اعلےٰ حسن بغداد شریف سے اجمیر میں اپنے

Marfat.com

بیٹے ولی محمد سے ملنے آیا تھا۔ جو اپنے چچا سے ناراض ہو کر گلبرگہ چلے گیا تھا۔ ولی محمد کا بیٹا علی محمد تھا جس نے میسور کے مشرقی علاقہ کولار میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۶۷۸ء میں وفات پائی۔ اس کے چار فرزند تھے جن میں سے چھوٹا فتح محمد تھا جو محاصرۂ قلعۂ جنجی میں نمایاں کام کرنے کی بدولت صوبہ دار کی نظروں میں چڑھ گیا۔ اور نائیک کی خدمت پر ممتاز ہوا۔ لیکن وہ صوبہ دار جو اس کا مربی تھا جب بدل گیا تو فتح محمد نے اپنی تقدیر آزمائی پہلے آرکاٹ میں پھر میسور میں کی لیکن وہاں بھی جمنے نہ پایا اور پھر میسور واپس آکر فوجدار یعنے فوجی کمانڈر مقرر ہوا اور موضع بوڈی کوٹہ جاگیر ملا۔ فتح محمد نے پہلے ایک سیدانی سے شادی کی جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے اس کی وفات کے بعد اپنی سالی کو عقد میں لایا۔ فتح محمد کا خسر اہل نوائط مدراس میں تھا چھوٹی بیوی سے دو لڑکے ہوئے شہباز (بعض اس کا نام اسمٰعیل بتاتے ہیں) اور حیدر علی۔ حیدر علی کی ولادت کی صحیح تاریخ معلوم نہیں دیتی۔ بعض مورخین ۱۷۲۲ء بتلاتے ہیں بعض ۱۷۱۷ء اور بعض ۱۷۲۰ء بتلاتے ہیں۔

حیدر علی نے راجگان میسور سے ملک چھین لیا اور خود بادشاہ ہو گیا۔ اور جو جو کام اس نے کئے اور لڑائیاں لڑا۔ اور جیسے کچھ جوہر مردانگی اور شجاعت کے دکھلائے ان سب کو ہم ترک کرتے ہیں حیدر علی کی لڑائی انگریزوں اور فرانسیسوں سے ہو رہی تھی برسات کا موسم سر پر آ جانے سے انگریز مدراس چلے گئے۔ اور فرانسیسی کڈلور کو اور حیدر علی ارکاٹ سے تیرہ میل پرے اپنا

لشکر لیے ہوئے پڑا ہوا تھا۔ حیدر علی کی پیٹھ میں عرصہ سے ایک ناسور تھا جس میں لڑائیوں کی دوا دوش سے اور اشتداد ہو گیا۔ اسی میں کمپ نرسنگھ راینا پیٹھ میں جو چتور کے قریب ہے ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء کو انتقال کیا تاریخ وفات "حیدر علی خان بہادر ہے" (۱۱۹۵ ہجری)

کرناٹک میں حیدری حملے

برٹش ڈومی نین ان انڈیا صفحہ ۱۹۶ میں سرآلفرڈ لائل لکھتا ہے کہ حیدر علی خان (میسور کی پہلی جنگ میں) بجلی بن کر گرا اور اس کے سوار کرناٹک کو پامال کرتے ہوئے مدراس تک پہنچ گئے۔

میسور کی دوسری جنگ میں انگریزی فوج جو حیدر علی کے مقابلہ کو بھیجی گئی۔ وہ بالکل محصور ہو گئی یا پامال ہو گئی۔ انگریزی خزانہ خالی اور رسد کا انتظام نادرست تھا۔ اگر حیدر علی بالارادہ فتح کا ارادہ کرتا تو مدراس کبھی کا فتح ہو گیا ہوتا۔ ۱۷۸۱ء میں حیدر علی کرناٹک کے بہت سے مقامات فتح کر چکا تھا۔ سارے کرناٹکی مقامات کی زندگی اس کے رحم و کرم پر منحصر تھی۔ ۱۷۸۲ء میں جب بمبئی اس کی مدد کو آیا تو حیدر علی فوت ہو کر ایک سخت دشمن اور آہنی چنگال آدمی کے ہاتھ سے انگریزوں کو رہائی دے چکا تھا۔

تاریخی یلغار

رسیس آف کمرسچین پاور ان انڈیا کی دوسری جلد صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہوا ہے کہ ایک دن اور ایک رات میں حیدر علی نے ۱۲۰ میل کا دھاوا کر کے مدراس پر حملہ کر دیا اور اپنی پلیٹس

Marfat.com

کردہ شرطیں اُن سے منوالیں۔ اگر وہ چاہتا تو مدراس کو سہولت سے فتح کرلیا ہوتا۔ لیکن اُس نے فاتحین کے خلاف عادت اُن سے بہت عمدہ سلوک کیا۔

فرانسیسیوں کے ساتھ معاہدہ

حیدرعلی جبکہ ریاست میسور کا سپاہ سالار تھا۔ اس میں اور فرانسیسیوں میں عہدنامہ ہوا تھا (۱۷۶۹ء) کہ اگر فرانسیسوں کی حیدرعلی مدد کرے اور انھیں کامیابی ہو تو وہ ماہانہ حیدرعلی کو دو لاکھ روپیے ادا کرینگے۔ اور فتوحات دکن میں اس کی مدد کرینگے۔

بیلی کی شکست

سرآلفرڈ لائل نے جو انگریزوں کی فوج کی پامالی کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اس کی مراد بیلی کی تباہی ہے۔ بیلی کی تباہی کا حال جارجنامہ والے نے تفصیل سے قلم بند کیا ہے۔ مگر اس کے چند مختلف ابیات ہم یہاں لکھتے ہیں۔

زماہ نہم رُوز نہ رفتہ بود — بہ بیلی زمانہ بر آشفتہ بُود
فراوان بہ شمشیر و باران تیر — بکشتند و اُفتاد بیلی اسیر
یکے تن نگشتہ رہا از سپاہ — کسے خستہ کس بستہ کس شد تباہ
چنیں است پایان رزم و نبرد — سرے زیر تاج و سرے زیر گرد

نائیروں کے اوصاف

ڈاکٹر گستاؤ لیبان تمدن ہند میں لکھتا ہے کہ جسمانی لحاظ سے نائیر ایک حسین قوم ہیں۔ ان کا قد بلند جسم سڈول ہاتھ پیر خوبصورت اور رنگ

Marfat.com

صاف ہے۔ نائر کے لفظی معنے مالک کے ہیں، اور یہ فی الواقع ساحل ملابار کے امراء اور حاکم قوم ہیں۔ نایروں مد اشادی کثرت البعول کی قسم سے ہے یعنی ایک ایک عورت کئے کئے مردوں کی بیوی بنی رہتی ہے۔ جب کوئی نائر مرتا ہے تو اس کی اولاد وارث نہیں ہوتی بلکہ اس کی بہن کی اولاد۔ مادری جائداد لڑکی اور اس کی لڑکی (یعنی نواسی) کو پہنچتی ہے۔ نائر جو اپنے آپ کو کھتری کہتے ہیں ہندوں کے نزدیک سوُدر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ نایر بھی اپنی ہمسایہ اقوام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں (یہی نایر جو عربوں کے میل جول سے مسلمان ہو گئے تھے نائطہ و نوائط کہلائے)

ماپلاّ

علاوہ نائروں کے ملیبار میں ماپلاّ قوم ہے جو عرب ملاحوں کی اولاد اور مسلمان ہیں۔ یہ نہایت بہادر ہیں۔ اکثر نائروں سے لڑتے رہتے ہیں۔ (تاجر بھی ہیں اور مذہب کے دیوانے بھی ہوتے ہیں۔)

دفتری زبان

حسب تحقیق رام چندر راؤ۔ دفتر میں ہندوستانی (اردو) اور کنڑی زبانیں رائج تھیں۔ مگر دوسرے رئیسوں اور بادشاہوں کے ساتھ فارسی میں خط و کتابت کی جاتی تھی۔

میر صادق

دی ملیور رائل فیملی کے مصنف کی تحقیق کے موافق فتح کرڑپہ کے بعد میر محمد صادق جو فوجی بازار کا کتوال تھا، اسے محلات کچہری کی دیوانی ملی۔ یہ درجہ موجودہ ریونیو کمشنر کے درجہ کے برابر ہے۔

Marfat.com

ناٹک سال

رقاصہ اور گانے والی عورتیں گتی اور بلاری کے راجاؤں کے ہاں کثرت سے تھیں انھیں سرکاری تنخواہیں ملتی تھیں۔ جب نواب بہادر نے وہ علاقے فتح کر لئے تو ان عورتوں کی تنخواہوں کا بحال رکھنا لازمی تھا۔ اس لئے انہیں سرینگ پٹن لاکر بسایا۔ ناٹک سال قائم کر کے انکی تنخواہیں جاری رکھیں۔ اسطرح سے نواب بہادر کے ہاں ناٹک سال قائم ہوا۔

عہد معاونت

ڈی میدورراٹس نیلی کی تحقیق کے موافق چیتلدرگ کے راجہ کو اپنے ہاں نواب بہادر کی فوج رکھنا اور اس فوج کا خرچ اپنی طرف سے ادا کرنا پڑتا تھا شاید اسی زمانہ میں اسے مڈگیسی۔ مدگری۔ مڑک سرا۔ پاوگڈھ پر فوج کشی کر کے خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا شاید انگریزوں نے اسے دیکھکر سبسڈی اری سسٹم جاری کیا ہو۔

راجہ بہادر

جب نواب بہادر نے گتی اور بلاری کو فتح کر کے پیش قدمی کی تو ادھونی کا دیوان راجہ بہادر سدِّراہ ہوا۔ نواب بہادر نے اسے شکست دیکر اس سے سب سامان حرب چھین لیا۔ اور اس سے جرمانہ وصول کیا اور اسی وقت موشیر لالی فرانسیسی سردار اپنے دو سو فرانسیسیوں کو ساتھ لیکر نواب بہادر کی فوج میں داخل ہو گیا

نواب بہادر کی عمر

اسے ہارس ڈن۔ وِنسنٹ اسمتھ مولوی سید ہاشمی فرید آبادی کی، اور

مورخ اپنی اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ اسی ۸۰ سال کی عمر میں حیدر علی نے انتقال کیا۔ اس لحاظ سے وہ ۱۷۰۲ء یا ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوا تھا۔ کوئی غالب وجہ ایسی نہیں ہے کہ ہم اس کی ولادت کو ۱۷۰۲ء میں مانیں۔ برخلاف اس کے کئے اسباب ہمارے پاس ایسے موجود ہیں کہ اس کی ولادت ۱۷۲۲ء میں ہوئی چنانچہ اس کا بودی کوٹہ میں پیدا ہونا تحقیق ہے۔ بودی کوٹہ ۱۷۱۷ء کے بعد فتح محمد کو جاگیر میں ملا تھا۔ ۱۷۲۰ء میں وہ کولار میں فوجدار بن کر تھا وغیرہ وغیرہ۔

بیل موتنا

بعض ان پڑھ لوگ آج کل بھی کہتے ہیں کہ بڑے نواب یعنے حیدر علی خان بہادر کا دستخط جیسے بیل کے موت کی دھار زمین پر پڑتی ہے ویسا ہی ہوتا تھا۔ یہ کہنے والوں کی کج فہمی ہے کیونکہ ان آدمیوں نے شہید اکبر ٹیپو سلطان علیہ الرحمۃ کے دستخط اس ( ) صورت پر دیکھکر اسے نواب بہادر کا دستخط سمجھ لیا ہے۔

حیدری جھنڈا

نواب بہادر اپنی دولت کا پھریرا یا عَلَم چار رنگ کے کپڑوں سے تیار کرواتا تھا وہ اسطرح کا

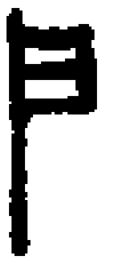

ہوتا تھا۔ جس میں سُرخ، سیاہ، سفید اور زرد کپڑے لگے ہوتے تھے۔ اور سُنا گیا ہے کہ اس میں شیر کی شکل بنی ہوئی تھی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شاہ ایران نے نواب حیدر علی خان بہادر کو ایک تاج اور ایک عَلَم بھیجا تھا۔ شاید اسی کو دیکھ کر نواب بہادر نے اپنے تاج و نشان بنائے ہوں تو کیا عجب ہے۔

نگر و ملیبار پر انگریزوں نے میسور کی پہلی جنگ میں قبضہ کر لیا تھا تو اُن سے ملک واپس لینے کے لیئے افواج حیدری نکلیں تو کسطرح نکلیں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے مصنف نشان حیدری لکھتے ہیں کہ "بیرقہا از پارچۂ سیاہ و سفید و سُرخ و زرد دوزانیدہ • فی ہزار مرد یک بیرق مقرر کرد ل بہ ہیئت مجموعی بیشتر از نجا نہفت فرمود۔" (بیرق کے معنے علم اور جھنڈا)

کولار میں محمد علی خان

میسور کی پہلی جنگ میں محمد علی خان نواب ارکاٹ نے جب کولار فتح ہوا تو یہاں چند روز کیلئے اقامت کی اور اپنی مدد پر راجہ گتی مراری راؤ کو بھی بلا لیا تھا۔ محمد علی خان کی یہی طرفداری آخرکار نواب بہادر کے گتی پر فوج کشی کرنے کا سبب ہوی۔ (نشان حیدری صفحہ ۱۴۰)

آٹھویں فصل

نواب بہادر از مہد تا لحد

اے۔ مارسڈن ایک انگریزی مورخ ہے اس نے تاریخ ہندوستان لکھی ہے۔ اس تاریخ کے اقتباسات ہم ذیل میں لکھیں گے تاکہ قارئین جو اس وقت تک نواب بہادر کے حالات پڑھتے رہے ہیں۔ انھیں معلوم ہو جائے کہ انگریزی مورخ کسطرح واقعات پر پردہ ڈالتے ہیں

Marfat.com

اور کسطرح ہندوستانیوں کی اچھی باتوں کو بری صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اور جہاں کہیں اپنی قوم پر حرف آنے کی بات ہو تو کسطرح پہلو بدلکر لکھتے ہیں یہ تاریخ ہندوستانی بچوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور تاریخوں سے یہ اچھی ہے تو دوسری تاریخیں کیسی ہونگی۔ نعوذ باللہ من ذالک

ایک مسلمان سپاہی مسمّیٰ بہ حیدر علی جو ۱۷۰۲ء میں پیدا ہوا تھا جن ایام میں محمد علی کرناٹک کا نواب ہوا انھیں دنوں میں شہرت پکڑنے لگا۔ یہ لکھ پڑھ نہ سکتا تھا۔ مگر بہادر تھا ہشیار تھا۔ اور قزاقی کیا کرتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے ساتھ ایک جماعت ہوگئی۔ یہ ان لوگوں کو کوئی تنخواہ نہ دیتا تھا۔ ہاں الوٹ مار میں سے حصہ دیتا تھا۔ جو ملے لوٹ کر لیجاتا تھا۔ ہر ایک سپاہی جو کچھ لوٹ مار لاتا تھا۔ اس کا نصف اپنے سرگروہ حیدر علی کو دیدیا کرتا تھا۔ اور نصف خود لے لیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ حیدر علی کی طاقت اور جماعت اتنی بڑھ گئی کہ ہندو راجہ نے اسے اپنی ملازمت میں لے لیا۔ اور اس کے سپاہیوں کی تنخواہ مقرر کردی۔ یہاں اس نے اتنی ترقی کی کہ میسور کی فوج کا سپاہ سالار بنگیا۔ اسوقت میسور کا کم عمر راجہ اپنے چچا سے جو مدارالمہام کا کام کرتا تھا بگڑ بیٹھا۔ حیدر علی کو بہانہ ملگیا۔ اس نے راجہ کی طرف ہوکر مدارالمہام کو شکست دی۔ خود تخت پر بیٹھا۔ اور کم سن راجہ کو قید کرلیا۔

جنوبی ہند کے فرمانرواؤں نے جب دیکھا کہ حیدر علی کی طاقت اور جرات بڑھتی چلی جارہی ہے۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ اب اس کی ترقی

Marfat.com

کو روکنا چاہیئے۔ نظام حیدر آباد، مرہٹے اور انگریز اس خیال میں شامل تھے ابھی تک حیدر علی نے انگریزوں سے جنگ تو نہ کی تھی مگر نواب کرناٹک کے کئی شہر اور قلعے لے لئے تھے۔ انگریز کرناٹک کے نواب کے حامی تھے۔ حیدر علی نے نظام حیدر آباد پر حملہ کیا۔ نظام بھی انگریزوں کا دوست تھا۔ اسلئے مدراس کا گورنر حیدر علی کے مقابلہ میں نظام اور مرہٹوں کے ساتھ شامل ہوا اور کچھ فوج نظام کی مدد کے لئے روانہ کی۔ انگریزی فوج نظام کے لشکر کے ساتھ میسور میں داخل ہوئی۔ اور بنگلور پر قابض ہو گئی۔

حیدر علی اتنا بے وقوف نہ تھا کہ ایک ہی دفعہ تینوں سے لڑنے لگ جاتا۔ پس اس نے مرہٹوں کو توڑا اور ایک بڑی بھاری رقم دے کر اُن کو واپس پھیر دیا۔

پھر نظام کیطرف خط لکھے اور کہا کہ اگر تم میرے ساتھ ہو جاؤ گے تو کل کرناٹک فتح کرا دونگا۔ نظام حیدر آباد اس کے دم میں آگیا۔ اب دوسری صبح کرنل اسمتھ جو انگریزی فوج کا کمانیر تھا کیا دیکھتا ہے کہ نظام کی فوج جس کی مدد کے لئے وہ مدراس سے چلکر اتنی دور آیا تھا وہ حیدر علی کی فوج کے ساتھ تھی۔

کرنل اسمتھ بنگلور سے ہٹ کر مدراس واپس چلا گیا حیدر علی ستّر ہزار کی جماعت لیکر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ انگریز چاندگاڈں (چنگما) کے درے لیں تھے جہاں سے کرناٹک کا راستہ جاتا تھا کہ حیدر علی

Marfat.com

اُن پر آپڑا لیکن شکست کھا کر پسپا ہوا۔ اور اس کی بہت سی سپاہ ماری گئی۔ حیدر علی نے اپر بھی کرنل اسمتھ کا پیچھا کیا۔ ترنا ملے پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ حیدر علی کو شکست فاش ہوئی۔ اب وہ بھاگ گیا۔

اسپر نظام نے بھی حیدر علی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ فوراً حیدر آباد چلا گیا۔ اور انگریزوں سے صُلح کر لی۔ اس کے ایک سال بعد تک حیدر علی سے آہستہ آہستہ لڑائی ہوتی رہی۔ فوجیں اِدھر اُدھر کوچ کرتی نظر آتی تھیں مگر حیدر علی دوسری لڑائی کی جھکوں میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر کار ایک بڑی بھاری فوج لیکر نہایت سُرعت کے ساتھ مدراس پہنچا۔ اور وہاں کے گورنر سے صُلح کا ملتجی ہوا۔

گورنر کے پاس تو لڑائی کے لئے روپیہ نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کمپنی کا تمام منافع لڑائی میں صرف ہو جائیگا تو کمپنی خوش نہ ہوگی۔ اس کو اتنی بھی مہلت نہ تھی کہ بمبئی یا بنگالے کے گورنروں کو لکھکر ان کی رائے لیلیتا کیونکہ حیدر علی کہتا تھا کہ مجھکو تو ابھی جواب دو۔ پس گورنر نے حیدر علی کے ساتھ صُلح کر لی اور یہ شرط قرار پائی کہ جو ملک طرفین نے فتح کیا ہے واپس دیدیا جائے۔ اور فریقین میں سے کسی پر کوئی حملہ کرے تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے۔

دس برس تک حیدر علی نے انگریزوں کے ساتھ صُلح رکھی اس اثناء میں اس کی طاقت بڑھتی چلی گئی تھی۔ اس نے میسور، ملابار۔

Marfat.com

گیا نمڑا کے کل پالیگار اور راجہ مغلوب کر لیئے تھے۔ اس کے ہاں فرنگیوں کی سکھائی ہوئی بڑی فوج تھی۔ ایک سو توپیں اور چار سو فرانسیسی افسر تھے۔ یہ جانتا تھا کہ انگریز مرہٹوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں۔ اس لیئے اس کا خیال تھا کہ مدراس کا فتح کرنا آسان ہوگا۔ اس نے خفیہ خفیہ نظام اور مرہٹوں کو لکھا کہ دکن سے انگریزوں کے نکالنے میں میری مدد کرو۔ اس کے بعد ۱۷۸۰ء میں ایک لاکھ آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ سے طوفان کی طرح کرناٹک پر ٹوٹ پڑا۔ دریائے کرشنا سے لیکر کاوری تک کل ملک کو روند ڈالا۔ دیہات میں آگ لگا دی۔ مویشی ہانک کر لیگیا۔ مرد قتل کئے گئے۔ عورتوں بچوں کو قید کر لیا۔ حیدر علی کی اس ظالمانہ کارروائی سے ایسا قحط پڑا کہ پچاس برس تک لوگوں نے اس کے گیت گائے اور یہ جاری رکھی گورنر مدراس جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ سپاہی تھے کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں کل ملک میں بٹے ہوئے تھے۔ کرنل بیلی ایک مختصر سی فوج لئے شمالی سرکاروں سے مدراس کی کمک کو چلا آتا تھا کہ دفعۃً حیدر علی پونی لور کے قریب اس پر حملہ آور ہوا۔ کرنل بیلی بوڑھا اور کمزور تھا نہ کلیو کی طرح دلیر نہ ویسا پھرتیلا۔ اس نے خیال کیا کہ میرے سپاہی تعداد میں کم ہیں۔ حیدر علی کے مقابلہ کے لئے کافی نہیں ہیں۔ سپاہی لڑنے کے آرزومند تھے۔ پھر بھی اس نے اپنی بے وقوفی سے حیدر علی کی بات مان لی۔ حیدر علی نے کہا کہ اگر تمہارے سپاہی ہتیار ڈالدیں تو میں اُن کی جان بخش دوں گا

Marfat.com

کرنل بیلی نے حکم دیا کہ سپاہی اپنے اپنے ہتیار ڈالدیں۔ جب سپاہی ہتیار رکھدئیے تو کس کا عہد کس کا پیمان۔ اکثروں کو تو حیدرعلی نے بے رحمی سے قتل کرڈالا اور کچھ قیدی بناکر میسور کو بہیجدیئے گئے۔ ایک چھوٹی سی فوج بریٹویٹ کے ساتھ چلی آرہی تھی اس کا بھی یہی حال ہوا۔

لیکن سرایرکوٹ جس نے ونڈیواسش کا معرکہ مارا تھا تازہ سپاہ لئے ہوئے بنگالہ سے آرہا تھا یہ ۱۷۸۱ء میں پورٹونو (محمود بندر) کے مقام پر حیدرعلی سے دوچار ہوا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ پھر پیالی لور کے اسی مقام پر شکست دی۔ جہاں پہلے سال کرنل بیلی کی سپاہ قتل کیگئی تھی پھر شولن گڈھ کے مقام پر تیسری شکست دی اور پھر دوسرے سال آرنی کے مقام پر شکست مزید دی۔

اس کے تھوڑے عرصہ بعد حیدرعلی مرگیا۔ انگریزوں نے اس کے بیٹے ٹیپو سلطان سے ۱۷۸۴ء میں منگلور کے مقام پر صلح کرلی۔ فریقین نے جو شہر اور ملک فتح کئے تھے۔ واپس دیدیئے۔ اور انگریزوں کے آدمی جو میسور میں قید تھے رہا کردیئے گئے۔

مارسڈن کا جواب

ہم یہاں مارسڈن کی تحریر کا جواب اسلئے نہیں دیتے کہ جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں۔ قارئین نے پڑھ لیا ہے۔ اور وہ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس نے کس پیرائے میں اصلی واقعات پر پردہ ڈالا ہے۔ اور کس انداز سے اپنے مقصد

مافی الضمیر کو جس کا اظہار اس کا اصل مقصود ہے پیش کرنے کی کوشش کی ہے
قلم درکف دشمن است کے سوا اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔

نویں فصل

علمائے ریاست

نواب بہادر کے عہد حکومت میں جو علماء ریاست میسور میں تھے جنکا پتہ چل سکا ہے ان کا بیان یہاں مختصر طور پر لکھا جاتا ہے۔

(۱) شاہ محمد صدر الدین ولد شاہ میراں حسین ساکن نلدنگل سمت سنڈے کپ پرگنہ ہسکوٹہ۔ یہ ایک باکمال بزرگ تھے مشائخی کی بساط بچھائے ہوئے گوشہ قناعت میں بسر کرتے تھے۔ دکنی زبان میں کئے چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے لکھے ہیں۔ ان کے عہد کے بعض شعرا نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے تین رسالے جو سنہ ۱۱۶۴ ہجری کے لکھے ہوئے ہیں۔ میر ابوتراب ساکن ہال ہلی سمت ٹھکن ہلی پرگنہ سرا نے جنھیں سنہ ۱۱۶۶ ہجری میں نہایت خوشخط لکھا ہے میری نظر سے گذری ہیں جن میں ایک کا نام رسالہ من عرف دوسرا رسالہ مراۃ الاذکار اور تیسرا رسالہ مصباح النور ہے یہ تینوں رسالے سالکوں کی ہدایت

Marfat.com

میں لکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ایک دیوان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مگر میری نظر سے نہیں گذرا یہ شعر انھیں کے دیوان کا ہوگا کیونکہ انکے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ ؎

میں چال اپنی چھوڑ کر چلتی ہوں شہ کی چال میں
(مجھے)
جیدھر ڈھلادے ڈھل پڑی جوں ڈھال موتی تھال میں

(۲) خیر اللہ شاہ قادری عرف محمد شریف جو خادم تخلص کرتے تھے شہر گنجام میں رہتے تھے۔ سنہ ۱۲۰۴ ہجری میں مذکور رسالہ مراۃ الاذکار (مصنفہ شاہ محمد صدرالدین) انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ وہ بھی میں نے دیکھا۔ خط اچھا نہیں مگر صحیح لکھا ہے۔ یہ بزرگ آثار مبارک کی خدمت پر مامور تھے ان کا ایک مختصر دیوان خود انھیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا میری نظروں سے گذرا ہے۔ اُن کے دو چار شعر جو مجھے پسند آئے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے یہاں لکھے جاتے ہیں تاکہ وہ خود اندازہ کریں کہ وہ کس انداز کے شاعر تھے۔ ؎

سارے جہاں کہتے ہیں[۱] اک روز ہے حشر کا   دن رات یاں حشر ہے جوں دورِ قمر کا

ح ہ تنور کے پاس ایک تالاب ہے جسے موتی تالاب کہتے ہیں۔ جب ناصر جنگ نے شاہزادگی کے زمانہ میں میسور پر چڑھائی کی تھی تو اس تالاب کے پاس اقامت کی تھی۔ اس کے پانی کی صفائی دیکھکر اس کا نام موتی تالاب رکھا (سنہ ۱۷۳۶ء میں) آج تک وہ تالاب اسی نام سے موسوم ہے۔

[۱] کہتے ہیں یعنے کہتے ہیں۔

Marfat.com

یارب ترے بجز نہ لجا کس طرف مجھے ۔۔۔ خادم رسول[2] کا ہوں مجھے بس ہے یہ جناب
ہوتا ہے کاج گھر میں ساجن کے آج میرے ۔۔۔ بجتا ہے کئیں[2] تو منڈل بجتا ہے کئیں نغارا
بولیا[3] ہوں کس محل پر تحقیق دل سوں[4] سمجھ ۔۔۔ عاقل کو اک اشارہ بورکھ کو ہے پسارا[5]

(۳) شیخ میاں فضل اللہ شہر گنجام میں رہتے تھے فقیر تخلص کرتے تھے ۔ انکی ایک کتاب چہار کرسی طریقت میں نے دیکھی ہے ۔ اشعار میں روانی ہے مضمون بھی اچھا ہے ۔ اس میں اہل طریقت کے لئے ہدایات لکھی ہیں اس چہار کرسی طریقت کے آخری دو شعر ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں ۔ سے

یارب تو اپنا فضل کر ان چار حرفاں پر سدا ۔۔۔ ف ۔ ق ۔ ی ۔ ر پہ تو[6] آسان کر روز حشر
یارب توں رکھنا شرم اب اس بارہویں صدی منے ۔۔۔ ایمان کی بخشش توں کر سارے مسلماناں اُپر

(۴) سید حسین قادری عرف شاہ میاں صاحب (ابن حضرت نبی شاہ قادری) آپکا ایک رسالہ سلوک میں ہے نظم میں نہیں نثر میں ہے معلومات اور نکات سے بھرا ہوا ہے ۔ مختصر اور مفید ہے ۔ میں نے دیکھا ہے ۔ یہ رسالہ سنہ ۱۱۷۲ھ میں لکھا ہوا ہے ۔ یہ بزرگ سرا میں رہتے تھے ۔ انھیں کی دختر نواب حیدر علی خان بہادر کی پہلی بیوی ہیں ۔ جنھوں نے فالج زدہ ہو کر نواب بہادر کو دوسرے نکاح کی ترغیب دی ۔ شاہ میاں صاحب کا تخلص شہباز تھا ۔

(۵) میر حسین علی (ولد سید عبد القادر کرمانی) آپ شہر گنجام میں

---

[1] آثار شریف کے اہتمام کی خدمت انکے سپرد تھی ۔ [2] کئیں یعنے کہیں ۔ [3] بولیا یعنے بولا ۔
[4] سوں یعنے سے [5] پسارا ۔ کثرت ۔ زیادہ [6] توں یعنے تو [7] تذکرۃ السلوک

رہتے تھے۔ آپ نے نواب بہادر کا اور سلطان علیہ الرحمٰن کا عہد بھی دیکھا ہے۔ اور اونچی اونچی خدمتوں پر دو بار نوکر رہے ہیں۔ نشان حیدری آپ ہی کی تصنیف ہے جو نواب بہادر اور سلطان والاشان کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ یہی پہلی تاریخ ہے۔ آپ کی مادری زبان فارسی تھی اور آپ کو عربی میں بھی کامل مہارت تھی یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔ ؎

در ملکِ حجاز از علی حیدر　　مفتوح شدہ ہفت قلاع خیبر
زین حیدرِ دکنی دول کرناٹک　　گشتند مطیع یک خدیو کشور

(۶) محمود خان شیرانی۔ ایک عالم آدمی تھے۔ کولار وطن تھا مڑباگل میں پھر گرم کنڈے میں رہے۔ بڑی چار کرسی آپ ہی کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس میں ۱۲ مسئلہ لکھے ہیں۔ گو یہ ایک عالم آدمی ہیں مگر نظم آپکی اچھی نہیں ہے۔ اور بعض مسائل میں بھی اختلاف ہے۔ نظم کا نمونہ یہ ہے۔

کرسیاں ہوئی ہیں یو تمام　　نواب حیدر کے عمل
قصبہ مدن پلی سے منے　　غلام علی شاہ کے مکان
اس وقت مدن پلی سے منے　　امام بیگ حاکم اتھا
قصبہ گرم کنڈہ منے　　مدت ستی باشندگان

(۷) محمد مخدوم بیجاپوری۔ ایک بہت بڑے فاضل آدمی تھے شاکر تخلص کرتے تھے۔ وہ بمقام سادنی رہتے تھے۔ نواب بہادر نے ان کی شہرت سن کر اپنے ہاں بلا کر فوج کی افسری دی تھی۔ وہ جیسے صاحبِ

Marfat.com

قلم تھے ویسے ہی صاحب سیف تھے۔ بعد میں ان کو سادی بطور جاگیر دیدی گئی تھی۔ چنانچہ یہ دو شعر انکے ناظرین کے پیش کش ہیں۔

حال سب جبریل کا روشن ہے عصیان اس کو حد ہے منتہیٰ کے جھاڑ کا
ہم اگر چاہیں تو او پر اڑ کو جائیں جو ہے دل میں کاڑ پردہ آڑ کا۔

(۸) شاہ کمال الدین صاحب کمال ایک باکمال بزرگ تھے کڑپہ کے علاقہ میں رہتے تھے۔ فتح کڑپہ کے بعد نواب بہادر نے انکو اور انکے بھائی شاہ جمال الدین صاحب شہید کو سریرنگ پٹن آنے کی دعوت دی۔ اور ان بزرگوں کو لا کر انکے وظیفے مقرر کر دیئے اور درخواست کی کہ خدا کی جناب میں صحت و عافیت کی دعا کرتے رہیں۔ ان بزرگوں نے سرینگ پٹن میں اقامت کی گوشۂ عزلت سے کبھی قدم باہر نہ نکالا۔ یہ دونوں بزرگ میدانِ طریقت کے شہسوار تھے۔ ان دونوں کا کلام یہاں نہیں دیا جاتا کیونکہ مطبوعہ دیوان ملتے ہیں کمال الدین شاہ صاحب فارسی عربی اور دکنی میں بھی خوب شعر کہتے ہیں۔

(۹) محمد مخدوم۔ محمد حسین۔ مہتاب رائے۔ مفتی محمد امام۔ علی زمان خان۔ میر مخدوم علی خان۔ بدر الزماں خاں حسین علی بیگ۔ وغیرہ بزرگ صاحب سیف و صاحب قلم دونوں تھے۔ رزم میں شمشیر زن تو بزم میں قلمران و فصیح البیان تھے۔ جس طرح شہنشاہ اکبر کا دربار علماء و فضلا سے بھرا ہوا تھا اسیطرح نواب بہادر کا دربار علماء و فضلاء سے

معمور تھا۔ یہ لوگ عالم و فاضل بھی مالک شمشیر بھی تھے۔

مذکورۂ بالا امراء میں سے محمد مخدوم۔ محمد حسین کا دکنی کلام اور فارسی کلام جو میرے ہاتھ آیا ہے۔ انشاء اللہ الگ کتابی صورت میں شائع ہوگا۔ اگر ان سب بزرگوں کے متعلق کچھ لکھا جائے یا ان کے خطوط یا کلام کے نمونے پیش کئے جائیں تو یہ تاریخ تذکرۃ الشعراء بن جائیگی۔ اس لئے یہ بیان یہیں ختم کردیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ان کا کلام یا انکی تحریریں میرے پاس موجود ہیں۔

نواب بہادر نے مولوی محمد باقر صاحب دیلوری کو بھی جو عالم یگانہ اور فاضل زمانہ تھے۔ سریرنگ پٹن آنے کی دعوت دی تھی۔ مگر ان کے میسور آنے کا حال کسی کتاب میں نہیں ملا۔ اور نواب بہادر نے حافظ سید عبدالقادر صاحب زینت۔ اور مولوی سید عبدالقدوس صاحب کو بھی شاہنور سے سریرنگ پٹن کو بلایا تھا۔ وہ نواب بہادر کے بعد عہد سلطانی میں سریرنگ پٹن پہنچے۔

ممالکِ مفتوحہ کی تفصیل

یہ بیان خشک ہوگا اسلئے پڑھنے والوں کو کچھ لطف نہ آیگا۔ کیونکہ یہاں مفتوحہ علاقوں کی گڑھیوں کے صرف نام لکھے جائیں گے اس لئے قارئین سے اُمید ہے کہ معاف رکھینگے۔ ان ناموں کے لکھنے سے صرف یہ مدعا ہے کہ قارئین کو معلوم ہوجائے کہ نواب بہادر نے جب ریاست

Marfat.com

پر قبضہ کیا تھا۔ تو واقعی اس وقت ریاست کی کیا وسعت تھی۔ یہ نام بعض انگریزی اور کنڑی کتابوں سے اور اکثر دی میسور رائل فیملی سے منتخب کرکے لکھے گئے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی معلوم کرلینی چاہیئے کہ ریاست پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی ریاست کا نصف سے زیادہ حصہ نواب بہادر نے مرہٹوں سے چھین لیا تھا یا اپنی طرف سے روپیہ ادا کرکے مرہٹوں سے لے لیا تھا۔ اور اکثر مقامات راجہ نے خود نواب بہادر کے حسن خدمات کے صلہ میں دیدیئے تھے۔

علاقہ بارہ محل کی گڑیاں

(۱) جوادی پالیہ (۲) متور۔ (۳) جگدیوا۔ (۴) تریا تور (۵) گگن گڈھ (۶) مہاراج گڑھ (۷) کشن گری (۸) کلاوی (۹) کردر (۱۰) وانمباڑی (۱۱) سنگار پیٹھ۔ (۱۲) سندرسن گڈھ (۱۳) پون گڈھ۔

مختلف گڑیاں

(۱) دیوہلی (۲) بڑا بالاپور (۳) بنگنڈا (۴) کلیکوٹ (۵) ہنڈے درگ (۶) کولار (۷) ہنجھنی درگ (۸) سرا (۹) مڑک سرا (۱۰) کوڑی کونڈا (۱۱) سرسٹی لچھمیسور (۱۲) باگلور (۱۳) ریونا سرا (۱۴) گی ہوسہلی (۱۵) یلپا نایکن ہوسکوٹہ (۱۶) پالگھاٹ چیری۔ (۱۷) چوٹرا بنگلہ (۱۸) آنیکل (۱۹) پاوگنڈا (۲۰) امرا پور (۲۱) متوڑ (۲۲) لسوا پٹن (۲۴) ہری ہر (۲۵) ملباگل (۲۶) جنگم کوٹہ۔ (۲۷) کنگوندی۔

علاقہ نگر کی گڑیاں

(۱) حویلی بدنور (۲) کولے درگ

(۳) بنکی پور (۴) بہادلوپور (۵) شکارپور (۶) کمسی (۷) ترکیرہ (۸) آرگا (۸) لکولی (۹) آنوٹی (۱۰) اکیری ساگر (۱۱) سیموگہ (۱۲) ہولے ہنور (۱۳) اینور (۱۴) چندرگتی (۱۵) اننت پور (۱۶) کوپہ (۱۷) بڑے ہلی (۱۸) سنتے بدنور (۱۹) اُڑگنی (۲۰) اجمّ پور (۲۱) دانی داسا (۲۲) چنگری (۲۳) سرب تونندی (۲۴) اَن جی (۲۵) ترکرا ہونالی۔ (۲۶) ہنڈگدا (۲۷) جرٹیا (۲۸) مادنا ہولے (۲۹) بلاّل راین درگ

مغربی ساحل کی گڑیاں

(۳۰) بارکور (۳۱) کارکلا (۳۲) بھنٹ وال (۳۳) منگلور۔ (۳۴) کوڑیال (۲۵) سداسیوگڑھ (۳۵) کونوّر (۳۶) اُڑپی (۳۷) گوکرنا (۳۸) بتلہ (۳۹) سپّرمنی (۴۰) ہزنگری (۴۱) کونڈاپورکشلاپور (۴۲) ہوناّدر (۴۳) موڑ بدرے (۴۴) لبسوڑی درگ (۴۵) دریا بہادرگڑھ (۴۶) کوٹیسور (۴۷) سنکرنارائن (۴۸) کوڈلی۔

علاقہ سوداکی گڑیاں

(۱) این کبیے (۲) کرور (۳) بھرت پور (۴) نندی کٹہ (۵) جناّپور (۶) اِسلور (۷) بدن گوڑ (۸) سرسی (۹) ناگنور (۱۰) ساتنا پور (۱۱) تونڈاسیے (۱۲) اُلوے (۱۳) ہرُور (۱۴) بالور (۱۵) ملگی (۱۶) منج گتی (۱۷) ملسی (۱۸) سونّی (۱۹) یلاّ پور (۲۰) ہنوسی (۲۱) ہت کھنڈا (۲۲) مودگونڈے (۲۳) سانبرنی (۲۴) کولناڑ۔

Marfat.com

جنوبی گڑیاں

(۱) کرور (۲) کانگا (۳) کوتے گال (۴) سوئیہ (ریاست) (۵) دادنا یکن پالہ (۶) گرم کنڈے کا علاقہ (۶) ہویلی (۷) گونڈ درائے چوٹی (۸) ملی مودلا (۹) کوٹوال پڑ پلی (۱۰) پلیر گوٹ کالوا (۱۱) کومار کالوا (۱۲) مدن پلی (۱۳) پدپالم (۱۴) دکنی کوٹہ۔

علاقہ گتی کی گڑیاں

(۱) حویلی (۲) یاڑکی (۳) سنگن مالہ (۴) تاڑمری (۵) مدی کرے (۶) پرولی (۷) ہمپے (۸) پدلوڑ رامیسور (۹) نٹور بھوگ سندر (۱۰) چنم پلی۔ (۱۱) اڑیال دال سنگا پٹن (۱۲) ہنڈے انت پور (۱۳) ہری ہال (۱۴) یلنور (۱۵) دجرا کرور (۱۶) کوتجرولکا پٹن (۱۷) دیمل پاڑ (۱۸) منمڑگ (۱۹) یری دمنا ینا چرد (۲۰) جنگان پلی (۲۱) پامڑی (۲۲) پیاپلی (۲۳) کون کونڈلا (۲۴) سوندور (۲۵) تاڑپتری (۲۶) نرٹم ڈوڈی (۲۷) کلیان درگ

علاقہ بلاری کی گڑیاں

(۱) دیولی (۲) ہالگی (۳) کرتنی (۴) گڑے ہتور (۵) دنور (۶) گرگوڑ (۷) پورکنڈ (۸) گدگنور (۹) اڑپن کلو (۱۰) تکل کوٹہ۔

مرہٹوں سے فتح کی ہوی گڑیاں

(۱) دھارواڑ (۲) بادلی (۳) لال گڑی (۴) ہوس ہوبلی (۵) گجندر گڑھ (۶) کسواگل (۷) بہادر بنڈا (۸) بنکاپور (۹) ترسا (۱۰) کوپل (۱۱) نوابی کنڈا (۱۲) ہلے ہوبلی (۱۳) گدک (۱۴) گل گھٹکی۔

Marfat.com

علاقۂ کورگ کی گڑیاں

(۱) کورگ (۲) مڑکیرا (۳) بالناڑ۔

علاقۂ چیتلدرگ کی گڑیاں

(۱) کسبہ (۲) ہوسدرگ (۳) ہرلپور (۴) بلچور (۵) امنگل (۶) رام گری (۷) مائی کونڈا (۸) نایکن ہٹی (۹) ملکالمرو (۱۰) داونگرہ (۱۱) دوڈیری (۱۲) سنکی باگور (۱۳) نلکا۔

علاقۂ کرڑپہ کی گڑیاں

(۱) کرڑپہ (۲) کھمم (۳) گنجی کوٹہ۔ (۴) سنتی گنٹہ (۵) چنور (۶) کوت کوٹہ (۷) کوئل کنٹلا (۸) سدا پٹا (۹) کملا پور (۱۰) دنے پاڑ (۱۱) جمل مڑد (۱۲) ملیال (۱۳) پیڑ کالوا (۱۴) کوٹ کوڑا (۱۵) دو پاڑا (۱۶) دوادرو (۱۷) اڑمی متلا (۱۸) دمیلی نندی منڈل (۱۹) بدویل (۲۰) مریلا (۲۱) پرمل

اس سے پہلے اکادن خراج گزار ریاستوں کی تفصیل اور نواب محمد علی خان سے فتح کردہ کرناٹک کی گڑیوں کا بیان لکھدیا گیا ہے اس لئے یہاں انکا بیان چھوڑ دیا۔ الغرض ۳۶۳ - ایسی گڑیاں قبضۂ حیدری میں تھیں۔ جہاں نواب بہادر نے اپنی طرف سے باقاعدہ انتظام کر رکھا تھا۔ (گڑی موجودہ زمانہ کے تعلقہ کے برابر ہوتی تھی)۔

نواب بہادر کے ملک کی خوبی

نواب حیدر علی خان بہادر کے مقبوضات کی یہ بڑی خوبی

ہے کہ وہ سب ایک دوسرے سے ملے ہوئے واقع ہیں۔ جو سرحد انگریزی علاقہ سے ملتی ہے وہ قدرتی پہاڑوں تنگ دروں سے محفوظ ہے۔ ملک نظام کی طرف جو سرحد ہے وہ دریا تھبدرا اور کرشنا سے اسیطرح مرہٹی علاقوں کی طرف جو سرحد ہے۔ وہ دریائے تھبدرا اور کرشنا سے گھری ہوئی ہے۔

کولار کا مقبرہ

دی میسور رائل فیملی کا مصنف اپنی تحقیق کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ نواب بہادر کے ماں باپ بھائی۔ وغیرہ رشتہ دار کولار کے مقبرے میں دفن ہیں۔

نواب بہادر کا انتقال ہو چکا اور جنازہ کولار کو روانہ کر دیا گیا تو اس وقت ایک نمک حرام[1] جو سوار علاقہ کا بخشی تھا۔ اس نے نواب بہادر کے انتقال کی خبر مدراس پہونچادی۔ اور فرانسیسی افسر جو نواب بہادر کی فوج میں نوکر تھے۔ ان سے ملکر سازش کرنی شروع کی۔ اور ان سے کہا کہ فرانسیس اسے خود میسور کا حکمران بنا دیں گے۔ تو سلطنت میسور کی آمدنی کا $\frac{1}{8}$ حصہ وہ ہر سال فرانسیسیونکو دیا کریگا۔ اور مدراس کو ایسے ہی سازشی خط بھیجے۔ مگر اسکی کوشش اور سازش بار آور نہ ہو سکی۔

تاج اور نشان

نواب بہادر کے تاج کے نمونے اور شاہزادہ صفدر شکوہ کریم شاہ اور شہزادہ ٹیپو سلطان کے تاجوں کے نمونے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

نواب بہادر کے تاج دو قسم کے ہوتے تھے ایک تاج دربار

[1] محمد امین

اور عام وقتوں میں پہنتا تھا۔ اور ایک تاج میدانِ جنگ میں اترتا تھا تو پہنتا تھا۔ نواب بہادر اور صفدر شکوہ کریم شاہ کے تاج کے نمونے کتاب تاج ونشان حصۂ دوم سے اخذ کر کے یہاں لکھے جاتے ہیں۔ اور شہزادہ ٹیپو سلطان کے تاج کا نمونہ اس کی ایک تصویر سے لیا گیا ہے۔

نواب بہادر کا علم یا پھریرا چار رنگ کے سُرخ۔ سفید۔ سیاہ اور زرد کپڑوں سے بنایا جاتا تھا۔ اور اس پر شیر کی صورت بھی ہوتی تھی چونکہ نواب بہادر کا تاج اور علم ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ اس کے ہم عصر شاہِ ایران کا۔ شاہ ایران اور نواب بہادر میں یارانہ پیدا ہو چکا تھا اور خط وکتابت جاری تھی ممکن ہے کہ شاہِ ایران نے تاج اور علم بھیج دیا ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ ایران کے بہت سے باشندے نواب بہادر کی فوج اور ملکی معاملات کے افسر بھی تھے۔ انھوں نے اپنے ملک بادشاہ کے سے تاج وعلم یہاں بنا لئے ہوں۔

نواب بہادر کی ہر پلٹن میں ایک علم بردار موجود ہوتا تھا۔ سب علم ایک ہی قسم کے ہوتے تھے ان علموں کو بلند کرنے اور اتارنے کے لئے فوجی احکام جاری ہوا کرتے تھے۔ کسی علم بردار کو فوجی احکام کے خلاف عمل کرنیکی طاقت نہ تھی۔

Marfat.com

اس قسم کا تاج نواب بہادر
دربار اور عام وقتوں میں
پہنتا تھا۔

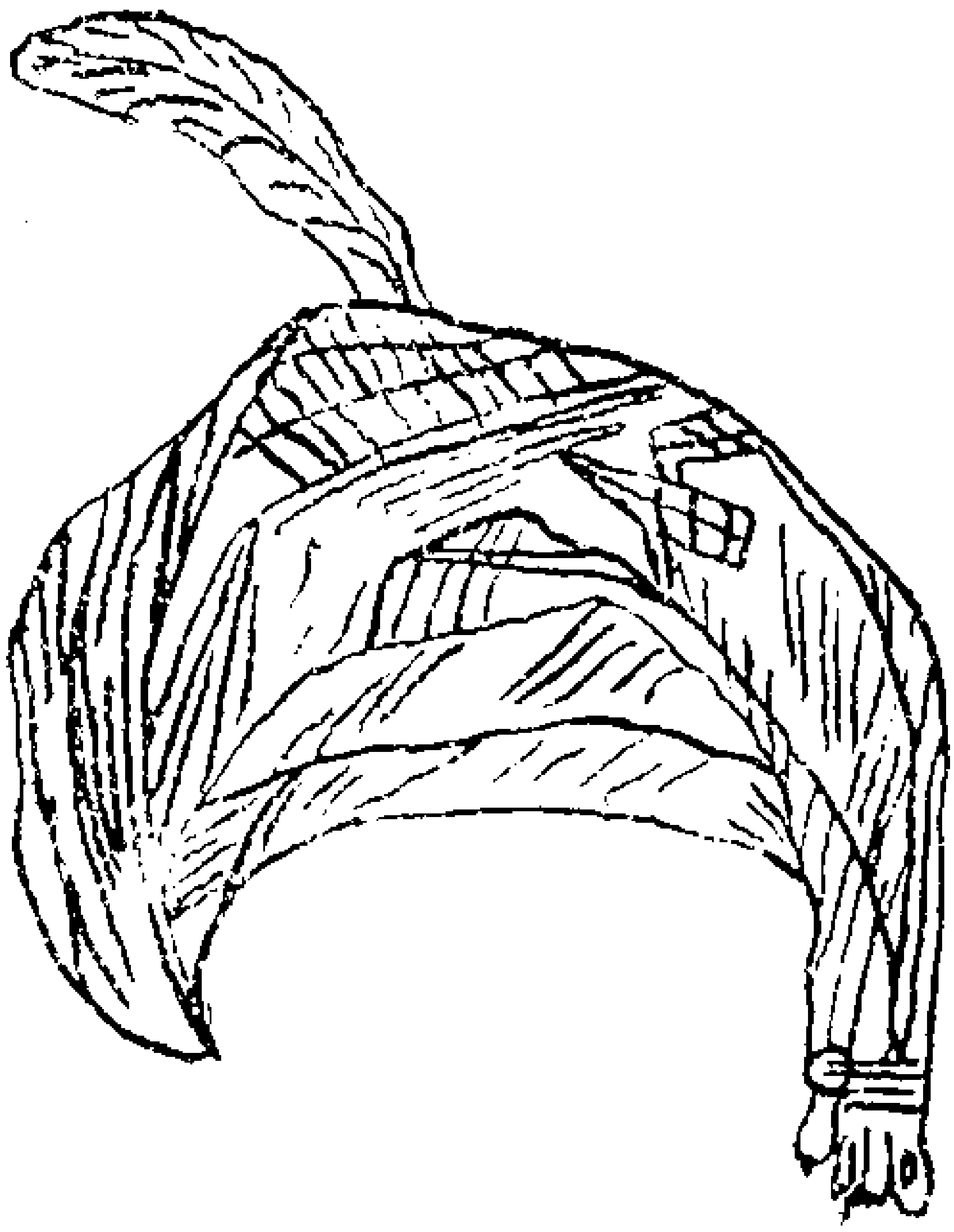

اس قسم کا تاج
نواب بہادر سفر اور
میدانِ جنگ میں
استعمال کرتا تھا۔

شاہزادہ کریم شاہ کا تاج

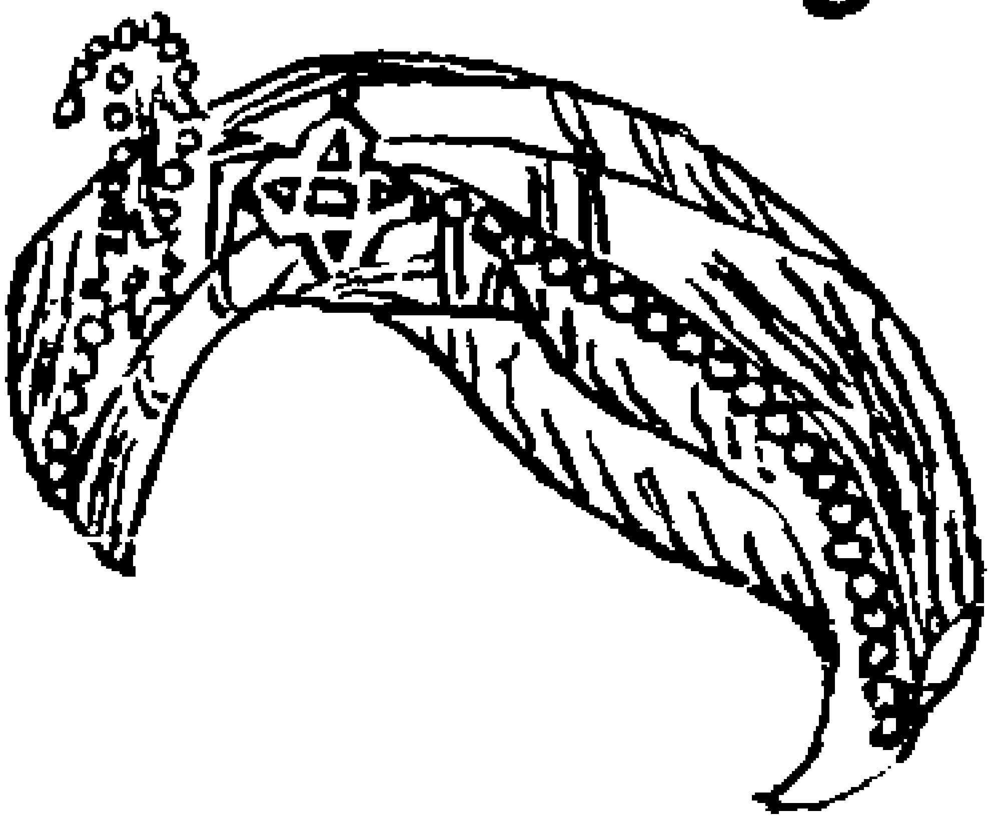

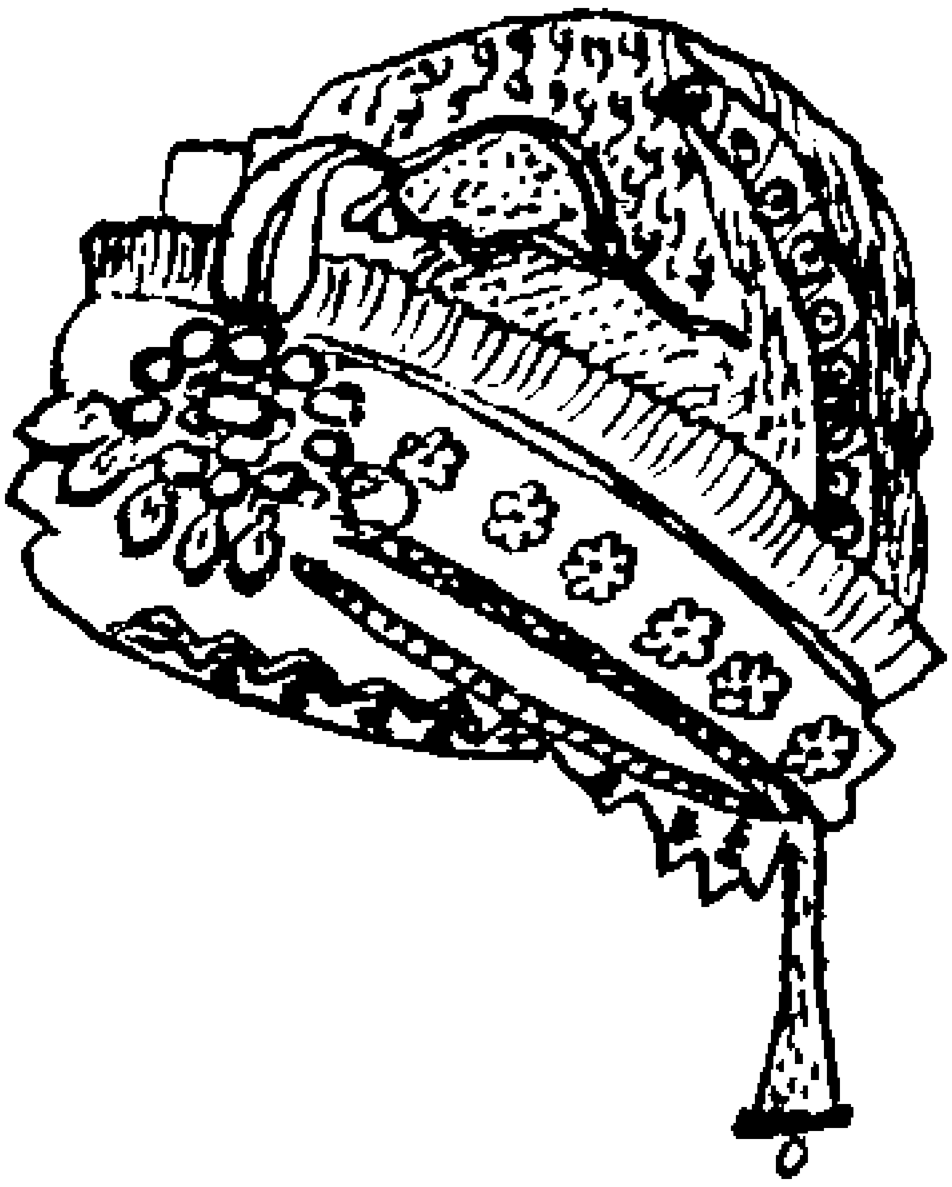

شہزادہ ٹیپو سلطان کا
تاج

Marfat.com

سکّہ جات

در تمامی عہد دولت خود. سوائے ہون حیدری کہ یک طرف آں حرف "ح" و طرف ثانیش نقوط مضروب است و فلوس و کاس مسمی فیل دیگر مسکوک نہ فرمود۔

مذکورہ بالا نشانِ حیدری کی عبارت کچھ گول مول ہے مطلب بخوبی واضح نہیں ہوتا۔ شاید مصنف یہ کہنا چاہتا ہے کہ نواب بہادر نے حیدری ہون۔ فلوس اور کاس کے سوا اور قسم کے سکے نہیں مسکوک کرائے اگر یہی مطلب ہے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے بنگلور، میسور میں اور کئی قسم کے ہون دیکھے ہیں۔ جو چھوٹے اور بڑے دو قسم کے ہیں۔ نشانِ حیدری کی تحریر کے موافق ایک طرف "ح" کا ہونا تو درست ہے مگر دوسری طرف صرف نقاط کا ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ دوسری طرف مختلف قسم کی شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ ہندوؤں کے بتوں کی شکلیں معلوم ہوتی ہیں ان شکلوں کے داخل کرنے کی غرض شاید ہندوؤں کی نظر میں اس سکّہ کو عزیز اور گرامی بنانا ہے۔

بعض سکوں پر مرہٹی اور ہندی کچھ حرف لکھے ہوئے ہیں۔ جو بخوبی نہیں پڑھے جا سکتے۔ یہ سکے مختلف وقتوں میں مختلف مقاموں میں مسکوک ہوتے رہے ہیں۔ نگر، بالاپور، بنگلور، ملیبار اور سرنگپٹن میں مسکوک شدہ سکے آج کل ملک میں موجود ہیں۔

سکہ جات کے نمونے

اگر سکوں کے فوٹو ہوتے تو نمونے بخوبی اصل مطابق نظر آتے سکوں کے فوٹو لینے کا موقع نہ بنا۔ ناظرین معاف کریں۔

ہون

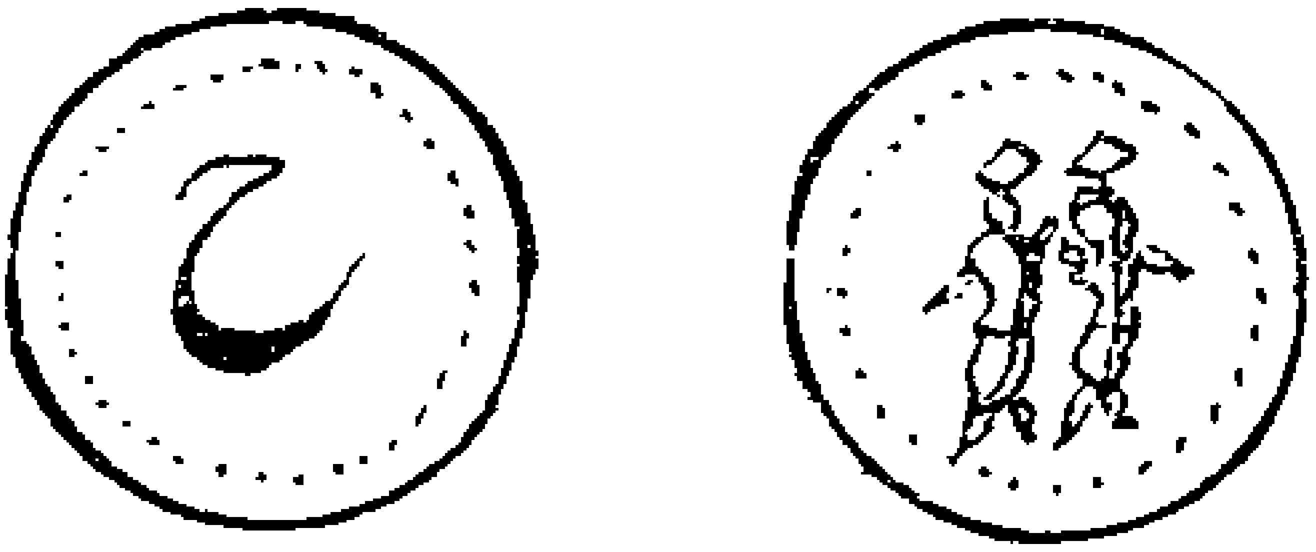

ہون

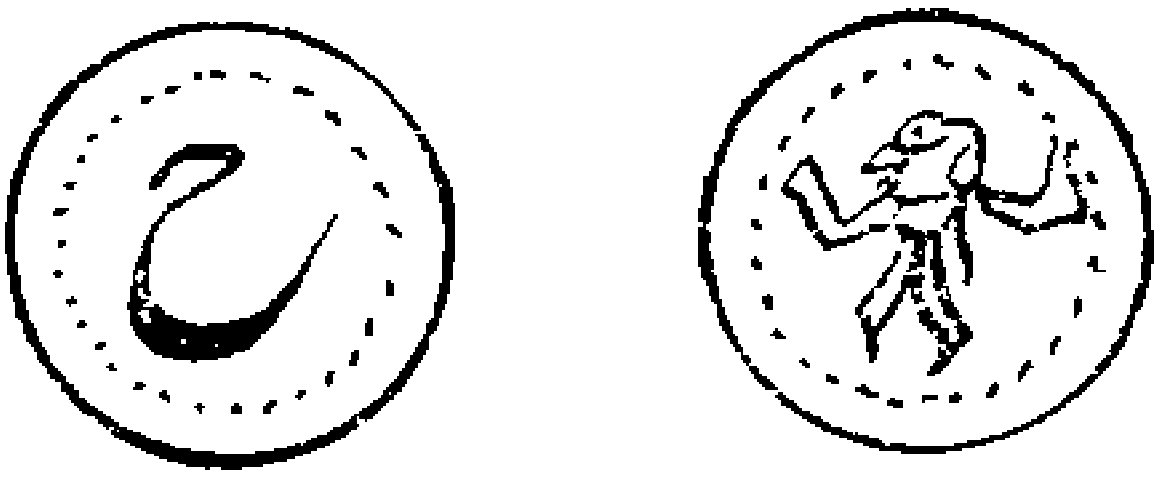

فلوس

دھیلا

کانس

اُصولِ حکمرانی

مختلف بادشاہوں نے مختلف اصول حکمرانی کو اپنے استحکام کا وسیلہ سمجھا نواب بہادر نے رعایا کو بغیر کسی تکلیف کے شادمان رکھنے اور سپاہ کو داد و دہش سے سرفراز کرنے میں اپنے سلطنت کا استحکام سمجھ رکھا تھا۔ چنانچہ صاحبِ نشانِ حیدری لکھتے ہیں کہ "لشکریاں را بداد و دہش و رعایا را بمدار قول بے کاہش و بے کاوش بسیار خوش می داشت۔

تین اَن پڑھ بادشاہ

ہندوستان میں تین اَن پڑھ حکمران سترھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے۔ (۱) سیواجی (۲) حیدر علی خان (۳) رنجیت سنگھ ان تینوں نے اپنی ذاتی قابلیت سے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کرلیں ان تینوں میں رنجیت سنگھ کے لئے سکھ قوم ہتھیار تھی۔ اور سیواجی کے مرہٹے یار و مددگار تھے۔ ان دونوں کا مقصد اپنی قوم کی اصلاح اور بہبود کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ برخلاف اسکے حیدر علی خان کو اپنے دست و بازو پر بھروسہ تھا اور اسکا مقصد بہت اعلےٰ تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ملک اور اہلِ ملک کی ترقی کا خواہاں تھا اور ہندوستان کی حکومت ہندوستانیوں کے لئے خاص کرنا چاہتا تھا۔ ہمارے اس خیال کی تائید دی کیا مبین ان ملبور مصنفہ سر الگزنڈر آرتھن کے چوتھے صفحہ سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

نواب بہادر کی کامیابی کا راز

نواب بہادر نے روپیہ کو پانی کی طرح بہا کر ہندوستان دکن

بلکہ ایران توران کے جوانمرد اور جانباز جنگ آزما ہزاروں سوار اور پیادے اپنے علم کے نیچے جمع کر لئے تھے اور اسیر نواب بہادر کی داد و دہش بارود پر آگ کا کام کرتی تھی اسلئے وہ اپنے جانباز لشکر کو لئے جدھر پیشقدمی کرتا تھا فتح و فیروزی اسکے استقبال کو آتی تھی۔ کیا مرہٹے کیا انگریز اور کیا مغول (نظام اور اسکا لشکر) جب کبھی اسکے مقابلہ کو آتے تھے منہ کی کھا کر جاتے تھے۔ علاوہ بریں صاحب نشان حیدری لکھتا ہے کہ دو ہزار خفیہ نویس۔ مدراس حیدر آباد پونا دہلی بنگالہ کابل ایران و توران میں وظائف معقول کے ساتھ مقرر کر دیئے تھے وہ اہم اور ضروری اخبارات من وعن بر وقت پہنچا دیا کرتے تھے۔

آلاتِ حرب و ضرب دنیا میں جہاں کہیں سے میسر آسکتے تھے لاکھوں روپیہ کے اخراجات سے منگوائے جاتے تھے۔ خدا نے نواب بہادر کو کچھ ایسی عقل عطا فرمائی تھی کہ جس کے ذریعہ سے وہ ابتدا ہی میں ہر کام کے نتائج معلوم کر لیا کرتا تھا۔

نواب بہادر و نپولین

سر الگزنڈر آلن لکھتا ہے کہ نواب بہادر کی ترقی بالکل نپولین کی ترقی تھی

بہت جلد دونو سلطنتیں ابھریں اور بہت جلد زوال بھی پا گئیں صرف اتنیں یہ فرق ہے کہ فرانس کا شہنشاہ قید خانہ میں مرا مگر یہاں کے حکمرانوں نے میدان جنگ میں جان دی

Marfat.com

چھٹی فصل

نواب حیدر علی خان بہادر کی سختیوں اور لوٹ مار کے متعلق بعض انگریزی اور کنڑی کتابوں میں خوب زہر اگلا گیا ہے لیکن خاک ڈالنے سے چاند کہیں چھپ سکتا ہے۔ اُن ہی کتابوں سے بعض اصلی اور سچی باتیں بھی ٹپک پڑی ہیں۔

ہم یہاں "حیدر علی" نام کتاب جو مسٹر لیون بی بورنگ چیف کمشنر میسور نے لکھی ہے۔ اس کتاب کے سولہویں باب کا (جلوس حیدر علی خان کا بیان چھوڑ کر) باقی ترجمہ لکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس پایہ کا بادشاہ تھا اور انگریز اسے کس نظر سے دیکھتے تھے۔

ترجمہ

یہ وہ سپاہی ہے جو گمنامی کی تاریکی سے نکلکر آفتاب روشن کی طرح تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا اور سطوت و صولت کی بدولت اپنے دشمنوں کے دلوں میں ہول پیدا کر دیا۔ جن جن لڑائیوں میں اس نے شرکت کرکے بہادری کے جوہر دکھائے ان کا بیان وضاحت کے ساتھ انگریزی اور فرانسیسی تحریروں میں بغیر رد و رعایت کے ملنا قریباً دشوار ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت فرانسیسیوں سے انگریزوں کی نسبت زیادہ انسانیت اور ہمدردی کا برتاؤ کیا تھا اگرچہ

Marfat.com

فرانسیسیوں نے ہندوستانیوں میں گڈ مڈ ہوکر اپنی فوقیت نہیں کھودی تھی. مگر ہندوستانیوں کے ساتھ انکا سلوک انگریزوں کی نسبت بدرجہا بہتر تھا۔

اسی وجہ سے حیدر علی نے جب ترقی کے زینہ پر اپنا پہلا قدم رکھا تو فرانسیسیوں کے ساتھ دوستی پیدا کی اور وہ بھی اس کے ساتھ ہوکر خوب لڑے اور دادِ مردانگی دی۔ اس وقت یہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ آیا فرانسیسی ہندوستان کے مالک بنجائیں گے یا انگریزوں کا پھریرا ہندوستان میں لہرائیگا۔

حیدر علی مادر زاد سپاہی تھا۔ تیغ زنی تفنگ اندازی میں وہ بڑی مہارت رکھتا تھا اور وہ لڑکپن سے محنت اور مشقت کا عادی تھا اسلئے وہ بغیر کسی تکلیف اور تکان کے کام کرسکتا تھا۔ جب وہ اپنی سپاہ کو لے کر نکلتا تو بے خوف وخطر ہوکر اپنے آپ کو دشمنوں میں ڈالدیتا تھا۔ اس لئے اس کی سپاہ کا دل بڑھجاتا تھا۔ جنگ کے وقت وہ صبر وسکون اطمینان اور سمجھ سے کام لیتا تھا۔ وہ اپنی سپاہ کو اس طرح بڑھاتا اور اپنے رسالہ کو اسطرح چلاتا کہ دشمن انکی چالوں کو دیکھکر ششدر رہو جاتے۔

یہ بات تحقیق معلوم نہ ہوسکی کہ کیا وہ وسیع میدان میں مرہٹوں کے عظیم الشان لشکروں کے ساتھ مقابلہ اور جنگ آزمائی کا حوصلہ رکھتا تھا یا نہیں (کیوں نہیں رکھتا تھا اس نے تو اپنے حملوں سے مرہٹوں کے لشکروں کا دم ناک میں کردیا تھا) اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ فن تعمیرات سے واقف نہ تھا۔ اسلئے جتنے قلعے اس نے

Marfat.com

فتح کئے۔ یا جن قلعوں کا محاصرہ اس نے کیا۔ ان میں اسے فرانسیسی افسروں کی ذات اور قابلیت پر بھروسہ کرنا پڑا تھا۔ (یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ جس پھرتی اور جس چستی سے محاصرہ کا کام شروع کرتا تھا۔ اسے دیکھکر یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کام محاصرہ کا اسی کے حکم سے سرانجام پاتا تھا) اور اس کی مشہور و معروف عادت یہ تھی کہ وہ بہت سے موقعوں پر اپنی یلغاروں میں دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا جلدی سے اپنے دشمنوں پر بجلی بن کر گرتا تھا۔ اور ہمیشہ فتح حاصل کرتا تھا۔ ان کاموں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی جفاکش انسان تھا۔ اس کی لوٹ کی (نہیں زرپاشی کی) وجہ سے رنگروٹ اس کے علم کے نیچے آ کر جمع ہو جاتے تھے۔ جو تنخواہ نہ ملنے کے باوجود اس کا ساتھ چھوڑ کر نہیں چلے جاتے تھے۔ اور دشمنوں کا مقابلہ سختی کے ساتھ کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ فرانسیسی افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ محبت اور نیک دلی سے پیش آتا تھا۔ ان کی شجاعت اور وفاداری پر وہ ہمیشہ بھروسہ کیا کرتا تھا

حیدر علی خان کی انتظامی قابلیت کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ وہ ہمیشہ جنگ و جدال میں مصروف رہتا تھا اور پائے تخت میں کم رہتا تھا۔ اس لئے انتظامی امور اسے اپنے ماتحتوں کے حوالے کرنے پڑتے تھے۔ اگرچہ کھنڈے راؤ کے ساتھ جو اسے پالا پڑا تھا اس نے بخوبی عیاں تھا کہ برہمن قابل اعتماد نہیں ہیں۔ تاہم اسے اپنی مالگزاری کا انتظام انہیں کے سپرد کرنا پڑا تھا۔

Marfat.com

اگر کوئی شخص اپنے کار منصبی کے ادا کرنے میں غفلت کرتا تھا یا من مانے اندھا دھند غبن کرتا تھا جس سے یا تو کسانوں کو یا بادشاہی خزانہ کو نقصان پہنچتا ہوا معلوم ہوتا تھا تو حیدر علی ایسے شخص کی کوڑوں سے بخوبی مرمت کرواتا تھا۔

اگرچہ سزا ہمیشہ انصاف پر مبنی ہوا کرتی تھی لیکن اکثر سخت ہوتی تھی۔ اس کے کوڑوں کا نام کولڈا تھا۔ پادری شوارز بیان کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ کوڑوں سے کام لیا کرتا تھا۔ اور ایسے افسر بہت ہی کم تھے جنہوں نے کوڑے نہ کھائے ہوں۔ بظاہر یہ بات بہت عجیب معلوم ہوتی ہے کہ اسے اپنے بیٹے کے کوڑے لگانے میں بھی کچھ دریغ نہ تھا۔ اگرچہ اس کی تعلیم و تربیت طریق ناقص تھا تاہم اپنی حکمت عملی کے سبب سے اس کو بعض دفعہ سخت سزائیں دینی پڑتی تھیں۔ لیکن اس سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ظالم اور سنگدل تھا۔ یا اسے اپنے اسیروں اور قیدیوں کو سزا دینے میں مزہ آتا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کی نسبت انگریزی قیدیوں کے بارے میں سخت افسوسناک حکایتیں بیان کی جاتی ہیں کہ وہ [illegible] کی قید میں نیم فاقہ کشی کی حالت میں رہے اور بعض اوقات زبردستی سے انکے ختنہ کرائے گئے وغیرہ اس زمانہ میں عام طور پر وحشت پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہر شخص اپنے ہمسایہ کو کچل دینے کی فکر میں لگا ہوا تھا اور دیسی لوگ فرنگیوں کو خونخوار اور وحشی جانور سمجھتے تھے۔ اور ان کو

خیال تھا کہ ان کو صرف ظلم سے مطیع بنا کر رکھا جا سکتا ہے ۔

جب کوئی غنیم اس کے ملک پر حملہ آور ہوتا تھا تو وہ اس غرض سے کہ اس کے دشمن کی فوج بھوکی پیاسی مر جائے ۔ اپنے علاقہ کی فصلوں کو پامال کرا دیتا تھا ۔ وہ مغلوبوں پر بالکل ترس نہیں کھاتا تھا اور نہ فلاکت زدوں اور آفت رسیدہ لوگوں کے ساتھ عالی ہمتی سے کام لیتا تھا ۔

وہ ہر ایک کام ٹھنڈے دل سے کرتا تھا ۔ جن لوگوں نے اس کی خدمت اچھی طرح کی تھی ۔ اُن کی خدمت کا معقول صلہ انھیں دیا کرتا تھا ۔ اس لئے وہ لوگ حیدر علی کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے ۔ برخلاف اپنے جانشین کے حیدر علی کو تعصب چھو بھی نہیں گیا تھا ۔ وہ اس قسم کے مذہبی خیالات سے حتی الامکان بچا رہتا تھا ۔ جب تک اس کے افسر فرماں بردار اور وفادار رہتے تھے وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتا تھا کہ انکا مذہب کیا ہے ۔ اور وہ کس مذہب کے پیرو ہیں ۔

حیدر علی کا قد اوسط درجہ کا تھا (نہیں وہ قد آور تھا) چہرہ مہرہ بے ڈول تھا جو گرمی اور سردی کے اثروں سے سانولا ہو گیا تھا اسکی ناک چھوٹی اور ستوان تھی ۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں ۔ اوپر نیچے کا ہونٹ (کسی قدر) موٹا تھا ۔ وہ چار ابرو کا صفایا کرایا کرتا تھا یہ بات مسلمانوں کے رسم ہی کے خلاف نہیں ایشیا والوں کی رسم کے بھی برخلاف ہے ۔

Marfat.com

وہ زیور زر و جواہرات وغیرہ نہیں پہنتا تھا۔
بس کا لباس بہت پاک صاف اور ستھرا ہوتا تھا۔ اس کی پوشاک بہت چیت ہوتی تھی۔ اس کی پگڑی چمکدار قرمزی رنگ کی اوپر سے دبی ہوئی اور بہت طویل (یعنے سَو ہاتھ کی) ہوتی تھی۔ جب وہ سپاہ کے ساتھ ہوتا تھا تو سفید ساٹن کی وردی پہنتا تھا جس کے آگے کی طرف سنہری پھول بنے ہوئے ہوتے تھے۔ شلوار سفید ساٹن کی اور بوٹ زرد مخمل کے ہوتے تھے۔ اور وہ سفید ریشم کا پٹکا اپنی کمر پر باندھا ہوا ہوتا تھا۔

اس سے سب امیر غریب آسانی کے ساتھ ملاقات کر سکتے تھے۔ وہ سب کے ساتھ نہایت ہی شوق اور ذوق سے بات چیت کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے بے تکلف دوستوں سے بات چیت کیا کرتا تھا۔ بے تکلفی اور بے پروائی سے بات چیت کرتا تھا۔ جب وہ سلطنت کا کاروبار انجام دیتا تھا۔ تو اسکی تیزیٔ ذہن اور جودتِ طبع قابلِ داد ہوتی تھی۔ اس میں یہ بھی قابلیت تھی کہ ایک ہی وقت میں کئی امور کیطرف اپنا دل لگا سکتا تھا۔ جب وہ کوئی عرضی سنتا تھا تو ساتھ ہی فرمان بھی لکھواتا اور تماشا بھی دیکھتا جاتا تھا۔ کوئی کام ایسا نہ تھا جو اسے پریشان اور حیران بنا سکے۔

اگرچہ وہ لکھا پڑھا نہ تھا اور ہر قسم کے ضروری نوشتوں کے جوابات اپنے منشی سے لکھوا دیتا تھا۔ لیکن جب تک وہ ان جوابات کو دوسرے آدمی سے سن کر اپنا اطمینان نہ کر لیتا تھا اس وقت تک ان پر اپنے دستخط نہیں

Marfat.com

کیا کرتا تھا۔

تمام امورِ سلطنت اس کی نگرانی میں باقاعدہ طور پر اور بہت جلدی طے ہوتے تھے۔ اُس کا حافظہ کچھ اس بلا کا تیز تھا کہ وہ ہر کام کو جو اسکے ماتحت کیا کرتے تھے واضح طور پر یاد رکھا کرتا تھا۔ چونکہ اس کا مزاج رنگین تھا اس لئے شام کے وقت مذاق اور دل لگی میں گزارتا تھا۔ اُسے اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ وہ اپنے بیگمات کی طرف زیادہ عرصہ تک مخاطب نہیں رہتا تھا۔ رات دن رنگ رلیوں میں گزارنے کو وہ سخت عیب شمار کرتا تھا۔

اس میں شبہ نہیں کہ حیدر علی اپنی دراز اور واقعات سے بھری ہوی زندگی کے اختتام تک اپنے مقاصد میں عہدہ برآ نہ ہو سکا اس کا سبب زیادہ تر یہی تھا کہ اس کے ہندوستانی رفیق منافق تھے۔ اور فرانسیسی گورنمنٹ نے اس کی جانب سے غفلت اختیار کر لی تھی۔ اگر فرانسیسی گورنمنٹ بھی ساحل کورومنڈل پر ایک جرار لشکر اس وقت بھیج دیتی جبکہ وہاں حیدر علی خان بہادر انگریزی فوجوں سے لڑ رہا تھا۔ تو کوئی تعجب نہ تھا کہ قلعہ سنٹ جارج فتح ہو جاتا۔ اور انگریزی حکومت کے بجائے فرانسیسی جھنڈا قلعہ پر لہراتا ہوتا لیکن ڈی بلوسی دیر میں پہنچا۔ اور انہیں دنوں میں حیدر علی نے انتقال فرمایا تھا۔ ... آخر کار ہسٹنگز کی عاقلانہ تجویزوں کے آگے ہندوستان میں فرانسیسیوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

Marfat.com

دشمن اس کے متعلق جو چاہیں کہیں مگر انصاف سے دیکھیں تو وہ بہت خوبیوں کا مجموعہ تھا۔ جوانمردی بہادری شجاعت اس کی سرشت میں تھی۔ وہ بڑا باحوصلہ اور شکست پر شکست پانے کے باوجود وہ ہمت ہارنے والا نہ تھا۔ وعدے کا سچا تھا اور انگریزوں کے ساتھ مروت سے پیش آنے میں کبھی کمی نہ کرتا تھا۔ اگرچہ تمام اہل میسور اس سے بہت ڈرتے تھے لیکن اس کا نام اب تک عزت و حرمت کے ساتھ لیتے ہیں۔ اس کی کامیابی اور معرکہ آرائی کے راگ اب تک گائے جاتے ہیں۔ اگر دیسی فرمانروا جو اس کے رفیق تھے اس کی مدد کرتے تو ضرور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہی جاتا۔ (ترجمہ ختم ہوا)

تاریخ وفات

اب ہم اس بہادر نواب کی تاریخ وفات لکھتے ہیں۔ بعض مورخین نے تاریخ وفات ۲۲ ر ڈسمبر ۱۷۸۲ء بتائی ہے۔ لیکن ۷ ر ڈسمبر اکثروں نے لکھا ہے۔ کسی نے سنہ ہجری ۱۱۹۶ ؁ اور کسی نے ۱۱۹۷ء لکھا ہے۔ مگر درحقیقت ۳۰ ر ذی الحجہ ۱۱۹۵ھ کو نواب بہادر نے انتقال کیا۔ لوح مزار پر یا گنبد کے کتبہ پر یہی سال لکھا ہے یہی صحیح ہے ؎

کہ ایں شاہ آسودہ را چیست نام | چہ تاریخ رحلت نوداست او
یکے زاں میاں گفت تاریخ و نام | کہ حیدر علی خان بہادر بجو

نشان حیدری میں جان بار گھاٹ برفت تاریخ لکھی ہے اس سے بھی ۱۱۹۵ھ عدد ہی نکلتے ہیں۔

Marfat.com

خاتمہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب حمد سے شروع ہوئی اور شکر پر انجام پا رہی ہے۔ قارئین سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اس شیر دل نواب بہادر نے ایک انقلاب پیدا کر دیا میسور کے باشندوں کو متمدن بنا دیا۔ ملک کو آراستہ اور آباد کر دیا۔ مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونک دی۔ غریب مسلمانوں کو امیر بنا دیا۔ یہی نہیں بلکہ گمنام خانوادوں کو شہرت کے آسمان پر جلوہ نما کر دیا۔ جس خاندان پر اس نے ایک نظر لطف ڈالی اس خاندان کو آج تک اپنی شرافت کا دعویٰ ہے۔ یہ ہے اس شمشیر زن شیر افگن دلاور صف شکن کی کرامت و شہامت۔

ہم اس بہادر کی خوبی، اسلام نوازی اور حب الوطنی کے حالات اب تک پڑھتے رہے۔ آؤ اب اس کی روح کو فاتحہ پڑھ کر بخشیں۔ اور خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ اس بہادر کی روح کو اعلیٰ علیین میں خوش و خرم رکھے۔ **آمین**

— السعی منی والاتمام من اللہ —

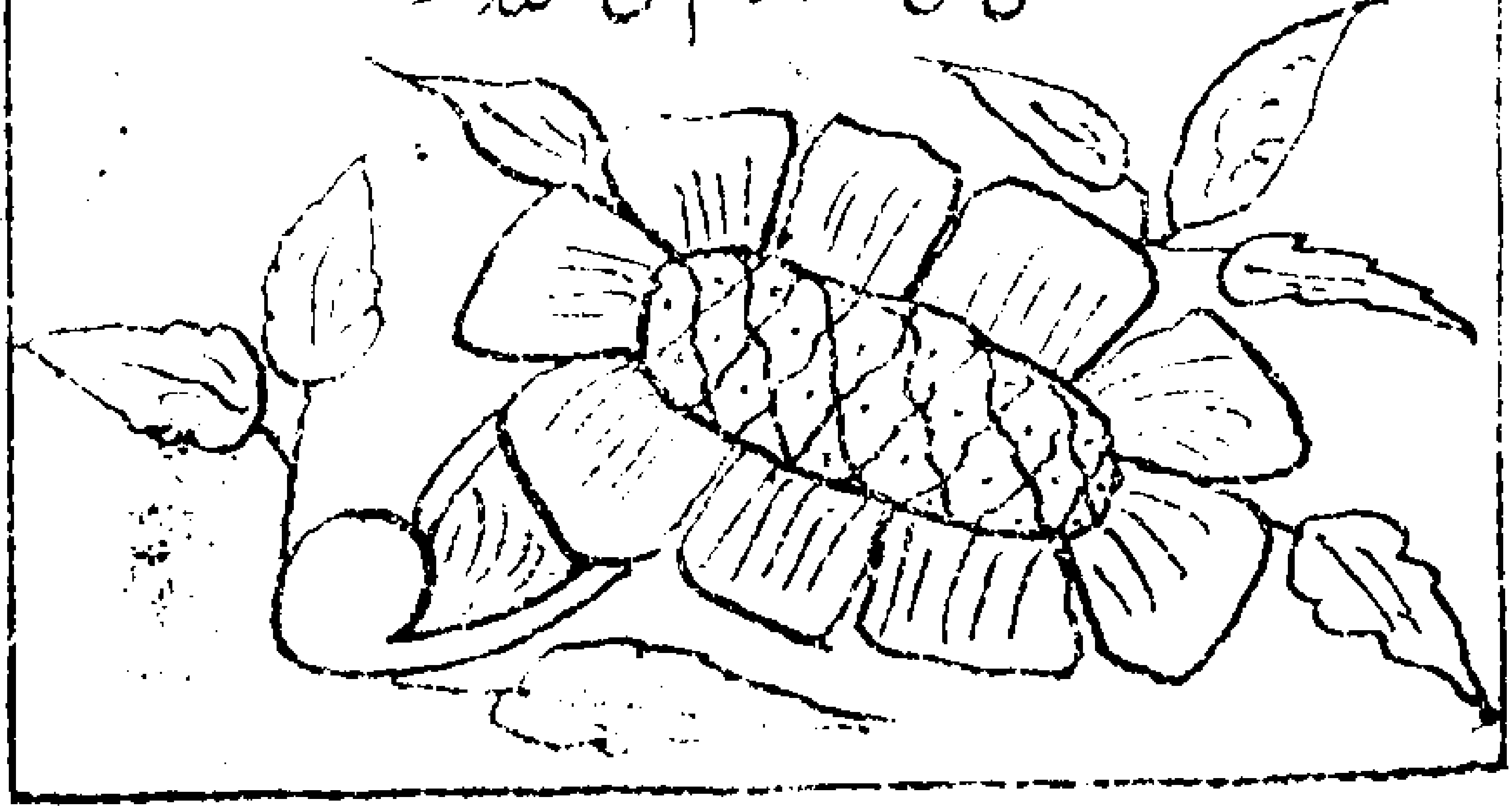

Marfat.com

ضمیمہ (۱)

نواب محمد اسمٰعیل عرف شہباز صاحب

برادر حیدر علی خان بہادر

کے مختصر حالات

شہباز صاحب (محمد اسمٰعیل) سنہ ۱۷۱۷ء میں بمقام کولار پیدا ہوا اپنے باپ فتح محمد کے انتقال کے وقت اس کی عمر ۲۱ سال کی تھی، بہادر باپ کا بیٹا تھا۔ باپ دادا کی بہادری کی تاریخ اس کی نظروں میں تھی، اس لیے اس کی طبیعت میں خود بہادری پیدا ہو گئی تھی۔ یہ دیکھکر کراچری ننجراجیا نے باپ کے انتقال کے بعد شہباز صاحب کو نایکی کے عہدہ پر مامور کیا۔ ساتھ ہی اس کے چھوٹے بھائی حیدر علی کو ایک نایکی دی۔ بہت تھوڑی مدت میں انکے حسن خدمات کو دیکھکر اُن کے عہدوں کو بڑھا دیا۔

سنہ ۱۷۴۰ء میں نواب ارکاٹ کے بلاوے پر دونو بھائی ارکاٹ

Marfat.com

گئے۔ وہاں انہیں اونچی خدمتیں مل گئیں۔ مگر دو تین سال کے اندر نواب ارکاٹ قتل کر دیا گیا۔ ان کا خیر خواہ اور قدردان وہاں کوئی نہیں رہا۔ اس لئے یہ دونو بھائی سرینگ پٹن کو واپس آگئے یہاں کے دلوائی نجراجیا نے ان کو جوہر قابل سمجھکر پھر انکی پہلی خدمتوں پر انہیں بحال کر دیا۔ دونو بھائی ہنسی خوشی سے سرینگ پٹن میں رہنے لگے۔ ۱۷۴۶ء میں دلوائی نجراجیا نے دیوہلی پر فوجکشی کی تو یہاں انکا عمزاد بھائی حیدر صاحب کلاں محاصرہ میں زخمی ہو کر مارا گیا۔ مگر اس وقت حیدر علی اور شہباز نے وہ جوانمردی اور مردانگی دکھلائی کہ آخر قلعہ فتح ہو کر رہا۔

۱۷۴۶ء میں کراچری نجراجیا نے شہباز صاحب کو دیوہلی کی فوجداری دلادی۔ ممکن ہے کہ نوابی کا خطاب بھی دلایا ہو۔ اور حیدر علی کی بہادری کو پسند کرکے اپنے ساتھ لیکر سرینگ پٹن کو گیا۔ اور اس کا عہدہ بتدریج بڑھاتا گیا۔

۱۷۵۲ء میں حیدر علی خان نے بنگلور کو بطور جاگیر حاصل کر لیا۔ دیوہلی میں شہباز صاحب اور بنگلور میں حیدر علی خان نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کیں۔ اور اپنے اپنے ماتحت جو علاقے تھے۔ اُن کا درست انتظام کیا۔ ۱۷۵۳ء میں جب دلوائی نجراجیا۔ اپنی فوج کو لیکر محمد علی کی مدد کو ترچناپلی گیا تو حیدر علی اور شہباز صاحب کو مع ان کی فوجوں کے اپنے ساتھ لے گیا۔ یہاں حیدر علی سے جسطرح بہادری کے کام سرزد ہوئے اسی طرح

شہباز صاحب سے بھی بہادری کے کام وقوع میں آئے۔ آخرکار جب میسور کی فوجیں سرینگ پٹن کو آ گئیں تو زمانہ کی حالت کو دیکھکر شہباز صاحب نے اپنی فوج میں پیدل اور سواروں کی تعداد بڑھادی یہاں تک کہ اس کی فوج میں پندرہ ہزار سوار کئے ہزار پیدل اور دو سو فرانسیسی بھی جمع ہوگئے

دیونہلی میں شہباز صاحب نے ایک نوابی کا ڈول ڈالا۔ قلعہ کو خوب مضبوط کیا۔ ہاتھی، گھوڑے نوبت نقارہ بھی قائم کیا۔ کولار سے سب رشتہ داروں کو بلاکر دیونہلی میں اپنے پاس ٹھرالیا۔ نہایت آسودگی سے تمام رشتہ داروں کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

چونکہ حیدر علی خان بہادر کی نجراجیا کی شرکت میں فوج کشی کی وجہ سے کوئی خاص اقامت گاہ نہ تھی۔ اس لیے حیدر علی خان کے بیوی بچے بھی دیونہلی ہی میں شہباز صاحب کے پاس رہتے تھے اسی وجہ سے دیونہلی میں ٹیپو سلطان کی ولادت ہوئی تھی۔

ملا فیروز مصنف جارج نامہ کی تحقیق کے موافق

سنہ ۱۷۵۶ء میں شہباز صاحب (محمد اسمٰعیل) کا انتقال ہوگیا۔ ان کی تمام فوج بسامان حرب، مال ومتاع زر و زیور سب حیدر علی خان بہادر کے قبضہ میں آ گیا۔

مگر صاحب نشان حیدری اپنی کتاب میں تحریر کرتے

ہیں کہ شہباز صاحب کے بعد ترقی دولت نواب بہادر صاحب موصوف

Marfat.com

خانہ نشین بود۔ از مرض جسمانی در کولار انتقال نمود" یعنے شہباز صاحب نے حیدر علی خان بہادر کی ترقی کے بعد یا بہ الفاظ دیگر نواب بہادر کے حصول سلطنت کے بعد امراض جسمانی سے کولار میں انتقال کیا۔ اس سے یہی معلوم ہوا کہ سنہ ۱۷۶۱ء کے بعد بھی شہباز صاحب زندہ تھے۔

حسب تحقیق نشان حیدری۔ وحملات حیدری شہباز صاحب کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی نے ایک لڑکی کو چھوڑ کر انتقال کیا اس کے بعد شہباز صاحب نے اپنے ہی کنبہ میں ایک اور شادی کی۔ شہباز صاحب کے انتقال کے بعد نواب بہادر نے بھاوج اور اس کے تین بچوں کو جن میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا عبد القادر نام تھا۔ اپنی ہی کفالت میں لے لیا۔

شہباز صاحب نے اپنی زندگی ہی میں پہلی بیوی کی لڑکی جو سن شعور کو پہنچ چکی تھی اس کا بیاہ سنہ ۱۷۵۴ء میں لالہ میاں (شہید چرکولی) کے ساتھ کر دیا تھا۔ اسی لالہ میاں کی لڑکی رقیہ بی کا نکاح ٹیپو سلطان کے ساتھ ہوا تھا۔ اسی رقیہ بی کا بھائی سپاہ سالار برہان الدین تھا جو جنرل میڈوز کے ساتھ جنگ کر کے ستمنگل کے پاس سنہ ۱۷۹۰ء میں شہید ہوا۔

عبد القادر ابن شاہباز صاحب جو ٹیپو سلطان کی ہمرکابی میں رہتا تھا سنہ ۱۷۸۶ء میں انونٹی کے پاس مرہٹوں کی توپ کا گولہ کھا کر

Marfat.com

مارا گیا۔ اس طرح سے اپنے عمزاد بھائی غازی اکبر ٹیپو سلطان کی وفاداری کا حق ادا کر گیا۔

شہباز صاحب کی جو دو لڑکیاں تھیں ۱۷۷۰ء میں نواب بہادر نے ان میں سے ایک لڑکی کی شادی تربیت علی خان نایطہ کے ساتھ کر دی۔ اور دوسری لڑکی کا نکاح یاسین صاحب ابن یعقوب صاحب جماعہ دار سے کر دیا۔ برادر زادیوں کی شادیوں کے ہو جانے سے نواب بہادر کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا۔ الغرض شہباز صاحب اور اُن کی اولاد کا مختصر بیان جو تاریخ کی ورق گردانی سے مل سکا یہاں لکھدیا گیا۔

تمت

ضمیمہ (۲)

بعض سنہ اور واقعات

یہ سن اور واقعات میسور گزیٹر جلد پنجم مطبوعہ ۱۹۳۰ء اور راج بھکتی ملکتا دی نام کتاب سے منتخب کر کے لکھے جاتے ہیں تاکہ ان سے مرقوم شدہ اگلے واقعات اور سنین کی تائید ہو۔

۱۷۲۰ء میں فتح محمد (میر فتح علی) کولار میں فوجدار تھے

۱۷۲۱ء میں حیدر علی خان بہادر کی بودی کوٹہ میں ولادت ہوی۔

۱۷۴۹ء میں دلوائی ننجراجیا نے دیونہلی کا محاصرہ کیا۔ (یہ سن انگریزی صحیح

Marfat.com

نہیں ہے کیونکہ سنہ ۱۵۶۹ سالو ہانہ اشچھیا سمستر امیں یہ محاصرہ ہوا تھا۔ اس حساب سے سنہ ۱۶۴۶ء ہونے چاہئیں)

سنہ ۱۷۵۷ء میں بالاجی باجے راؤ نے سرینگ پٹن کا محاصرہ کیا تھا۔

سنہ ۱۷۵۹ء میں گوپال راؤ نے سرینگ پٹن پر فوجکشی کی۔ سنہ ۱۷۶۰ء ماہ ۱۵ اگسٹ میں کھنڈے راؤ نے حیدر علی خان پر گولہ باری کروائی۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں حیدر علی نے سرینگ پٹن پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں ہوسکوٹہ۔ بالاپور۔ سرا بڈی ہال۔ مڈاگیسی۔ دوڈیری پر نواب بہادر نے قبضہ کر لیا۔

سنہ ۱۷۶۲ء میں نواب بہادر نے چکبالاپور۔ نندی درگ۔ گڑی بنڈے پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں نواب بہادر نے چتلدرگ پر فوجکشی کی اور وہاں کے پالیگار سے تین ہزار گھوڑا نذرانہ لیا۔ اسی سال ہوسدرگ اور نرکونڈا پر بھی قبضہ کر لیا۔

سنہ ۱۷۶۳ء میں نواب حیدر علی خان بہادر نے بدلور کو فتح کر لیا۔ اسی سال شیموگہ اور کسی بھی قبضہ میں آگئے۔

سنہ ۱۷۶۳ء میں ہاگلواڑی پر نواب بہادر کا قبضہ ہو گیا۔

سنہ ۱۷۶۳ء میں نواب بہادر نے بدلور کی رانی اس کے عاشق اور لے پالک کو مدگری کے زنداں کو بھیجدیا۔ سنہ ۱۷۷۱ء میں چنکرلی کی جنگ ہوی جس میں نواب بہادر کو شکست فاش ہوی تریک راؤ نے میلکوٹہ کے مندر کو لوٹا اور سرینگ پٹن کا محاصرہ کیا۔

سنہ ۱۷۶۷ء میں مرہٹوں نے نندی درگ کو فتح کر لیا۔
سنہ ۱۷۷۱ء میں کولار مرہٹوں کے قبضہ میں آیا۔
سنہ ۱۷۷۱ء میں بودی ہال رگیسی پر مرہٹوں کا قبضہ ہو گیا۔
سنہ ۱۷۶۲ء مدگری بسرا ۔ رگیسی پر مرہٹے قابض ہو گئے
سنہ ۱۷۷۴ء میں دوبارہ کولار ۔ باگل ۔ چنتامنی ۔ مدگری بسرا ۔ رگیسی قبضہ حیدری میں آ گئے ۔ سنہ ۱۷۶۳ء میں جبکہ نواب بہادر نے بدنور فتح کر لیا تو بلم (منجر آباد) کا شمالی حصہ سلطنت حیدری میں شامل ہو گیا اور جنوبی حصہ پر سنہ ۱۷۶۵ء میں نواب بہادر نے فوجکشی کی تو یہاں کے راجہ نے سالانہ پانچ ہزار گھوڑا خرچ دینے کے اقرار پر امان پائی۔
سنہ ۱۷۶۳ء میں کڈور ڈسٹرکٹ تمام رقبہ موجودہ پر حیدر علی خاں کا قبضہ ہو گیا۔
سنہ ۱۷۶۱ء میں کولار ۔ ہوسکوٹ ۔ بڑا بالاپور ۔ سرا پر حیدر علی نے قبضہ کر لیا۔
سنہ ۱۷۶۱ء میں آنے کل ۔ گیتی ۔ ہوسپلی ۔ ترکیرا قبضہ حیدری میں آئے۔
سنہ ۱۷۶۳ء میں بدنور قبضہ حیدری میں آیا۔

F. 16.

Marfat.com

ضمیمہ نمبر ۳

سلطان حیدر علی کا جنگی بیڑا

(از ڈاکٹر سر ایندرناتھ سین)

اس کتاب کے صفحہ ۱۶۸ میں جہاز سازی اور صفحہ ۱۹۸ میں بحری قوت کے عنوانوں سے نواب بہادر کی فوجی قوت کا بیان اختصار کے طور پر لکھا گیا ہے اب یہاں ڈاکٹر سر ایندرناتھ سن کی تحقیق کا ملخص تفصیلوار لکھا جاتا ہے۔

سلطان حیدر علی میسور کا قابل اور محنت کش حکمران ہندوستان میں انگریزوں کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس نے انگریزوں کے دشمن فرانسیسوں سے دوستی پیدا کی۔ اور سلطان ٹیپو نے اپنی بحری طاقت کے بڑھانے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن غلطی ہوگی۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ حیدر علی اس چیز سے غافل رہا۔ اسکے فرنگی دشمن زبردست بحری طاقت کے مالک تھے۔ اور اس کے پرتگالی ہمسایوں کو بھی ہندوستان سے نپٹتے وقت اپنی بحری طاقت پر بھروسہ تھا۔ پرتگالیوں کو بھی چھوڑیئے۔ پیشوا بھی ایک جنگی بیڑے کا مالک تھا۔ ساحل ملیبار اسکی بندرگاہوں کے قبضے میں آنے سے حیدر علی کو اپنی بحری طاقت بڑھانے کا خیال ہوا۔ لیکن اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اس نے کیا کیا۔ اس کے متعلق ہمارے معلومات بہت کم ہیں۔ ہمیں اپنی معلومات بڑھانے کے لئے پرتگالی غیر مطبوعہ دستاویزوں کا مرہون منت ہونا پڑتا ہے۔

Marfat.com

کرنل ولکس ان الفاظ میں سلطان حیدر کے جنگی بیڑے کا ذکر کرتا ہے ۱۷۶۵ء
میں حیدر علی کا امیر البحر اسکو دھوکا دیکر انگریزوں کے ساتھ جا ملا - اس واقعہ
کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے ۱۷۶۸ء کے اوایل میں گورنمنٹ بمبئی نے حیدر علی
کے مقبوضہ ساحل کے بندرگاہوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک مہم تیار کی - جو ہر
طرح کامیاب رہی - ان کی بحری فوج ...۴ انگریزوں اور کچھ ہندوستانیوں پر
مشتمل تھی - اس بیڑے کو ہنوور پہنچ کر معلوم ہوا کہ سلطان حیدر ایک جنگی
بیڑے کی تیاری میں مشغول ہے - حیدر علی نے ایک نا اہل شخص علی بے کو امیر البحر
بنا کر تمام دوسرے عہدہ داروں کو ناراض کردیا - اسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ جب فرنگی بیڑا
ہنوور پہنچا تو حیدر علی کا بیڑا ان سے جا ملا - اور یوں ہنوور اور دریائے ہنور اکے
دہانے پر جس قدر قلعہ بند جزیرے تھے سب فرنگیوں کے ہاتھ آگئے

ایک پرتگالی اطلاع کے بموجب حیدر علی کی بحری طاقت اس سے کہیں
زیادہ تھی - جتنی کہ عام طور پر بیان کی جاتی ہے - ۱۷۶۳ء تک حیدر علی
کافی مشہور ہوچکا تھا - ۲۶ جنوری ۱۷۶۳ء کو اس کے مختصر سوانح حیات لزبن
روانہ کیے گئے - اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جسمیں حیدر علی کی فتح کینارا
کا ذکر کافی دلچسپ ہے لیکن اسکی بحری طاقت کا وہاں کوئی ذکر نہیں آیا -
۱۴ ستمبر ۱۷۶۵ء کے ایک مکتوب میں ہم پہلی بار حیدر علی کی بڑھتی ہوئی بحری
طاقت کا ذکر دیکھتے ہیں - ہم نیچے اس خط کی نقل درج کرتے ہیں -

ایشیا کے اس حصے میں مرہٹوں اور حیدر علی کی بڑھتی ہوئی طاقت
سے اس خطرے میں تھا - موخرالذکر نے ایک جنگی بیڑا بھی تیار کرایا ہے -
یہ بیڑا تیس جنگی جہازوں اور بہت سی کشتیوں پر مشتمل ہے - اس بیڑے کی

Marfat.com

کی کمان چند انگریز اور چند یورپین افسروں کے ہاتھ میں ہے ہمیں ڈر ہے کہ قسمت کہیں حیدر علی کو ہمیں تباہ کرنے کا موقع نہ دے دے۔

۱۲ دسمبر کے ایک مختصر خط میں۔ حیدر علی کی بڑھتی ہوئی بحری طاقت کا ذکر آیا ہے اس خط سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حیدر علی کا جنگی بیڑا ۱۷۶۳ء اور ۱۷۶۵ء کے بعد وجود میں آیا۔ اور اس نے مغربی جہاز رانوں کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن یہ امر تعجب خیز ہے۔ کہ حیدر علی کے بیڑے کا امیر البحر ایک انگریز ہوا۔ کرنل ولکس نے اس غدار کی قومیت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی ہم جان سکے ہیں، کہ وہ ۱۷۶۵ء تک اپنے عہدے پر قایم رہا بھی یا نہیں۔ سپاہیوں میں بے چینی تو بہت پھیل گئی تھی، جب امیر البحر ایک نااہل کو کر دیا گیا۔ لیکن بیڑے کے دشمنوں کے ساتھ ملجانے کا سبب سوائے امیر البحر کی قومیت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس سے پیشتر ہی اسکے ہم قوم مرہٹوں کی دوسری لڑائی کے دوران میں دولت راؤ سندھیا سے غداری کر چکے تھے، اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ حیدر علی نے وزارت لطف علی بیگ کو دی ہو۔ کہ اُسے اپنے انگریز امیر البحر پر اعتماد نہ تھا۔ لیکن یہ بھی ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔

۲۸ دسمبر ۱۷۷۰ء میں سو بیڈز و ڈکیمر استمصو کو لکھے ہوئے ایک خط سے، سلطان حیدر کی ان کوششوں کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس نے اپنی بحری طاقت کے بڑھانے کے لئے صرف کیں۔ خط کا خلاصہ یہ ہے:۔

میں آپ کی توجہ نواب حیدر علی خان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ نواب حیدر علی اب اس کوشش میں ہے۔ کہ سمندر میں بھی اب اس کا اتنا وقار بڑھ جائے۔ جتنا اس کا خشکی پر ہے۔ نواب نے بھٹکل کی بندرگاہ کو محفوظ

کرنے کے لئے ایک ڈچ انجنیر کی خدمات حاصل کیں۔ اس نے بہت سے جنگی جہازوں کی تیاری کے لئے حکم دیا ہے۔ سلطان اپنے جنگی بیڑے کو ایشیا کا سب سے زبردست بیڑا بنانا چاہتا ہے۔ فی الحال اسکے پاس آٹھ بڑے جہاز ہیں جن میں ہر ایک ۲۸ - ۴۰ توپوں سے مسلح ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت قسم کی کشتیاں بھی ہیں۔

اس ڈچ جہاز ساز نے نواب کے سامنے اپنے آپ کو اپنے فن میں بہت ماہر ظاہر کیا تھا۔ اور تمام کام کو سترہ لاکھ کی لاگت سے ۳ سال میں ختم کرنے کی مہلت مانگی تھی۔ یہ کار عظیم کبھی تکمیل کو پہنچا یا نہیں۔ اس بارے میں سوائے اسکے ہم کچھ نہیں جانتے۔ کہ ۱۱ مئی ۱۷۷۹ء تک کام تسلی بخش رفتار سے ہو رہا تھا یہ اطلاع بھی ہمیں ۱۱ مئی کے لکھے ہوئے ایک خط سے ملتی ہے۔ اس خط میں

سلطان حیدر علی کی فتح دو آبہ کرشنا و تنبھدرا کی مختصر داستان ہے

ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ ۱۷۸۲ء سلطان حیدر کی وفات سے پہلے اُس کے بیڑے کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ کپتان لُو نے لکھا ہے کہ ۱۷۸۰ء میں ایڈورڈ ہیوز نے حیدر علی کی بحری طاقت کو مغربی گھاٹ پر قریب قریب کچل دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل وہ یوں بیان کرتا ہے۔ کہ ۸ دسمبر ۱۸۸۰ء میں سر ایڈورڈ نے چار جہازوں تیس گریب تین کیچر اور بہت سی کشتیوں کے ایک بیڑے کو مغربی ساحل کے قریب لنگر انداز دیکھا۔ یہ بیڑا مسلح تھا۔ اس پر حیدر علی کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ سر ایڈورڈ نے انھیں اپنے جہازوں کی توپوں کی زد میں لے کر ان پر گولہ باری شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دو گھنٹے کے اندر اندر دشمن کے دونوں جہاز نذر آتش ہو گئے۔ ان میں سے

ایک پر ۲۸ اور دوسرے پر ۲۶ توپیں تھیں - باقی تمام کشتیوں کا بھی یہی حشر ہوا - صرف ایک گریب اپنا سامان سمندر میں پھینکنے کے بعد بچ کر بندرگاہ تک جا سکی - اسکے علاوہ چند ایک کشتیاں بھی ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں

اس طرح سلطان حیدرعلی کی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا - یعنی میسور کی بحری طاقت عہد طفولیت ہی میں نذر اجل ہو گئی - کرنل کرپیٹرک کا خیال ہے کہ حیدرعلی نے اپنی بحری قوت کے بڑھانے کے لیے کوئی سعی نہیں کی - لیکن مذکورہ بالا واقعات کو دیکھتے ہوئے ہم اس سے اتفاق نہیں کر سکتے - کہ "میسور کی بحری طاقت کا حیدرعلی خان کے ساتھ خاتمہ ہو گیا - اس کے بعد گو کہ سلطان ٹیپو نے امام مسقط کے ساتھ تجارتی تعلقات پیدا کر لئے تھے ، لیکن وہاں وہ بھی کامیاب نہ ہو سکا - جہاں حیدرعلی ناکام رہا +

ضمیمہ نمبر ۴

جنوبی ہندوستان میں اسلام

میسور میں مسلمان

تاریخ فرشتہ کا مصنف اس طرح لکھتا ہے :- کہ

پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور اسلام طائفہ یہود و نصاریٰ برسم تجارت ازراہِ دریا آمدو شد می کردند و در آخر الامر میان ملیباریان وایشان ، بواسطہ منافع دنیوی الفتے بہم رسیدہ ، بعضے از بازرگان یہود ۔ ونصاریٰ در شہرہائے ملیبار ساکن شدہ منازل و باتین ساختند ۔

تمدن عرب مصنفہ گستاؤلیبان صفحہ ۵۰۳ میں تحریر ہے کہ جس وقت ہندوستان کو جہاز جانے لگے ۔ وہ زمانہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے بہت قریب تھا ۔ اپنی حکومت قائیم ہو جانے کے ساتھ ہی عربوں نے تجارتی تعلقات کو بہت بڑی وسعت اور ترقی دی ۔ اور وہ بہت جلد ساحل کاروِ منڈل ۔ ملیبار سوماٹرا ، اور جزایر بحر ہند کو فتح کرتے ہوے چین تک پہنچ گئے

امام جعفری طبری جو اہل تاریخ کا امام مانا جاتا ہے ۔ اپنی تاریخ میں نوایط کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے ۔ کہ یہ لوگ حجاج بن یوسف کے ظلم و ستم سے بچ کر ہندوستان کے مغربی ساحل کوکن میں بس گئے ۔

کتاب جامع العلوم میں لکھا ہے کہ نوایط شرفاء قریش کی ایک

Marfat.com

جماعت ہے ۔ حجاج بن یوسف نے انھیں دیار عرب سے نکال دیا ۔ تو انھوں نے مغربی ساحل ہند یعنے کوکن میں سکونت اختیار کی

مولوی باقر آگاہ ویلوری اپنے دیوان نفحۃ العنبریہ لفظ نایط کی شرح کرتے ہوے لکھتے ہیں ۔ کہ یہ لوگ قریش ہیں ۔ نسب میں آنحضرت صلعم کے ساتھ نضر بن کنانہ میں جاکر ملتے ہیں ۔

۳۰۰ھ ہجری میں مورخ مسعودی کالی کٹ ، ملک ملیبار میں آیا ۔ وہ لکھتا ہے کہ سیراف ، عمان ، بصرہ اور بغداد کے بہت سے مسلمان یہاں آباد ہیں

ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے ۔ اور تحفۃ المجاہدین میں بھی یہی تحریر ہے ۔ کہ چھٹی صدی ہجری تک عرب مبلغین کی بنائی ہوی مسجدیں کلیکوٹ کولم ، ہوٹلی ۔ سری کنڈاپور ، درمہ پٹن سیلم ، ایا پد پٹن ، خاکتور ، بارکور ۔ منگلور ، کلنجر کوٹ ، کولم ان مقامات میں موجود ہیں ۔

ٹی ڈبلیو آرنلڈ ۔ پریچنگ آف اسلام کے صفحہ ۲۸۰ میں لکھتے ہیں ، جنوبی ہندوستان میں اسلامی تحریک کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی سے ہوتا ہے ۔ اور مذکورہ بالا مسجدوں کے وجود کو انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے ۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں ۔ کہ جنوبی ہندوستان میں دعاۃ اسلام نے خوب تبلیغ کی ۔

تاریخ فرشتہ اور آئینہ حقیقت نما میں تحریر ہے :۔
مالابار کے راجہ نے اسلام قبول کرلیا تھا ۔ ہندوستان کی اور تاریخوں میں ہے دوارا سمدرا میں ایک نو مسلم راجہ حکمران تھا ۔

عرب میں اشاعت اسلام ہوی تو مسلمان عربوں نے اسی زمانے میں

جنوبی ہندوستان خصوصًا احاطۂ مدراس، اور موجودہ ریاست میسور میں تبلیغ اسلام کی۔ دکن میں مسلمان نام اپنے ایک رسالہ میں، ہمنے اس پر کافی بحث کی ہے۔ اس لیے اب صرف اسی پر اس بیان کو ختم کرتے ہیں۔

تمّت

ذخیرہ محمد وقار مجید الٰہی لاہور

مطبوعہ
الکلام الیکٹرک مشین پریس بنگلور سٹی
جہاں ہر قسم کی چھپائی عمدہ ارزاں اور بروقت ہوا کرتی ہے

Marfat.com